بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ
علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر ۳۰
اضافہ شدہ جدید ایڈیشن
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم
مُصنّف
مُفتی محمّد رِضوان
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر ۳۰

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق دلنشیں تشریح کے ساتھ احادیث وروایات

مرد حضرات اور خواتین کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے

اور نماز وغیر نماز میں اس عمل کے ارتکاب کا حکم

کِبر وعُجب، ضرورت اور ارادہ ہونے نہ ہونے کی صورت میں اسبالِ ازار پر تحقیقی کلام

اسبالِ ازار اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق مسائل واحکام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ نومبر ۲۰۰۷ طباعتِ سوم: محرم الحرام ۱۴۳۷ھ اکتوبر 2015

صفحات: ۲۱۲

ملنے کے پتے

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
۹	**تمہید** (از مؤلف)
۱۱	(باب نمبر۱) **کِبر وعُجب اوراس پر مبنی لباس کی ممانعت**
۱۸	(فصل نمبر۱) **ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق احادیث وروایات**
//	حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرویات
۲۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات
۳۲	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات
۳۴	حضرت وہیب بن مغفل غفاری رضی اللہ عنہ کی مرویات
۳۵	حضرت جابر بن سلیم اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہما کی مرویات
۳۸	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرویات
۴۳	حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی مرویات
۴۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

(فصل نمبر۲)

اسبالِ ازار کی مطلق حرمت وعدمِ جواز کا قول ۱۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

بے شمار احادیث میں مرد حضرات کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا یا ازار لٹکانے کی ممانعت اور ٹخنوں سے اوپر کپڑا یا ازار رکھنے کا حکم و تاکید آئی ہے، بلکہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے پر مختلف قسم کی وعیدوں کا بھی احادیث میں ذکر آیا ہے، البتہ بہت سی احادیث میں کِبر وعُجب کے طور پر کپڑا لٹکانے پر وعیدوں کا ذکر آیا ہے، اور بہت سی احادیث میں اس طرح کی قید وشرط کے بغیر وعیدوں کا ذکر آیا ہے۔

بندہ نے اس مسئلہ پر ایک مستقل مضمون تحریر کیا تھا، جو ''ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا شرعی حکم'' کے نام سے دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے، جس میں اس موقف کو راجح قرار دیا گیا تھا، جس کے مطابق کبر وعجب کی نیت ہونے نہ ہونے کی دونوں صورتوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے پر گناہ کا حکم عائد ہوتا ہے۔

اب جب اس کی جدید اشاعت کا مرحلہ درپیش تھا، تو اسی دوران ایک صاحبِ علم کی طرف سے علمی نوعیت کا استفتاء موصول ہوا، جس میں کِبر وعدمِ کِبر کی صورتوں کے حکم میں بعض عبارات میں تعارض کو رفع کرنے اور راجح ومرجوح قول پر رائے تحریر کرنے کی فرمائش کا ذکر تھا، اور علمائے کرام کے بعض اقوال کے بارے میں رد وقدح سے متعلق ایک تحریر کا حوالہ بھی تھا، جس کو ملاحظہ کرنے کے بعد بندہ کو اس مسئلہ میں مزید تحقیق کا تقاضا ہوا، اور کچھ ترمیم اور اعتدال کو ملحوظ رکھنے اور اہلِ علم حضرات کے اس قول کے اضافہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی، جس کی رُو سے کبر وعجب کے بغیر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرمت وگناہ میں داخل نہیں۔

اس مرتبہ کے مضمون میں بندہ نے پہلے قول کے ساتھ ساتھ دوسرے قول کو بھی مستقل جگہ دی ہے، اور اپنے سابقہ یکطرفہ موقف میں نرمی واعتدال پیدا کیا ہے، کیونکہ اس طرح کے مجتہَد

فیہ مسائل میں لچک کو ملحوظ رکھنا اور دونوں طرف کے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے موقف کو ذکر کرنا بھی موجودہ تشدُّد وتعصب کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے۔

اس لئے بندہ نے اپنا یہ مضمون ازسرِ نو ملاحظہ کر کے ترتیب دیا، اور اس میں جہاں حذف و اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی اس پر کام کیا، اور ساتھ ہی اس مسئلہ پر علمی و تحقیقی کلام اور بعض مسائل کا اضافہ کیا، جس کو اب شائع کیا جا رہا ہے۔

افسوس ہے کہ اس مسئلہ کو آج کل دیوبندی اور بریلوی مکتبۂ فکر کے درمیان متنازع بنا کر ایک دوسرے کے خلاف ردوقدح اور مناظرہ ومباحثہ کا بازار گرم کیا جانے لگا ہے، اور طرفین سے اس بات کو نظر انداز کیا جانے لگا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مسالک کے اہلِ علم کا بڑا طبقہ دونوں قولوں میں سے کسی ایک قول کو اختیار کرتا چلا آیا ہے۔

اور موجودہ دور میں جو اہلِ علم کے ایک طبقہ کا مزاج ومذاق یہ بن گیا ہے کہ وہ جب تک اپنے موقف کو ہر طرح سے صواب ودرست اور دوسرے کے موقوف کو بالکلیہ خطاء اور غلط قرار نہیں دیتے، اس وقت تک انہیں سکون نہیں ملتا، اور مقصود میں کامیابی نظر نہیں آتی، ہمیں اس طرزِ عمل سے مناسبت نہیں، تاہم اہلِ علم حضرات کو جس قول پر اطمینان یا اس کی طرف رجحان ہو، اس کو راجح قرار دینے کا حق حاصل ہوتا ہے، مگر اس صورت میں بھی دوسرے موقف کی اس طرح سے تردید کرنا مناسب نہیں ہوتا کہ وہ موقف اہلِ باطل کا محسوس ہونے لگے، اور اس کو صریح حق وباطل کا اختلاف قرار دیا جانے لگے۔

اللہ تعالیٰ حق گوئی اور حق فہمی کی توفیق عطا فرمائے، اور راہِ اعتدال پر رہنے کی توفیق بخشے۔

آمین۔ فقط۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔ ۱۹/ رجب المرجب/ ۱۴۳۶ھ 09/ مئی/ 2015ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(باب نمبر ۱)

کِبر وعُجب اور اس پر مبنی لباس کی ممانعت

کپڑے اور لباس کے بارے میں شریعت نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اس میں کبر وعجب اور فضول خرچی سے بچا جائے، البتہ ان شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اچھا اور عمدہ لباس پہننا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُوْا، وَاشْرَبُوْا، وَتَـصَـدَّقُـوْا، وَالْبَسُـوْا، فِيْ غَيْرِ مَخِيْلَةٍ وَلَا سَرَفٍ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتَهُ عَلٰى عَبْدِهٖ (مسند أحمد، رقم الحديث ٦٧٠٨) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو، اور لباس پہنو کبر وعجب کے بغیر اور اسراف کے بغیر، بے شک اللہ پسند کرتا ہے اس بات کو کہ اس کی نعمت اس کے بندہ پر دیکھی جائے (مسند احمد)

اور جلیل القدر تابعی حضرت طاووس سے روایت ہے کہ:

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: كُلْ مَا شِئْتَ ، وَالْبَسْ مَا شِئْتَ ، مَا أَخْطَأَتْكَ خُلَّتَانِ: سَرَفٌ ، أَوْ مَخِيْلَةٌ (مُصنف ابن أبی شيبة) [۲]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ جو چاہیں کھائیں اور جو چاہیں پہنیں، جب تک دو خصلتوں سے بچیں، ایک اسراف سے، دوسرے کبر وعجب سے (ابنِ ابی شیبہ)

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند أحمد)

[۲] رقم الحديث ٢٥٣٧٥، كتاب اللباس، من قال البس ما شئت ما أخطأك سرف ، أو مخيلة.

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا، أَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، ثُمَّ أَلْھَبَ فِیْہِ نَارًا (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٦٠٧، كتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت (اور فخر وتفاخر) والا کپڑا پہنا، اس کو قیامت کے دن اللہ ذلت کا کپڑا پہنائے گا، پھر اس کپڑے میں آگ بھڑکائے گا (ابنِ ماجہ)

شہرت کے لباس میں کبر وعجب اور فخر وتفاخر والالباس بھی داخل ہے۔ [۲]

اس کے علاوہ کِبر وعُجب کی قرآن وسنت میں سخت مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ (سورة المؤمن، رقم الآية ٧٦)

ترجمہ: پس کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا (سورہ مومن)

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ (سورة النحل، رقم الآية ٢٣)

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) پسند نہیں فرماتا تکبر کرنے والوں کو (سورہ نحل)

اور اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (سورة القصص، رقم الآية ٨٣)

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[۲] (وعن ابن عمر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: (من لبس ثوب شهرة): أى ثوب تكبر وتفاخر وتجبر، أو ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد، أو ما يشعر به المتسيد من علامة السيادة كالثوب الأخضر، أو ما يلبسه المتفقهة من لبس الفقهاء، والحال أنه من جملة السفهاء (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٧ص ٢٧٨٢، كتاب اللباس)

ترجمہ: وہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے ہی کریں گے، جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد نہیں چاہتے، اور (اچھا) انجام متقیوں ہی کے لیے ہے (سورہ قصص)

اور سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ (سورة الانفال، رقم الآية ۴۷)

ترجمہ: اور نہ ہو جاؤ تم ان جیسے جو نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھانے کو (سورہ انفال)

اور سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (سورة الحديد، رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: اور تم اِتراؤ نہیں اس چیز پر، جو تمہیں اللہ نے عطا کی، اور اللہ نہیں پسند کرتا کسی اِترانے والے، فخر کرنے والے کو (سورہ حدید)

اور سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ. وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ (سورة لقمان، رقم الآيات ۱۸، و ۱۹)

ترجمہ: اور نہ چلو تم زمین میں اکڑ (واِترا) کر، بے شک اللہ کسی اِترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا، اور اعتدال (یعنی میانہ روی) اختیار کرو اپنی چال میں (سورہ لقمان)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی چال ڈھال میں عُجب واِتراہٹ اور کِبر کو اختیار کرتا ہے، اس کو اللہ پسند نہیں کرتا، بلکہ ناپسند کرتا ہے۔ [1]

---

[1] إن الله لا يحب كل مختال فخور تعليل للنهى أو موجبه والمختال من الخيلاء وهو التبختر فى المشى كبرا (روح المعانى، سورة لقمان، تحت رقم الآية ۱۸) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ثابت بن قیس سے روایت ہے کہ:

ذُكِرَ الْكِبْرُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (كشف الاستار عن زوائد البزار) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کِبر کا ذکر کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کسی مُعجب اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (کشف الاستار)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کِبر کی قباحت ومذمت کی دلیل دیتے ہوئے، سورہ لقمان کی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، وَالْعَظْمَةُ إِزَارِيْ، فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر اور عظمت میری ازار (یعنی میری خاص صفات) ہیں، پس جو کوئی ان میں سے کسی ایک چیز میں بھی میرے ساتھ منازعت کرے گا (یعنی اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرے گا) تو میں اس کو آگ میں پھینک دوں گا (ابوداؤد، مسند احمد)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقوله ولا تمش فى الأرض مرحا أى خيلاء متكبرا جبارا عنيدا، لا تفعل ذلك يبغضك الله، ولهذا قال إن الله لا يحب كل مختال فخور أى مختال معجب فى نفسه، فخور أى على غيره .وقال تعالى: ولا تمش فى الأرض مرحا إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا (تفسير ابن كثير، سورة لقمان، تحت رقم الآية ١٨)

[1] رقم الحديث ٣٥٧٨، كتاب الزهد، باب ما جاء فى الكبر.

[2] رقم الحديث ٤٠٩٠، كتاب اللباس، باب ماجاء فى الكبر؛ مسند احمد، رقم الحديث ٩٣٥٩. فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ مِنَ الْخُيَلَاءِ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: الْعَدْلُ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَاقَةِ، وَمَخَافَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۵۴۵۲) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، ایک تو ایسا بخل جس کی پیروی کی جائے، دوسری ایسی خواہش کہ جس کی اتباع کی جائے، اور تیسری آدمی کا اپنے آپ کو بڑائی کے ساتھ عجب میں مبتلا کرنا۔

اور تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں، ایک رضا اور ناراضگی کی حالت میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا، اور دوسری مالداری اور فاقہ کے وقت میانہ روی (اور اعتدال کو) اختیار کرنا، اور تیسری خفیہ اور علانیہ ہر حالت میں اللہ سے ڈرنا (طبرانی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ لَمْ تَكُوْنُوْا تُذْنِبُوْنَ لَخَشِيْتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ، الْعُجْبَ (كشف الاستار عن زوائد البزار) [2]

---

[1] قال المنذری: رواه البزار واللفظ له والبيهقی وغيرهما وهو مروی عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شیء منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالى (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۶۵۴، كتاب الصلاة)

وقال الالبانی: وبالجملة فالحديث بمجموع هذه الطرق حسن على أقل الدرجات إن شاء الله تعالى، وبه جزم المنذری (سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۸۰۲)

[2] رقم الحديث ۳۶۳۳، كتاب الزهد، باب الخوف من العجب.

قال الهيثمی: رواه البزار، وإسناده جيد. (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۷۹۴۸، باب ما جاء فی العجب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرو، تو میں تم پر اس سے بھی بڑی چیز کا خوف رکھتا ہوں، جو کہ عُجب ہے (بزار)

عُجب کے معنیٰ خود پسندی، اِترانے اور گھمنڈ کرنے کے آتے ہیں اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کو صاحبِ کمال اور بڑائی والا سمجھنا، اور کسی خوبی ونعمت مثلاً حسن وجمال وغیرہ کی وجہ سے اپنے آپ کو صاحبِ کمال سمجھنا۔

اور کبر کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ اور اچھا اور دوسروں کو اپنے مقابلہ میں کمتر وحقیر سمجھنا۔

کبر کے مقابلہ میں، تکبر یا استکبار بہ تکلف کبر کو اختیار کرنے کا نام ہے، جو عام طور پر کسی فعل وعمل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ [۱]

---

[۱] عجب سے ہی کبر بھی پیدا ہوتا ہے، کبر کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ میں بڑا سمجھے، اور دوسرے کو اپنے مقابلہ میں حقیر وکمتر سمجھے، اور جب اس کیفیت کا اپنے قول یا فعل سے اظہار کیا جاتا ہے، تو وہ تکبر کہلاتا ہے۔

اور تکبر واستکبار میں بعض حضرات نے یہ فرق کیا ہے کہ استکبار کی حقیقت کبر کو بغیر استحقاق کے طلب کرنا ہے، اور تکبر بعض اوقات استحقاق کے ساتھ ہوتا ہے، اور بعض اوقات بغیر استحقاق کے، اور اللہ تعالیٰ کو تو اس کا استحقاق حاصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے تو یہ صفت محبوب ومطلوب ہے، اور مخلوق کے لئے مذموم اور بری ہے، اور استکبار مخلوق کے ساتھ خاص ہے، جو بہر حال مذموم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

التعريف :من معانی العجب -بالضم -فی اللغة :الزهو .

ولا يخرج استعمال الفقهاء لهذا اللفظ عن المعنى اللغوی، قال الراغب الأصفهانی :العجب :ظن الإنسان فی نفسه استحقاق منزلة هو غير مستحق لها .

وقال الغزالی :العجب هو استعظام النعمة والركون إليها، مع نسيان إضافتها إلى المنعم .

قال ابن عبد السلام :العجب فرحة فی النفس بإضافة العمل إليها وحمدها عليه، مع نسيان أن الله تعالی هو المنعم به، والمتفضل بالتوفيق إليه، ومن فرح بذلک لکونه منة من الله تعالی واستعظمه، لما يرجو عليه من ثوابه، ولم يضفه إلى نفسه، ولم يحمدها عليه، فليس بمعجب .

الألفاظ ذات الصلة:

أ -الكبر:الكبر :هو ظن الإنسان بنفسه أنه أكبر من غيره، والتكبر إظهار لذلک، وصفة "المتكبر "لا يستحقها إلا الله تعالی، ومن ادعاها من المخلوقين فهو فيها كاذب، ولذلک صار مدحا فی حق الباری سبحانه وتعالی وذما فی البشر، وإنما شرف المخلوق فی إظهار العبودية .

والصلة بين الكبر والعجب هی :أن الكبر يتولد من الإعجاب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۹، ص ۲۸۰، مادة" عجب")

کبر یا تکبر سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے یہ بہت بُرا مرض ہے، اسی سے کفر پیدا ہوتا ہے، اسی سے شیطان گمراہ وتباہ ہوا، اسی لئے قرآن سنت میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ کپڑے اور لباس میں کبر وعجب سے بچنا ضروری ہے، لہٰذا نہ تو کپڑے اور لباس کے ذریعہ سے کبر وعجب کو اختیار کرنا چاہئے، اور نہ ہی کپڑے اور لباس میں ایسے انداز کو اختیار کرنا چاہئے کہ جس سے کبر وعجب کا اظہار ہوتا ہو، اور کبر وعجب کے اظہار کی ایک شکل مرد کا اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہے، جس کے متعلق بہت سی احادیث وروایات آئی ہیں، اور ان میں سے متعدد احادیث میں کبر وعُجب کی قید بھی آئی ہے، اور اس موضوع پر فقہائے کرام ومحدثینِ عظام نے بحث فرمائی ہے۔

آگے اس کی الگ الگ پہلوؤں کے ساتھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

(فصل نمبر۱)

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق احادیث وروایات

بے شمار احادیث وروایات میں مَرد حضرات کو کبر وعجب کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت وکراہت اور اس پر مختلف قسم کے عذابوں کا ذکر آیا ہے، اور بعض احادیث میں کبر وعجب کا ذکر کیئے بغیر بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت وکراہت کا ذکر آیا ہے، اور بعض احادیث میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا تعلق کبر وعجب سے قرار دیا گیا ہے۔

آگے اس سلسلے میں مروی احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جن کے ضمن میں ضروری اور مفید افادات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۱)...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا، اس کی طرف، جس نے اپنے کپڑے کو کِبر وعُجب کی وجہ سے (ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر) گھسیٹا (بخاری، مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''خیلاء'' کے بجائے ''مَخِیلۃ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۵۷۸۳، کتاب اللباس، مسلم، رقم الحدیث ۲۰۸۵ ''۴۲''

[2] عن جبلة ,بن سحيم ,قال:سمعت ابن عمر يقول :قال رسول الله صلى الله عليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

''مَخِیلۃ'' اور ''خیلاء'' دونوں ایک ہی معنیٰ میں ہیں، جس سے مراد کِبر وعُجب اور گھمنڈ کرنا یا اترانا ہے۔ [1]

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ ''خیلاء'' یا ''مخیلۃ'' خیال اور تخیّل سے بنا ہے، گویا کہ کِبر وعُجب میں مبتلا شخص اپنے آپ کو بہت کچھ خیال کرتا ہے، اس لیے اس کے خیال کے باعث اسے ''خیلاء'' یا ''مخیلۃ'' کہا گیا ہے۔ [2]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کِبر وعُجب اور فخر وتفاخر کے طور پر مرد کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وسلم" :من جر ثيابه من مخيلة فإن الله لا ينظر إليه يوم القيامة "(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۴۴۳)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية ابن حبان)

[1] مخيلة:التعريف: من معانى المخيلة فى اللغة :الكبر والظن .وأما فى الاصطلاح فقد قال العينى :المخيلة -بفتح الميم -الكبر .وفسر الشافعية المخيلة بالأمارة على الحمل .

الألفاظ ذات الصلة:العجب

من معانى العجب فى اللغة :الزهو. وهو فى الاصطلاح :ظن الإنسان فى نفسه استحقاق منزلة هو غير مستحق لها . والصلة بين المخيلة والعجب :أن المخيلة تكسب النفس العجب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۶، ص ۲۶۸، مادة " مخيلة")

اختيال:التعريف:الاختيال فى اللغة يطلق بمعنى الكبر، كما يطلق بمعنى العجب، ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن هذين الإطلاقين.

الألفاظ ذات الصلة:

أ -الكبر -:من المعلوم أن الكبر ينقسم إلى باطن، وظاهر فالباطن هو خلق فى النفس، والظاهر هو أعمال تصدر عن الجوارح .واسم الكبر بالخلق الباطن أحق، وأما الأعمال فإنها ثمرات لذلك الخلق .وخلق الكبر موجب للأعمال، ولذلک إذا ظهر على الجوارح يقال :تكبر، وإذا لم يظهر يقال :فى نفسه كبر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص ۳۱۸ و ۳۱۹، مادة "اختيال")

[2] قال النووى قال العلماء :الخيلاء والمخيلة والبطر والكبر والزهو والتبختر كلها بمعنى واحد، وهو حرام ويقال :خال الرجل خالا واختال اختيالا إذا تكبر، وهو رجل خال أى متكبر وصاحب خال أى صاحب كبر انتهى.

قال والدى -رحمه الله -فى شرح الترمذى وكأنه مأخوذ من التخيل أى الظن، وهو أن يخيل له أنه بصفة عظيمة بلباسه، لذلک اللباس أو لغير ذلک انتهى وهو محتمل ويقال للكبر أيضا خيل وأخيل وخيلة بكسر الخاء ذكر ذلک فى المحكم (طرح التثريب فى شرح التقريب، ج۸ص ۱۷۱،ابواب الادب،باب العجب والكبر والتواضع، لعبدالرحيم بن حسين العراقى شافعى)

سخت گناہ اور وعید کا باعث ہے۔

(۲)...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ، لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ إِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّیْ ثَوْبِیْ یَسْتَرْخِیْ، إِلَّا أَنْ أَتَعَاھَدَ ذٰلِکَ مِنْہُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّکَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِکَ خُیَلَاءَ (صحیح البخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعُجب کی وجہ سے (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کے دو کناروں میں سے ایک کنارہ لٹک جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کی نگرانی رکھوں (اور توجہ ہونے پر اوپر کر کے باندھ لوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آپ یہ عمل کبر وعُجب کی وجہ سے نہیں کرتے (بخاری)

(۳)...... اور صحیح بخاری کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَسْتَ مِمَّنْ یَصْنَعُہٗ خُیَلَاءَ.

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ جو اس عمل کو کبر وعُجب کی وجہ سے کرتے ہیں (بخاری) [۲]

---

[۱] رقم الحدیث ۳۶۶۵، کتاب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم :لو کنت متخذا خلیلا.

[۲] عن سالم بن عبد اللہ، عن أبیہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ إلیہ یوم القیامۃ قال أبو بکر :یا رسول اللہ، إن أحد شقی إزاری یسترخی، إلا أن أتعاھد ذلک منہ؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :لست ممن یصنعہ خیلاء (بخاری، رقم الحدیث ۵۷۸۴)

(۴)...... اور ابوداؤد کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهُ خُيَلَاءَ

ترجمہ: نہیں ہیں آپ ان لوگوں میں سے، جو اس عمل کو کبر و عُجب کی وجہ سے کرتے ہیں (ابوداؤد) [۱]

(۵)...... اس طرح کی حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی سند کے ساتھ مسند میں روایت کیا ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّهُ يَسْتَرْخِيْ إِزَارِيْ أَحْيَانًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَسْتَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا ازار کبھی کبھی لٹک جاتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں (مسند احمد) [۲]

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خود سے اپنے کپڑے کو اونچا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، مگر پھر بھی قصد و ارادہ کے بغیر اتفاقاً و احیاناً ان کا کپڑا

---

[۱] عن سالم بن عبد الله عن أبيه، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من جر ثوبه خيلاء، لم ينظر الله إليه يوم القيامة" فقال أبو بكر: إن أحد جانبي إزاري يسترخي، إلا أن أتعاهد ذلك منه، قال: "لست ممن يفعله خيلاء (سنن أبي داود، رقم الحديث ۴۰۸۵)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داود)

[۲] عن زيد بن أسلم، سمعت ابن عمر، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ": من جر إزاره من الخيلاء، لم ينظر الله عز وجل إليه يوم القيامة "

قال زيد: وكان ابن عمر يحدث أن النبي صلى الله عليه وسلم رآه وعليه إزار يتقعقع - يعني جديدا، فقال ": من هذا؟ " فقلت: أنا عبد الله فقال ": إن كنت عبد الله، فارفع إزارك " قال: فرفعته، قال ": زد "، قال: فرفعته، حتى بلغ نصف الساق، قال: ثم التفت إلى أبي بكر، فقال ": من جر ثوبه من الخيلاء، لم ينظر الله إليه يوم القيامة "، فقال أبو بكر: إنه يسترخي إزاري أحيانا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم ": لست منهم "(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۶۳۴۰)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

نیچے لٹک جاتا تھا، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ سے یہ عمل کِبر وعُجب کی بناء پر صادر نہیں ہوتا، اور نہ ہی آپ اپنے ارادہ وقصد سے اپنے کپڑے کو نیچے لٹکاتے ہیں، اور نہ ہی اپنے کپڑے اور ازار کو نیچے لٹکانے کا اہتمام کرتے ہیں، بلکہ اوپر رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، لہٰذا آپ کِبر وعُجب کی بناء پر کپڑا لٹکانے والوں میں داخل نہیں، جس کی وجہ سے آپ گناہ گار اور اس وعید میں داخل نہیں۔

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم اور پہلو (یعنی کوکھ) کے کمزور ہونے کی وجہ سے ان کو اپنا ازار اوپر روک کر رکھنا مشکل ہوتا تھا، جس کی مزید تفصیل اگلے باب میں آتی ہے۔ [1]

(۲)......حضرت مسلم بن یناق سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَجُرُّ اِزَارَهٗ، فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ؟ فَانْتَسَبَ لَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ، فَعَرَفَهٗ ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

[1] حدثني الحارث، عن ابن سعد، قال :أخبرنا محمد بن عمر، قال: حدثنا شعيب بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبى بكر الصديق، عن أبيه، عن عائشة، رضى الله تعالى عنها، أنها نظرت إلى رجل من العرب مر وهى فى هودجها، فقالت :ما رأيت رجلا أشبه بأبى بكر من هذا، فقلنا لها :صفى أبا بكر، فقالت :رجل أبيض نحيف خفيف العارضين، أجنأ لا يستمسک إزاره، يسترخى عن حقويه(تاريخ الطبرى، ج۳ص ۴۲۴، سنة ثلاث عشرة ،ذكر الخبر عن صفة جسم أبى بكر رحمه الله)

أخبرنا عبد الله بن محمد بن أبى الدنيا، نا محمد بن سعد، عن الواقدى؛ أن أبا بكر الصديق رضى الله عنه وصفته عائشة رضى الله عنها، فقالت :كان أبيض نحيفا، خفيف العارضين، أجنأ، لا يستمسک إزاره، يسترخى عن حقويه(المجالسة وجواهر العلم لابكر احمد بن مروان الدينورى المالكى،رقم الحديث ۱۶۳)

وكان سبب استرخائه نحافة جسم أبى بكر (فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج۱۰، ص۲۵۵،قوله باب من جر إزاره من غير خيلاء)

وقد رخص فى ذلک النبى صلى الله عليه وسلم لأبى بكر الصديق -رضى الله عنه -وقال ": لست منهم)؛ إذ كان جره إياه لغير الخيلاء ، بل لأنه كان لا يثبت على عاتقه (شرح صحيح مسلم للقاضى عياض المسمى إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج۱، ص۳۸۱،باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَقُولُ: ”مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ لَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اِلَّا الْمَخِيْلَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکا رکھا تھا، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اُس شخص سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟

اُس نے اپنی نسبت بتائی تو وہ بنولیث (قبیلے) سے تھا۔

حضرت ابنِ عمر نے اُس کو پہچان لیا، فرمایا کہ (اپنی ازار کو اونچی کیجئے کیونکہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دونوں کانوں سے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے کیا، نہیں ارادہ کرتا ہے وہ اس کے ذریعے مگر کبر وعُجب کا، تو بلاشبہ اللہ اس کی طرف قیامت کے دن (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا (مسلم)

(۷)......اور حضرت مسلم بن یناق کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ مَجْلِسِ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بِمَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَيْنَا فَتًى مُسْبِلٌ إِزَارَهٗ، فَقَالَ: هَلُمَّ يَا فَتَى، فَأَتَاهُ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا أَحَدُ بَنِيْ بَكْرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ يَّنْظُرَ اللّٰهُ إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَارْفَعْ إِزَارَكَ إِذًا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَأَهْوَى بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى أُذُنَيْهِ يَقُوْلُ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ لَا يُرِيْدُ بِهٖ إِلَّا الْخُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۱۵۲) [2]

ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بنی عبداللہ کی مجلس میں مکہ

---

[1] رقم الحديث ۲۰۸۵ ”۴۵“، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

میں تھا، تو ہمارے سامنے سے ایک نوجوان گزرا، جس نے اپنے ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا ہوا تھا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے نوجوان! ادھر آؤ، وہ نوجوان آپ کے پاس آ گیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں بنی بکر بن سعد کا ایک شخص ہوں، تو حضرت ابنِ عمر نے فرمایا کہ کیا آپ پسند کرتے ہو کہ اللہ آپ کی طرف قیامت کے دن (رحمت کی) نظر کرے، تو اس نوجوان نے کہا کہ بے شک، حضرت ابنِ عمر نے فرمایا کہ (پھر اللہ کی نظرِ رحمت کو حاصل کرنے کے لئے) اپنے ازار کو اونچا کر لیجئے، کیونکہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے، اور حضرت ابنِ عمر نے اپنی انگلیوں سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا کہ جس نے اپنے ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا، جس سے اس کا مقصد صرف کِبر و عُجب تھا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ازار کو صرف کِبر و عُجب کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، تو وہ بروزِ قیامت، اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہے گا۔

اور عرب میں عام طور پر ازار یعنی تہبند پہننے کا رواج تھا، اس لئے ان روایات میں ازار کا ذکر کیا گیا ہے، ورنہ دوسرے کپڑے اور لباس، بلکہ لمبی قمیص کا بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ گزشتہ روایات میں کپڑے کا ذکر گزرا، اور آگے بعض روایات میں قمیص کا بھی یہی حکم آتا ہے۔ [1]

(۸)...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] وقد أخرج أبو داود من رواية يزيد بن أبى سمية عن بن عمر قال ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الإزار فهو فى القميص وقال الطبرى إنما ورد الخبر بلفظ الإزار لأن أكثر الناس فى عهده كانوا يلبسون الإزار والأردية فلما لبس الناس القميص والدراريع كان حكمها حكم الإزار فى النهى (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۰ ص ۲۶۲، قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے ازار کو کبر وعُجب سے لٹکا کر (زمین پر) گھسیٹ رہا تھا، اس کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اسی وقت زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا (بخاری)

(۹)...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی اس طرح کی روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۲]

اس سے معلوم ہوا کہ کبر وعُجب کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکانا، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے، جو بعض اوقات دنیا میں بھی اللہ کی طرف سے وبال وعذاب کی پکڑ میں آنے کا باعث ہو جاتا ہے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔

(۱۰)...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، ارْفَعِ الْإِزَارَ، فَإِنَّ مَا مَسَّتِ الْأَرْضُ مِنَ الْإِزَارِ إِلٰى مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: فَلَمْ أَرَ إِنْسَانًا قَطُّ أَشَدَّ تَشْمِيرًا مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۵۷۱۳) [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۳۴۸۵، كتاب احاديث الانبياء، باب حديث الغار.

[۲] عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: بينما رجل ينظر في عطفيه فأعجبته نفسه إذ تجلجلت به الأرض إلى يوم القيامة(مسند البزار، رقم الحديث ۵۹۴۶)

قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح خلا أحمد بن محمد بن أبي بكر المقدمي، وهو ثقة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۵۳۸)

[۳] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، ولهذا إسناد حسن من أجل عبد الله بن محمد بن عقيل (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: اے عبداللہ بن عمر! تم اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) اونچا کرلو، پس بے شک ازار کے جس حصہ کو زمین چھوئے گی، ٹخنوں سے نیچے والے حصہ تک وہ جہنم میں ہوگا، عبداللہ بن محمد (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے کسی انسان کو عبداللہ بن عمر کے مقابلہ میں ازار کو زیادہ اہتمام کے ساتھ اونچے کرتے ہوئے نہیں دیکھا (مسند احمد)

(۱۱)......اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

یَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعِ الْإِزَارَ، فَإِنَّ مَا مَسَّ التُّرَابَ إِلٰى أَسْفَلِ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۵۷۱۴، ج۱۰ ص۷۸، مسند عبدالله بن عمر) [1]

ترجمہ: اے عبداللہ! اپنے ازار کو اوپر کر لیجئے، کیونکہ جو حصہ مٹی کو چھوتا ہے، ٹخنوں سے نیچے تک، وہ جہنم میں ہوگا (مسند احمد)

اس سے پہلی روایت میں ازار کے زمین کو چھونے کا اور اس روایت میں مٹی کو چھونے کا ذکر ہے، اور بہت سی دوسری احادیث وروایات میں ٹخنوں سے نیچے ہونے کا ذکر ہے، زمین یا مٹی کو چھونے کا ذکر نہیں، ممکن ہے کہ یہ وعید زمین یا مٹی تک ازار یا کپڑے پہنچنے پر زیادہ سخت ہو، اور ٹخنوں سے نیچے کرنے پر اس سے کم درجہ کی ہو، پھر مذکورہ روایات میں کبر وعُجب کی قید نہیں، جس کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ وعید دوسری احادیث میں مذکور کبر وعُجب ہونے کی صورت پر محمول ہے، اور بعض نے اس وعید کو عام رکھ کر فرمایا کہ خواہ کبر وعُجب کی نیت نہ ہو، تب بھی یہ وعید ہے، بشرطیکہ اپنے قصد وارادہ سے یہ عمل کرے اور کوئی معقول عذر نہ ہو، اور اگر کبر وعُجب کی وجہ سے ہو تو اور بھی سخت گناہ اور شدید عذاب کا باعث ہے، بہر حال ان روایات میں کبر وعُجب کا ذکر نہ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے قصد وارادہ سے

---

[1] قال حسين سليم أسد: إسناده حسن (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

کبر وعُجب کی نیت کے بغیر بھی یہ عمل نہ کرے، پھر اولاً تو جب کوئی عذر نہ ہو یہ عمل اکثر و بیشتر کبر وعُجب کی بناء پر ہی کیا جاتا ہے، دوسرے کبر وعُجب دل میں چھپی ہوئی چیز ہے، جس کا بعض اوقات انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

(۱۲)...... حضرت خالد بن کیسان سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ قَاعِدًا فَمَرَّ فَتًى يَجُرُّ سَبَلَهُ فَقَالَ لِيْ: اُدْعُ هٰذَا، اُدْعُ هٰذَا، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ ارْفَعْ إِزَارَكَ، قَالَ: فَرَفَعَهُ إِلٰى فَوْقَ عَقِبِهٖ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هٰكَذَا أُزُرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَأْتَزِرَ (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، تو ایک نوجوان گزرا، جو ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے ہوئے جا رہا تھا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو بلایئے، اس کو بلایئے، میں نے اس کو بلایا، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اپنے ازار کو اوپر کیجئے، اس نوجوان نے اپنے ازار کو اپنے ٹخنے سے اوپر کرلیا، جس پر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازار ہوتے تھے، یا یہ فرمایا کہ اسی طرح ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار رکھنے کا حکم فرمایا ہے (ابو یعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ٹخنوں سے اوپر ہوا کرتا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کا دوسروں کو بھی حکم فرمایا ہے۔

(۱۳)...... حضرت یزید بن ابی سمیۃ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] رقم الحديث ۵۶۰۶، ج۹ ص ۴۵۷، مسند عبدالله بن عمر.

فِی الْإِزَارِ، فَھُوَ فِیْ الْقَمِیْصِ (سنن أبی داود) [۱]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات ازار کے بارے میں فرمائی ہے، وہی بات قمیص کے بارے میں بھی ہے (ابوداود، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح ازار و تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت ہے، اسی طرح قمیص اور دوسرے کپڑے کو بھی لٹکانے کی ممانعت ہے، خواہ وہ چادر ہو، یا پائجامہ یا شلوار، یا پتلون وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۱۴)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ إِلٰی مَنْ جَرَّ إِزَارَہٗ بَطَرًا (صحیح البخاری) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا جو کبر و عُجب کی وجہ سے اپنی ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبر و عُجب اور اتراہٹ کے طور پر ازار و کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا سخت گناہ کا باعث ہے۔

---

[۱] رقم الحدیث ۴۰۹۵، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الإزار، مسند احمد، رقم الحدیث ۵۸۹۱.

قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح (حاشیۃ سنن ابی داود)

وقال ایضاً: إسنادہ قوی (حاشیۃ مسند احمد)

[۲] رقم الحدیث ۵۷۸۸، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، مسلم، رقم الحدیث ۲۰۸۷ "۴۸"، مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۹۳۰۵.

قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (حاشیۃ مسند احمد)

(۱۵)...... اور محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ:

كَانَ مَرُوَانُ يَسْتَعْمِلُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا رَأٰى إِنْسَانًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، ضَرَبَ بِرِجْلِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: قَدْ جَاءَ الْأَمِيْرُ، قَدْ جَاءَ الْأَمِيْرُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۳۰۵) [1]

ترجمہ: مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں عامل (گورنر) مقرر کیا تھا، تو وہ جب کسی انسان کو اپنا ازار لٹکائے ہوئے دیکھتے تھے، تو اس کے پیر پر مارتے تھے، پھر (اپنے متعلق) فرماتے تھے کہ امیر آچکا ہے، امیر آچکا ہے، پھر فرماتے تھے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا، جو اپنے ازار کو عُجب کے طور پر لٹکاتا ہے (مسند احمد)

مذکورہ احادیث میں "بطر" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور بعض احادیث میں "خیلاء" یا "مخیلة" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اِن دونوں کے معنیٰ قریب قریب ہیں، اور یہاں مراد کبر وعُجب ہے۔ [2]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والوں

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] قال العلماء: الخيلاء بالمد، والمخيلة، والبطر، والكبر، والزهو، والتبختر، كلها بمعنى واحد، وهو حرام. ويقال: خال الرجل واختال اختيالا إذا تكبر، وهو رجل خال أى متكبر، وصاحب خال أى صاحب كبر، ومعنى لا ينظر الله إليه أى لا يرحمه، ولا ينظر إليه نظر رحمة (شرح النووى علىٰ مسلم، ج۱۴ ص ۶۰، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء الخ)
قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء. أى بسبب الخيلاء أورد فيه ثلاثة أحاديث الأول حديث أبى هريرة بلفظ لا ينظر الله إلى من جر إزاره بطرا ومثله لأبى داود والنسائى فى حديث أبى سعيد المذكور قريبا والبطر بموحدة ومهملة مفتوحتين قال عياض جاء فى الرواية بطرا بفتح الطاء على المصدر وبكسرها على الحال من فاعل جر أى جره تكبرا وطغيانا وأصل البطر الطغيان عند النعمة واستعمل بمعنى التكبر وقال الراغب أصل البطر دهش يعترى المرء عند هجوم النعمة عن القيام بحقها (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص۲۵۸، قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء)

کو تنبیہ فرماتے تھے، اور اس سلسلہ میں حدیث سناتے تھے، لیکن حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ازار لٹکانے والوں سے کبر وعُجب کی نیت وارادہ ہونے نہ ہونے کی تحقیق نہیں فرماتے تھے، جس سے ظاہر ہوا کہ ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے کی تاکید ہے، خواہ کبر وعُجب کی نیت بھی نہ ہو۔

(۱۶)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي حُلَّةٍ، مُعْجِبٌ بِجُمَّتِهِ، قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ ،أَوْ قَالَ: يَهْوِي فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۷۶۳۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی قیمتی پوشاک پہنے کبر و عُجب کے ساتھ اِتراتا ہوا چل رہا تھا، اپنے لمبے گھنے بالوں پر گھمنڈ کر رہا تھا، اپنی ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا رکھا تھا کہ اچانک اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا (مسند احمد)

(۱۷)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ شَابٌّ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ يَتَبَخْتَرُ فِيهَا مُسْبِلًا إِزَارَهُ بَلَعَتْهُ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۰۳۸۳) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نوجوان آدمی قیمتی پوشاک پہنے کبر وعُجب کے ساتھ اِتراتا ہوا چل رہا تھا، اس نے اپنے ازار کو لٹکا رکھا تھا، کہ زمین نے اس کو نگل لیا، پس وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

(۱۸)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

مذکورہ روایات میں ''تبختر'' اور ''عجب'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے مراد وہی کِبر وعُجب اور فخر وتفاخر ہے، جس کا پہلے ذکر گزرا۔

مذکورہ روایات سے بھی معلوم ہوا کہ کبر وعجب کی بنیاد پر ازار وکپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اللہ تعالیٰ کو اتنا سخت ناپسند ہے کہ اس کی وجہ سے دنیا میں بھی عذاب اور وبال نازل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔ [۲]

(۱۹)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ (صحيح بخاری) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ

---

[۱] حدثنی جریر بن زید عمی، قال: کنت جالسا مع سالم بن عبد الله علی باب المدینة، فمر شاب من قریش کأنه مسترخی الإزار، قال: ارفع إزارک، فجعل یعتذر، فقال: إنه استرخی، وإنه من کتان، فلما مضی، قال: سمعت أبا هریرة، یقول: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول " :بینما رجل یمشی فی حلة له، معجبا بنفسه، إذ خسف الله به الأرض، فهو یتجلجل فیها إلی یوم القیامة "(مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۹۰۶۵)

قال شعیب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشیة مسند احمد)

[۲] (وعن أبی هریرة -رضی الله تعالی عنه -قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :بینما رجل) : قیل هو قارون، وقیل: هو من أعراب فارس وقال النووی: یحتمل أن هذا الرجل من هذه الأمة وأنه إخبار عمن قبله کما مر فی کتاب اللباس (یتبختر) أی: یمشی خیلاء (فی بردین) : ویفتخر ویتکبر فی لبسهما (وقد أعجبته نفسه) أی: من عجب وتکبر نشأ منها (خسف به) : علی بناء المجهول، ونائبه .قوله (الأرض) : بالنصب علی أنه مفعول ثان، ذکره سعدی جلبی فی قوله تعالی :(فخسفنا به وبداره الأرض)وقیل: منصوبة بنزع الخافض أی: فیها، ویؤیده ما فی القاموس: خسف الله بفلان الأرض، أی: غیب فیها (فهو یتجلجل) : بجیمین أی: یغوص ویذهب (فیها) أی: فی الأرض من حیث خسف به (إلی یوم القیامة) : وفی النهایة: الجلجلة حرکة مع الصوت (مرقاة المفاتیح، ج ۷، ۲۹۷۸، باب الجلوس والنوم والمشی)

[۳] رقم الحدیث ۵۷۸۷، کتاب اللباس، باب ما أسفل من الکعبین فهو فی النار.

آ گ (یعنی جہنم) میں ہوگا (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ لٹکنے والا کپڑا جتنا بھی ٹخنے سے نیچے ہوگا، اتنے حصہ کو جہنم کی آگ کا عذاب پہنچے گا۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں کبر وعُجب وغیرہ کی قید نہیں، جس سے بعض حضرات نے یہ مراد لیا ہے کہ کبر وعُجب کے بغیر بھی قصداً کپڑے کو اپنے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا جبکہ کوئی معقول عذر نہ ہو، سخت گناہ اور وعید کا باعث ہے، اگرچہ کبر وعُجب کی بناء پر لٹکانے کے مقابلہ میں کچھ کم اور ہلکا گناہ کیوں نہ ہو۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ حدیث اسی کبر وعُجب کی حالت پر محمول ہے، اور بغیر کبر وعُجب کے یہ عمل سخت گناہ نہیں، لیکن چونکہ اس روایت میں کبر وعُجب کا ذکر نہیں، جس کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر کبر وعُجب کے بھی اس عمل سے بچنا چاہئے، کیونکہ اولاً تو کبر وعُجب دل میں چھپا ہوا مرض ہے، جس پر آگاہی حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے، دوسرے عام طور پر اور اکثر وبیشتر یہ عمل کبر وعُجب کے طور پر ہی کیا جاتا ہے، اس لئے بہرحال اختلاف سے قطع نظر اس عمل سے بچنا ہی سلامتی وعافیت کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۲۰)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلٰى نِصْفِ

---

[1] ومعناه أن الذى دون الكعبين من القدم يعذب عقوبة له فهو من تسمية الشيئ باسم ما جاوره أو حل فيه ومن بيانية ويحتمل أنها سببية والمراد الشخص نفسه أو المعنى ما أسفل من الكعبين من الذى سامت الإزار فى النار أو تقديره لابس ما أسفل الكعبين إلخ أو معناه أن فعله ذلك فى النار فذكر الفعل وأراد فاعله فعليه ما مصدرية ومن الإزار بيان لمحذوف يعنى إسباله من الكعبين شيئا من الإزار فى النار أو فيه تقديم وتأخير وأصله ما أسفل من الإزار من الكعبين فى النار ، واعلم أن لفظ رواية البخارى فى النار ولفظ رواية النسائى ففى النار بزيادة الفاء قال ابن حجر :فكأنها دخلت لتضمين ما معنى الشرط أى ما دون الكعبين من قدم صاحب الإزار المسبل فهو فى النار عقوبة له (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۷۸۱۴)

السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ ،أَوْ لَا جُنَاحَ،فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ(سنن أبي داوٗد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم (یعنی مسلمان) کی ازار آدھی پنڈلیوں تک ہوتی ہے، اور جو (ازار) اس سے نیچے اور ٹخنوں کے درمیان ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں، یا (یہ کہا کہ) کوئی گناہ نہیں، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، تو وہ (حصہ) آگ میں ہوگا، جس نے اپنی ازار کو کِبر وعُجب کی وجہ سے لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا (ابوداؤد)

(۲۱)......اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ ، لَا جُنَاحَ ،أَوْ لَا حَرَجَ ،عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ فِي النَّارِ، لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا (مسند الإمام أحمد ، رقم الحديث ١١٠١٠) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کی ازار آدھی پنڈلی تک ہوتی ہے، اور جو (ازار) اس سے نیچے اور ٹخنوں کے درمیان ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں، یا (یہ کہا کہ) کوئی گناہ نہیں، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، تو وہ (حصہ) آگ میں ہوگا، جس نے اپنی ازار کو کِبر کی وجہ سے لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا (مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے افضل یہ

---

[1] رقم الحديث ٤٠٩٣، كتاب اللباس، باب فى قدر موضع الإزار.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داود)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

ہے کہ اپنے کپڑے کو آدھی پنڈلی تک رکھے اور اگر ٹخنوں سے اوپر رکھے تو بھی کوئی حرج نہیں، لیکن اگر ٹخنوں سے نیچے ہو تو اس پر جہنم کی آگ کی وعید ہے اور جو شخص کبر وعُجب کے طور پر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اس کے لئے سخت وعید ہے کہ وہ اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم رہے گا، ان روایات میں جہنم کی آگ کی وعید بیان کرتے ہوئے کبر وعُجب کا ذکر نہیں اور اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم رہنے کی وعید میں کبر وعُجب کی قید کا ذکر ہے، جس سے بعض حضرات نے یہی مراد لیا ہے کہ پہلی وعید بغیر کبر وعُجب کے ہے اور دوسری وعید کبر وعُجب کی صورت میں ہے اور اس سے دونوں صورتوں کا گناہ ہونا معلوم ہوتا ہے، البتہ کبر وعُجب کی صورت زیادہ شدید گناہ والی وعید ہے کہ وہ اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم ہو جائے گا، اور کبر وعُجب کے بغیر لٹکانے سے وہ حصہ جہنم کی آگ میں جلے گا، جبکہ بعض حضرات نے دونوں قسم کی وعیدوں کو کبر وعُجب کی صورت پر محمول کیا ہے، لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ سلامتی وعافیت والی صورت یہی ہے کہ خواہ کبر وعُجب کے طور پر ہو یا بغیر کبر وعُجب کے ہو، بہر حال مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ بغیر کسی معقول عذر کے قصداً وعمداً اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکائے اور ٹخنوں سے اوپر اوپر ہی رکھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت وہیب بن مغفل غفاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۴۲)...... حضرت وہیب بن مغفل غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَطِءَ عَلٰى إِزَارِهٖ خُيَلَاءَ، وَطِءَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۸۰۷۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کبر وعُجب کی وجہ سے اپنے ازار کو پیروں میں روندا، تو اس نے (اس حصہ کو) جہنم کی آگ میں روندا (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

(۲۳)...... اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ وَطِئَهٗ خُيَلَاءَ وَطِئَهٗ فِي النَّارِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۵۶۰۵) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ازار کو کبر وعُجب کی وجہ سے رُوندا، تو اس نے اس کو آگ میں رُوندا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص از راہِ کبر وعُجب اپنے اِزار کو اپنے پیروں کے نیچے دبا کر اور روند کر چلتا ہے، یا زمین پر گھسیٹتا ہے، تو وہ حصہ جہنم کی آگ میں گھسیٹا یا دبایا اور روندا جائے گا۔

مذکورہ روایات میں چونکہ کبر وعُجب کی قید ہے، جس سے بعض حضرات نے یہ مراد لیا ہے کہ جہنم میں اس حصہ کے جانے کی وعید اس صورت میں ہے جبکہ کبر وعُجب کی بنیاد پر یہ عمل کرے، تاہم کبر وعُجب کے بغیر بھی بلا عذر قصداً وعمداً یہ عمل کرنا اللہ کو پسند عمل نہیں اور اس پر بھی عذاب اور وبال کا خدشہ ہے، جس سے بہر حال بچنا چاہئے۔ [2]

حضرت جابر بن سلیم اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہما کی مرویات

(۲۴)...... حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ:

وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ (سنن

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] (من وطئ على إزار) أى علاه برجله (خيلاء) أى تيها وتكبرا (وطئه فى النار) أى يلبس مثل ذلك الثوب الذى كان يرفل فيه فى الدنيا ويجره تعاظما فى نار جهنم ويعذب باشتعال النار فيه جزاء بما فعل (حم عن صهيب) بضم المهملة الرومى رمز لحسنه ورواه الطبرانى باللفظ المزبور من حديث وهيب بن معقل (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۰۸۰)

أبی داؤد) [1]

ترجمہ: اور اپنی ازار کو آدھی پنڈلی تک رکھو، اگر آپ یہ نہ کرسکو، تو ٹخنوں تک رکھو، اور اپنے آپ کو اس سے نیچے ازار لٹکانے سے بچاؤ، کیونکہ یہ، کبر و عُجب سے تعلق رکھتا ہے، اور اللہ، کبر کو پسند نہیں فرماتا (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا تعلق کبر وعُجب سے ہے، یعنی اپنے قصد و ارادہ سے بغیر معقول عذر کے یہ عمل عام طور پر اور اکثر و بیشتر کبر وعُجب کی بنیاد پر سرزد ہوتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

(۲۵)...... حضرت ابوتمیمہ ھُجیمی رحمہ اللہ حضرت جابر بن سلیم ھُجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْإِزَارِ فَأَقْنَعَ ظَهْرَهُ وَأَخَذَ بِمُعْظَمِ سَاقِهِ فَقَالَ: هَاهُنَا فَإِنْ أَبَيْتَ فَهَاهُنَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۳۸۲، کتاب اللباس) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ازار کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے اپنی کمر کو جھکایا اور اپنی پنڈلی کی ہڈی کو پکڑ کر فرمایا کہ یہاں تک ازار رکھا کرو، اور اگر آپ اس پر عمل نہ کرو، تو یہاں ٹخنوں کے اوپر تک رکھ لیا کرو، پھر اگر آپ اس پر بھی عمل نہ کرو، تو بے شک اللہ عزوجل ہر کبر وعُجب کرنے والے، اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (حاکم)

اس روایت میں ٹخنوں سے نیچے لباس کی ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ اللہ، کبر وعُجب اور فخر و

---

[1] رقم الحديث ۴۰۸۴، کتاب اللباس، باب ما جاء فی إسبال الإزار، مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۶۳۵.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوی من أجل أبی غفار (حاشية سنن ابی داود)

وقال ايضاً: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

و قال الذهبی فی التلخيص: صحيح.

تفاخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا جب قصد وارادہ سے اور بغیر معقول عذر کے ہو تو اس کا مقصد بظاہر کبر وعجب ہی ہوتا ہے، جو کہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

(۲۶)...... حضرت ابو تمیمہ اپنی قوم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وَاتَّـزِرْ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْـإِزَارِ، فَـإِنَّهَـا مِنَ الْـمَخِيْـلَةِ، وَاللّٰـهُ تَبَـارَكَ وَتَعَـالٰى لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۱۶) [۱]

ترجمہ: اور اپنی ازار کو آدھی پنڈلی تک رکھو، اگر آپ یہ نہ کر سکو، تو ٹخنوں تک رکھو، اور اپنے آپ کو اس سے نیچے ازار لٹکانے سے بچاؤ، کیونکہ یہ کبر وعجب سے تعلق رکھتا ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کبر وعُجب کو پسند نہیں فرماتا (مسند احمد)

(۲۷)...... اور حضرت ابو تمیمہ ھُجیمی کی ایک روایت میں ان صحابی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

سَـأَلْتُ عَنِ الْإِزَارِ؟ فَقُلْتُ: أَيْنَ أَتَّزِرُ؟ فَأَقْنَعَ ظَهْرَهُ بِعَظْمِ سَاقِهِ، وَقَالَ: هَـاهُـنَـا اِتَّـزِرْ، فَإِنْ أَبَيْـتَ، فَهَـاهُـنَـا أَسْـفَـلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنْ أَبَيْتَ، فَهَـاهُـنَـافَـوْقَ الْـكَـعْبَيْـنِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۹۵۵) [۲]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ازار کے بارے میں سوال کیا، میں نے عرض کیا کہ میں ازار کہاں تک رکھوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمر جھکا کر اور پنڈلی کی ہڈی (کو پکڑ) کر فرمایا کہ یہاں تک ازار رکھا کرو، اور اگر آپ اس پر

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

[۲] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

عمل نہ کرو، تو اس سے نیچے یہاں تک رکھ لیا کرو، اور اگر اس پر بھی عمل نہ کرو، تو یہاں ٹخنوں کے اوپر تک رکھ لیا کرو، پھر اگر آپ اس پر بھی عمل نہ کرو، تو بے شک اللہ عز وجل کسی کبر و عجب کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (مسند احمد)

ان روایات کا مطلب بھی گزشتہ دونوں روایات کے مطابق ہے، اور ان روایات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا جب قصد و ارادہ سے اور بغیر معقول عذر کے ہو، تو اس کا محرک بظاہر کبر و غرور اور عُجب ہوتا ہے، جس پر سخت وعید ہے، اور اگر کبر و غرور اور عُجب کے طور پر نہ ہو تو یا کسی معقول عذر کی بنیاد پر ہوگا، یا پھر اتفاقاً بغیر قصد کے ہوگا، جس پر گناہ نہیں۔

رہی وہ صورت کہ جس میں نہ تو معقول عذر ہو اور نہ ہی بھول کر ہو، بلکہ قصد و ارادہ کے طور پر ہو مگر کبر و غرور اور فخر و تفاخر کے طور پر نہ ہو تو بعض حضرات اس صورت کو بھی گناہ میں داخل مانتے ہیں، اور بعض گناہ میں داخل نہیں مانتے، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ جب قصد و ارادہ سے ہو اور معقول عذر بھی نہ ہو تو اس کی وجہ بظاہر کبر و غرور ہوتی ہے، تو جو حضرات کبر و غرور کی بنیاد پر گناہ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک بھی گناہ ہوگا، جس کا تقاضا یہ ہوا کہ بغیر معقول عذر کے قصداً و عمداً ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچنا ہی چاہئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۲۸)...... حضرت ابوذَر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْمَنَّانُ الَّذِىْ لَا يُعْطِىْ شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ (مسلم) [1]

[1] رقم الحديث ۱۰۶، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، والمن بالعطية، وتنفيق السلعة بالحلف.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، ایک تو وہ احسان جتانے والا جو کوئی بھی چیز دیتا ہے، تو اس کا احسان جتاتا ہے، اور دوسرے اپنے سودے کو جھوٹی قسم کے ذریعہ بیچنے والا، اور تیسرے اپنے ازار کو لٹکانے والا (مسلم)

(۲۹)...... اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ؛ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ اَبُوْذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ اُن سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا، نہ اُن کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا، اور نہ اُن کو (گناہوں کی گندگیوں سے) پاک کرے گا، اور اُن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہوگا، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ (تاکیداً) فرمائی، حضرت ابوذَر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول وہ لوگ تو ہلاک ہوگئے اور خسارہ میں پڑ گئے، وہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تو ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا، دوسرا احسان جتانے والا، تیسرا جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا (مسلم)

(۳۰)...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٠٦ "١٧١" كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، والمن بالعطية، وتنفيق السلعة بالحلف.

[2] عن خرشة بن الحر، عن أبي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال :ثلاثة لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات میں، جن لوگوں سے اللہ کے بروزِ قیامت کلام نہ کرنے اور نظرِ رحمت نہ فرمانے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہونے اور ان کو پاک نہ کرنے کا ذکر آیا ہے، ان میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا بھی داخل ہے، اور ان روایات میں کبر و عُجب وغیرہ کی قید مذکور نہیں، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کبر و عُجب کے بغیر بھی قصد وارادہ سے بغیر معقول عذر کے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا گناہ اور وبال کا باعث ہے، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کبر و عُجب کی بنیاد پر ایسا کیا جائے، کیونکہ بعض روایات میں عُجب و کبر کی بنیاد پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا ذکر ہے۔

(۳۱)...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ؟ قَالَ: اَلْفَخُوْرُ الْمُخْتَالُ، وَأَنْتُمْ تَجِدُوْنَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ، وَالْبَخِيْلُ الْمَنَّانُ، وَالتَّاجِرُ أَوِ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۵۳۰) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ وہ تین لوگ کون ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تو فخر کرنے والا، کبر و عُجب کرنے والا، اور تم اللہ عزوجل کی کتاب میں اس کا ذکر پاتے ہو کہ بے شک اللہ نہیں پسند کرتا کسی کبر و عُجب اور فخر کرنے والے کو، اور دوسرے بخیل احسان جتلانے والا، اور تیسرے تاجر یا فروخت کرنے والا، جو خوب قسم اٹھاتا ہو (مسند احمد)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم، ولا يزكيهم، ولهم عذاب أليم فقلت: من هم؟ يا رسول الله فقد خابوا وخسروا، قال: المسبل إزاره، والمنان عطاءه، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۲۲۰۸)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

اس روایت میں ازار لٹکانے والے کے بجائے فخور اور مختال کا ذکر آیا ہے، پس اس سے پہلی روایات میں بھی کبر وفخر کے طور پر ازار لٹکانے والا ہی مراد ہوگا یا پھر یہ کہا جائے گا کہ اپنے قصد و ارادہ سے بغیر معقول عذر و مجبوری کے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا متکبر شمار ہوتا ہے، اس لئے بعض روایات میں متکبر کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔

اور بعض دیگر اسناد کی روایات میں بھی اس سے ملتا جلتا مضمون آیا ہے، اور ان میں تھوڑے سے الفاظ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ (صحیح ابن حبان، رقم الحديث ۵۵۵۸، کتاب الحظر والاباحة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے، ایک بہت زیادہ قسمیں کھانے والا تاجر، دوسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) اِترانے والا، تیسرے بوڑھا زناکار، چوتھے ظالم حکمران (وحاکم) (ابنِ حبان)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] رقم الحديث ۱۰۲۲۷، واللفظ لهٔ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۰۷ "۱۷۲".
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا، اور نہ اُن کی طرف (رحمت کی) نظر فرمائے گا، اور نہ ہی انہیں (گناہ سے) پاک وصاف کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک بوڑھا زناکار، دوسرے جھوٹا بادشاہ (وحکمران) تیسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) تکبر کرنے والا (مسند احمد، مسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْإِمَامُ الْكَذَّابُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِيُ، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۹۴) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی طرف قیامت کے دن اللہ (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا، ایک جھوٹا حکمران (وحاکم) دوسرے بوڑھا زناکار، تیسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) اِترانے والا (مسند احمد)

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلشَّيْخُ الزَّانِيُ، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ (مسند البزار) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، ایک بوڑھا زناکار، دوسرے جھوٹا حکمران (وحاکم) تیسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) اِترانے والا (بزار)

ان سب روایات میں ٹخنوں سے نیچے لباس لٹکانے کے بجائے، فقیر متکبر یا اِترانے والے کا

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد جيد (حاشية مسند احمد)

[۲] رقم الحديث ۲۵۲۹، ج۶، ص ۴۹۳.

قال المنذری: رواه البزار بإسناد جيد. العائل هو الفقير المزهو هو المعجب بنفسه المتكبر (الترغيب والترهيب للمنذری، تحت رقم الحديث ۴۴۷۰، كتاب الأدب وغيره، الترغيب فی الحياء وما جاء فی فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

ذکر آیا ہے، لہٰذا پہلی روایات میں بھی ازراہِ کبر وعُجب ازار لٹکانے والا مراد ہونا چاہئے، کیونکہ وہ بھی متکبر ہوتا ہے، جس سے ان روایات کا مفہوم مذکورہ روایات کے مطابق ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑے لٹکانا کبر وعُجب کے قائم مقام ہے، اس لئے بعض روایات میں کپڑا لٹکانے والے کا اور بعض میں تکبر کرنے یا اترانے والے کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ بعض اہلِ علم حضرات کا قول ہے۔ واللہ اعلم۔

بہرحال ان روایات سے معلوم ہوا کہ مذکورہ گناہوں میں مبتلا لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خوشی کے ساتھ کلام نہیں فرمائیں گے، یا ایسا کلام نہیں فرمائیں گے، جس سے ان کو خوشی ہو، یا ان کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کو نہیں بھیجیں گے۔

اوران لوگوں کی طرف رحمت اور لطف ومہربانی کی نظر نہیں فرمائیں گے، اوران کو گناہوں سے پاک نہیں فرمائیں گے، یا ان کی تعریف نہیں فرمائیں گے، اوران کے لئے انتہائی تکلیف دہ عذاب ہوگا، اللہ حفاظت فرمائے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی مرویات

(۳۲)...... حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنۡظُرُ إِلٰى مُسۡبِلِ الۡإِزَارِ (سنن النسائی) [2]

---

[1] (ثلاثة) من الناس (لا يكلمهم الله) تكليم رضى عنهم أو كلاما يسرهم أو لا يرسل لهم الملائكة بالتحية وملائكة الرحمة ولما كان لكثرة الجمع مدخل عظيم فى مشقة الخزى قال (يوم القيامة) الذى من افتضح فى جمعه لم يفز (ولا ينظر إليهم) نظر رحمة وعطف ولطف (ولا يزكيهم) يطهرهم من الذنوب أو لا يثنى عليهم (ولهم عذاب أليم) مؤلم يعرفون به ما جهلوا من عظمته واجترحوا من مخالفته(فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۳۵۳۸)

[2] رقم الحديث ۵۳۳۲، كتاب الزينة، باب اسبال الازار، مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۹۵۵.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عز وجل (ٹخنوں سے نیچے) ازار لٹکانے والے کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا (نسائی، مسند احمد)

(۴۳)......حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ شَيْءٍ جَاوَزَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ (المعجم الكبير للطبراني ،رقم الحديث ١١٨٧٨) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کا جتنا حصہ بھی ٹخنوں سے نیچے بڑھ جائے گا، وہ حصہ آگ میں جائے گا (طبرانی)

(۴۴)......اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے ازار و کپڑا لٹکانا گناہ ہے، اور اس روایت میں چونکہ کبر وعُجب کا ذکر نہیں، جس سے بعض حضرات نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ کبر وعُجب کے بغیر بھی یہ عمل گناہ ہے، اگرچہ کبر وعُجب کی صورت میں گناہ اور بھی شدید ہے، البتہ بعض حضرات نے اس طرح کی روایات کو کبر وعُجب کی صورت پر محمول کیا ہے لیکن چونکہ ظاہری الفاظ عام ہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ خواہ کبر وعُجب ہو یا نہ ہو، بہرحال ٹخنوں سے نیچے اپنے قصد وارادہ سے کپڑا لٹکانے سے بچنا چاہئے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

(۴۵)......حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي: وفيه اليمان بن المغيرة وهو ضعيف عند الجمهور وقال ابن عدى لا بأس به (مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۲۴)

وقال الالبانی: كل شيء جاوز الكعبين من الإزار فى النار ." أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير "(۳/۱۳۸/۲) عن اليمان بن المغيرة عن عكرمة عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فذكره. قلت :وهذا إسناد ضعيف، من أجل اليمان هذا، قال الحافظ " :ضعيف ."وقال الهيثمى فى "مجمع الزوائد۵/۱۲۴ """اليمان ضعيف عند الجمهور، وقال ابن عدى :لا بأس به ." قلت :والحديث صحيح، لن له شواهد كثيرة (سلسلة الحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۰۳۷)

[2] عن مقسم، عن ابن عباس، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ما تحت الكعبين من الإزار ففى النارالمعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۱۲۰۶۴)

أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ، فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ، قُلْتُ: لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الْإِزْرَةَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو تہبند میں دیکھا، آپ نے اس کے اگلے والے کنارے کو اپنے قدموں کی پشت پر لٹکا رکھا تھا، اور پیچھے کی طرف سے اونچا کر رکھا تھا، میں نے کہا کہ آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ تو حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے (ابوداؤد)

(۴۶)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح تہبند باندھنا کہ اگلا حصہ ٹخنوں سے نیچے اور پچھلا حصہ ٹخنوں سے اوپر ہو، ایک دوسری سند کے ساتھ بھی ثابت ہے۔ [2]

جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ طریقہ پر کپڑا وازار لٹکانا گناہ نہیں۔

آج کل بعض دیہاتی لوگ اسی طرح سے تہبند باندھتے ہیں کہ آگے والا حصہ نیچا ہوتا ہے، جو آگے قدموں کی پشت پر لگتا ہے، اور پیچھے والا حصہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا ہے، مذکورہ احادیث

---

[1] رقم الحديث ۴۰۹۶، كتاب اللباس، باب فى قدر موضع الإزار.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داود)

[2] حدثنا خالد بن خداش .أخبرنا عبد الله بن وهب عن ابن لهيعة عن يزيد بن أبى حبيب أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كان يرخى الإزار من بين يديه ويرفعه من ورائه (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج ۱، ۳۵۵)

قال الالبانى: كان يرخى الإزار من بين يده ويرفعه من ورائه ." رواه ابن سعد(۱/۴۵۹)بسند صحيح عن يزيد بن أبى حبيب مرفوعا .ولكنه مرسل .وقد وصله هو والبيهقى فى "الشعب (۱/۲۲۵/۲) "من طريق محمد بن أبى يحيى مولى الأسلميين عن عكرمة مولى ابن عباس قال : رأيت ابن عباس إذا اتزر أرخى مقدم إزاره حتى تقع حاشيتاه على ظهر قدميه ويرفع الإزار مما وراءه، قال :فقلت له :لم تأتزر هكذا؟ قال " :رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتزر هذه الإزرة ." قلت :وهذا إسناد صحيح .ثم روى ابن سعد بسند صحيح عن محمد بن أبى يحيى عن رجل عن ابن عباس قال :رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتزر تحت سرته وتبدو سرته ورأيت عمر يأتزر فوق سرته(سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۲۳۸)

کی رُو سے اس طرح تہبند باندھنا جائز ہے۔
اور اگر کوئی جبہ اس طریقہ سے پہنے کہ اس کا اگلا حصہ نیچے لٹک رہا ہو، اور پیچھے والا حصہ ٹخنوں سے اونچا ہو، تو وہ بھی جائز ہوگا۔
اسی طرح اگر کوئی پاجامہ اس طرح کا ہو کہ اس کا اگلا حصہ پاؤں کے قدموں کی پشت تک پہنچا ہوا اور لگا ہوا ہو، لیکن پچھلا حصہ ایڑیوں سے اونچا ہو، جیسا کہ علیگڑھی پاجامہ میں اس طرح کا امکان زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ وہ پیچھے سے اوپر کی طرف کو اٹھا ہوا ہوتا ہے۔
غرضیکہ اس طرح تہبند باندھنا یا اس طرح سے پاجامہ پہننا مذکورہ حدیث کی رُو سے جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

(۴۷)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ(مسند احمد ،رقم الحديث ۲۶۲۰۴ ،ورقم الحديث ۲۴۳۱۵) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کا جتنا حصہ بھی ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جائے گا (مسند احمد)

(۴۸)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو بعض دوسرے محدثین نے بھی روایت کیا ہے، اور بعض روایات کے الفاظ میں کچھ فرق بھی آیا ہے، لیکن مفہوم گذشتہ روایت کے مطابق ہی ہے۔ [۲]

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)
وقال الالباني: قلت :و هذا سند حسن في الشواهد ، رجاله ثقات معروفون غير أبي نبيه هذا وثقه ابن حبان(السلسلة الصحيحة للالباني ،تحت حديث رقم ۲۰۳۷)

[۲] أخبرنا يعلى ومحمد ابنا عبيد قالا ، حدثنا محمد بن إسحاق ، قال :سمعت أبا نبيه يقول سمعت عائشة تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما تحت الكعبين من الأزار في النار قال شك محمد بن عبيد الكعبين أو الكعب(مسند إسحاق بن راهويه، رقم الحديث ۱۷۵۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایات بھی گذشتہ کئی روایات کے مطابق ہیں، جن پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۳۹)...... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ (مسند احمد) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کا جتنا حصہ بھی ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جائے گا (مسند احمد)

(۴۰)...... اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک راویت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۱۶۸) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کا جتنا حصہ بھی ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جائے گا (مسند احمد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا يعلى بن عبيد، عن محمد بن إسحاق، قال: سمعت أبا نبيه يقول: سمعت عائشة تقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما تحت الكعب من الإزار فى النار (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۲۵۳۱۶)

[۱] رقم الحديث ۲۰۰۹۸، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۵۳۲۱، كتاب اللباس والزينة، باب موضع الازار اين هو؟ مسند البزار رقم الحديث ۴۵۳۲.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

وقال البوصيرى: هذا إسناد حسن .... وله شاهد من حديث عائشة، رواه أحمد بن حنبل فى مسنده (اتحاف الخيرة المهرة، رقم الحديث ۴۰۴۹، كتاب النكاح)

[۲] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

(۴۱)...... اس طرح کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کی سند پر کلام ہے۔ [۱]

مذکورہ روایات سے بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا و ازار لٹکانے کا ممنوع ہونا معلوم ہوا اور ان روایات میں بھی کبر وعُجب کی قید نہیں، جس کے متعلق تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۴۲)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِزَارُ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، وَاِلَی الْکَعْبَیْنِ، لَاخَیْرَ فِیْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۴۲۴، مسندانس بن مالک) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار آدھی پنڈلی تک ہونی چاہیے، یا زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک ہونی چاہئے، اور جو (ازار ٹخنوں سے) نیچے ہو، اس میں کوئی خیر نہیں (مسند احمد)

(۴۳)...... اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْإِزَارُ إِلٰی نِصْفِ السَّاقِ فَلَمَّا رَأٰی شِدَّۃَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ، قَالَ إِلَی الْکَعْبَیْنِ، لَا خَیْرَ فِیْمَا

---

[۱] عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار.

قال البزار: وعبيد الله، لم يكن بالحافظ، وقد رواه بعضهم عن داود بن أبي هند، عن أبي قزعة، عن الأسقع بن الأسلع، عن سمرة ...، فذكرنا حديث جابر، وبينا علته (كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۹۵۷، باب ما اسفل من الكعبين من الازار في النار)

[۲] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا اسناد حسن (حاشية مسند احمد)

أَسُفَلَ مِنُ ذٰلِکَ (مسند احمد رقم الحديث ۱۳۶۰۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار آدھی پنڈلی تک ہونی چاہیے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر اس معاملہ میں شدت (وسختی) محسوس کی، تو فرمایا کہ ٹخنوں تک ہونی چاہئے، اس سے نیچے ہونے میں خیر نہیں (مسند احمد)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ازار و کپڑا آدھی پنڈلی تک رکھنا افضل اور اس سے نیچے بلا کراہت جائز ہے، اور ٹخنوں سے نیچے کرنے میں خیر نہیں، پھر کبر وعُجب کی نیت ہو تو خیر نہ ہونے بلکہ شر وگناہ ہونے میں شک نہیں اور کبر وعُجب کی نیت نہ ہو تب بھی بعض حضرات گناہ قرار دیتے ہیں اور بعض کراہت کے قائل ہیں، مگر یہ کہ بغیر قصد کے یا کسی معقول عذر کی وجہ سے ہو، جس کے متعلق تفصیل پہلے متعدد مرتبہ ذکر کی جا چکی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۴۴)...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِيُ أَوُ سَاقِهِ فَقَالَ هٰذَا مَوُضِعُ الُإِزَارِ فَإِنُ أَبَيُتَ فَأَسُفَلَ فَإِنُ أَبَيُتَ فَلَا حَقَّ لِلُإِزَارِ فِي الُكَعُبَيُنِ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یا اُن کی پنڈلی کے پٹھے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ازار کی جگہ یہ ہے، پھر اگر آپ اس پر عمل نہ کریں، تو اس سے

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: اسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ۱۷۸۳، ابواب اللباس، باب فی مبلغ الازار، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۵۷۲)

قَال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح، رواه الثوری وشعبة عن ابی اسحاق (حواله بالا)
وقال شعیب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد قوی (حاشية سنن ابنِ ماجه)

نیچے کر سکتے ہیں، اور اگر اس پر بھی عمل نہ کریں، تو اِزار کے لیے ٹخنوں میں کوئی حق نہیں (ترمذی، ابنِ ماجہ)

(۴۵)...... اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِي فَقَالَ " :هَذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلُ مِنْ ذَلِكَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۴۰۲)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی کے پٹھے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ازار کی جگہ یہ ہے، پھر اگر آپ اس پر عمل نہ کریں، تو اس سے نیچے کر سکتے ہیں، اور اگر اس پر بھی عمل نہ کریں، تو اِزار کے لیے ٹخنوں میں کوئی حق نہیں (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے اوپر اوپر تک تو ازار و کپڑے کی جگہ ہے اور وہاں تک ازار اور کپڑے کو رکھنے کا حق ہے، لیکن ٹخنوں سے نیچے ازار و کپڑے کو لٹکانے کا حق نہیں، جس سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا کہ خواہ کبر وعُجب کی نیت نہ ہو تب بھی ٹخنوں سے نیچے ازار و کپڑا لٹکانا جائز نہیں، جبکہ بعض نے اس کو کبر وعُجب پر محمول کیا ہے، لیکن ان روایات کے الفاظ میں چونکہ کبر وعُجب کی قید نہیں، لہٰذا ان روایات کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا و ازار نہ لٹکایا جائے جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرویات

(۴۶)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جَرِّ الْإِزَارِ (مصنف ابنِ ابی

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد قوى من أجل مسلم (حاشية مسند احمد)

شيبة،رقم الحديث ۲۵۳۰۳ ، كتاب اللباس،باب في جر الإزار ، وما جاء فيه)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار کو (ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر) کھینچنے سے منع فرمایا ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت میں کبر وعُجب کی قید نہیں، جس کا بظاہر تقاضا یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا وازار لٹکانا بہرحال منع ہے، جبکہ بعض نے اس ممانعت کو کبر وعُجب پر محمول کیا ہے۔

(۴۷)...... اور حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؛ أَنَّهُ كَانَ يُسْبِلُ إِزَارَهُ ، فَقِيلَ لَهُ ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ حَمِشُ السَّاقَيْنِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ازار کو نیچے لٹکاتے تھے، جب ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایسا آدمی ہوں کہ جس کی پنڈلیوں میں نقص ہے (ابنِ ابی شیبہ)

(۴۸)...... حضرت ابو وائل سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَأَى رَجُلًا قَدْ أَسْبَلَ فَقَالَ اِرْفَعْ إِزَارَكَ فَقَالَ وَأَنْتَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ فَارْفَعْ إِزَارَكَ ،فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكَ إِنَّ بِسَاقَيَّ حُمُوشَةٌ وَأَنَا أَؤُمُّ النَّاسَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ فَجَعَلَ يَضْرِبُ الرَّجُلَ وَيَقُولُ أَتَرُدُّ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ (تاريخ دمشق) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو ازار لٹکائے ہوئے دیکھا، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے ازار کو اوپر کر لیجئے، اس آدمی نے کہا کہ اے ابنِ مسعود! آپ بھی اپنے ازار کو اوپر کر لیجئے، تو حضرت عبداللہ بن

---

[1] رقم الحديث ۲۵۳۱۳ ، كتاب اللباس، باب في جر الإزار ، وما جاء فيه.

[2] لابن عساكر، ج۳۳،ص ۱۴۹ ،تحت الترجمة:عبد الله بن مسعود ابن غافل،سير أعلام النبلاء ، ج ۱ ،ص ۴۹۲،تحت الترجمة:عبد الله بن مسعود بن غافل بن حبيب الهذلي .

مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں، بے شک میری پنڈلیوں میں نقص ہے، اور میں لوگوں کا امام ہوں، یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو مارنا شروع کیا، اور یہ فرمانا شروع کیا کہ تو ابنِ مسعود پر اعتراض کرتا ہے؟ (ابنِ عساکر، سیر اعلام النبلاء)

بعض روایات میں ''حموشۃ'' کے بجائے ''خموشۃ'' کے الفاظ آئے ہیں، جس کے معنیٰ زخم کے آتے ہیں۔ [۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ازار و کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کو منع فرماتے تھے، لیکن آپ نے معقول عذر کی وجہ سے خود کپڑا لٹکایا، جس سے معلوم ہوا کہ کوئی معقول عذر ہو اور کبر و عُجب مقصد نہ ہو تو گناہ نہیں، اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فرمائی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ازار معقول عذر کی وجہ سے نیچے تھی، اس لئے انہوں نے اپنا عذر بیان کر دیا، اور دوسرے کو اس سے منع فرمایا۔ [۲]

چند دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات

(۴۹)...... حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَبْصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَأَسْرَعَ

---

[۱] عن أبی وائل أن ابن مسعود رأی رجلا قد أسبل فقال :ارفع إزارک فقال :وأنت یا ابن مسعود فارفع إزارک فقال عبد الله :إنی لست مثلک :إن بساقی خموشة وأنا أؤم الناس فبلغ ذلک عمر فجعل یضرب الرجل ویقول :أترد علی ابن مسعود؟(معجم الصحابة للبغوی، رقم الحدیث ۱۴۱۷)

[۲] البتہ اس سلسلہ میں علامہ ابنِ حجر کا فرمانا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا ازار آدھی پنڈلی سے نیچے لٹکایا ہو، جبکہ علامہ ابنِ تیمیہ نے ٹخنوں سے نیچے عذر کی وجہ سے لٹکانے پر محمول کیا ہے، لیکن اگر اس پر غور کیا جائے تو ٹخنوں سے اوپر رکھنے پر تو اعتراض کے کوئی معنیٰ نہ تھے، تو علامہ ابنِ تیمیہ کی توجیہ راجح معلوم ہوتی ہے، جس پر کلام اگلے باب میں آتا ہے۔

إِلَيْهِ، أَوْ هَرْوَلَ، فَقَالَ: اِرْفَعْ إِزَارَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ، قَالَ: إِنِّيْ أَحْنَفُ تَصْطَكُّ رُكْبَتَايَ، فَقَالَ: اِرْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنَّ كُلَّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ ،فَمَا رُئِيَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ بَعْدُ إِلَّا إِزَارُهُ يُصِيبُ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ أَوْ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ (مسند احمد ،رقم الحديث ۱۹۴۷۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، جو اپنی ازار (ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر) کھینچ رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے یا جلدی سے اس آدمی کی طرف گئے، اور فرمایا کہ اپنی ازار کو اوپر کر لیجئے، اور اللہ سے ڈریئے، اُس شخص نے عرض کیا کہ میں ٹیڑھے پاؤں والا ہوں، میرے گھٹنے ایک دوسرے سے رگڑ کھاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ازار اوپر کر لیجئے، پس اللہ عزوجل نے جو کچھ بھی پیدا کیا (جس میں تمہارے پاؤں کا ٹیڑھا ہونا بھی داخل ہے) وہ اچھا ہے، پس اس کے بعد اس آدمی کی ازار آدھی پنڈلیوں تک ہی پہنچی ہوئی دیکھی گئی (مسند احمد)

(۵۰)...... اور حضرت شرید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِعَ رَجُلًا مِنْ ثَقِيفٍ حَتّٰى هَرْوَلَ فِيْ إِثْرِهِ حَتّٰى أَخَذَ بِثَوْبِهِ ،فَقَالَ: اِرْفَعْ إِزَارَكَ،فَكَشَفَ الرَّجُلُ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: إِنِّيْ أَحْنَفُ، وَتَصْطَكُّ رُكْبَتَايَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ خَلْقِ اللّٰهِ حَسَنٌ،فَلَمْ نَرَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا وَإِزَارُهُ إِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ حَتّٰى مَاتَ(شرح مشكل الآثار

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، يعقوب بن عاصم احتجَ به مسلم في حديث الدجّال (۲۹۴۰) وصحابيُّه كذلك من رجال مسلم، وروى له البخاري في "الأدب المفرد "وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين.(حاشية مسند احمد)

للطحاوی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف قبیلہ کے ایک آدمی کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ اس کے پیچھے تیز چل کر آئے، پھر اس کے کپڑے کو پکڑ کر فرمایا کہ اپنی ازار کو اوپر کر لیجئے، تو اُس آدمی نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا ہٹا کر کہا کہ اے اللہ کے رسول میں ٹیڑھے پاؤں والا ہوں، میرے گھٹنے ایک دوسرے سے رگڑ کھاتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی ہر مخلوق اچھی ہے (جس میں تمہارے پاؤں کا ٹیڑھا ہونا بھی داخل ہے) پس اس کے بعد ہم نے اس آدمی کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی ازار آدھی پنڈلیوں تک ہی ہوتی تھی، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا (طحاوی)

(۵۱)...... حضرت عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا هُوَ يَمْشِيْ قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، إِذْ لَحِقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَخَذَ بِنَاصِيَةِ نَفْسِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ، اِبْنُ عَبْدِكَ، اِبْنُ أَمَتِكَ، قَالَ عَمْرٌو: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ رَجُلٌ حَمْشُ السَّاقَيْنِ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ، يَا عَمْرُو: وَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ أَصَابِعَ مِنْ كَفِّهِ الْيُمْنٰى تَحْتَ رُكْبَةِ عَمْرٍو، فَقَالَ: يَا عَمْرُو، هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ، ثُمَّ رَفَعَهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِأَرْبَعِ أَصَابِعَ مِنْ تَحْتِ الْأَرْبَعِ الْأُوَلِ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَمْرُو، هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ، ثُمَّ رَفَعَهَا، ثُمَّ وَضَعَهَا تَحْتَ الثَّانِيَةِ فَقَالَ: يَا عَمْرُو، هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۷۸۲) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۷۰۸، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ذكر الفخذ هل هو من العورة أم لا؟

[2] قال شعيب الارنؤوط: صحيح (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: ایک مرتبہ وہ کہیں جا رہے تھے، ان کا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی پکڑ کر یہ فرمانا شروع کیا کہ اے اللہ! تیرا بندہ ہے، تیرے بندے کا بیٹا ہے، تیری بندی کا بیٹا ہے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں پتلی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرو! اللہ نے ہر چیز کو اچھا پیدا فرمایا ہے (جس میں آپ کی پتلی پنڈلیاں بھی شامل ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں عمرو کے گھٹنے کے نیچے رکھیں، اور فرمایا کہ اے عمرو! یہ ازار کی جگہ ہے، پھر انگلیوں کو اٹھا کر پہلی چار انگلیوں کے نیچے چار انگلیاں رکھیں، پھر فرمایا کہ اے عمرو! یہ ازار کی جگہ ہے، پھر اس کے بعد انگلیوں کو اٹھا کر دوسری چار انگلیوں کے نیچے (اور ٹخنوں سے اوپر) اپنی چار انگلیاں رکھیں، پھر فرمایا کہ اے عمرو! یہ ازار کی جگہ ہے (مسند احمد)

(۵۲)...... اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ لَحِقَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ فِيْ حُلَّةِ إِزَارٍ وَرِدَاءٍ، قَدْ أَسْبَلَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ، وَيَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ حَتّٰى سَمِعَهَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، فَالْتَفَتَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ أَحْمَسُ السَّاقَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمْرَو بْنَ زُرَارَةَ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحْسَنَ كُلَّ خَلْقِهِ يَا عَمْرَو بْنَ زُرَارَةَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفِّهِ تَحْتَ رُكْبَةِ نَفْسِهِ، فَقَالَ: يَا عَمْرَو بْنَ زُرَارَةَ، هٰذَا

مَوْضِعُ الْإِزَارِ ، ثُمَّ رَفَعَهَا، ثُمَّ وَضَعَهَا تَحْتَ ذٰلِکَ فَقَالَ: يَا عَمْرَو بْنَ زُرَارَـةَ هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ ، ثُمَّ رَفَعَهَا، ثُمَّ وَضَعَهَا تَحْتَ ذٰلِکَ فَقَالَ: يَا عَمْرَو بْنَ زُرَارَةَ هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۷۹۰۹) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے، اسی دوران ہمارے ساتھ عمرو بن زرارہ انصاری ایک عمدہ چادر اور ازار میں آئے، جن کی ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکی ہوئی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر اللہ کے لئے تواضع وعاجزی کے ساتھ فرمایا کہ اے اللہ! تیرا بندہ ہے، تیرے بندے کا بیٹا ہے، تیری بندی کا بیٹا ہے، یہاں تک کہ اس بات کو عمرو بن زرارہ نے سن لیا، تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں پتلی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرو بن زرارہ بے شک اللہ عزوجل نے ہر چیز کو اچھا پیدا فرمایا ہے (جس میں آپ کی پتلی پنڈلیاں بھی داخل ہیں) اے عمرو بن زرارہ! بے شک اللہ (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھٹنے کے نیچے اپنی ہتھیلی رکھ کر فرمایا کہ اے عمرو بن زرارہ! یہ ازار کی جگہ ہے، پھر اس ہتھیلی کو اٹھا کر اس پہلی جگہ کے نیچے رکھ کر فرمایا کہ اے عمرو بن زرارہ! یہ ازار کی جگہ ہے، پھر اس ہتھیلی کو اٹھا کر اس دوسری جگہ کے نیچے (اور ٹخنوں سے اوپر) رکھ کر فرمایا کہ اے عمرو بن زرارہ یہ بھی ازار کی جگہ ہے (طبرانی)

(۵۳)...... اور حضرت ابوالحجاج بن سعید ثقفی سے روایت ہے کہ:

مَـرَّ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَجُرُّ

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی بأسانيد ورجال أحدهما ثقات (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحت رقم الحديث ۸۵۲۵)

إِزَارَهُ فَقَالَ لَهُ :ارُفَعُ إِزَارَكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسُبِلِيْنَ ،قَالَ :إِنَّ بِسَاقِيُ حَمُوُشَةً قَالَ :مَا بِثَوُبِكَ أَقُبَحُ مِمَّا بِسَاقِكَ (مسند ابنِ ابی شيبة ،رقم الحديث ۹۸۴،شعب الايمان للبيهقي رقم الحديث ۵۷۲۰) [1]

ترجمہ: میری قوم کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا، جو اپنی ازار کو کھینچ رہا تھا، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ازار کو اوپر کرو، کیونکہ اللہ ازار نیچے لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اس آدمی نے جواب میں کہا کہ میری پنڈلی میں کچھ خراش ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے کپڑے کا نیچے لٹکا ہوا ہونا اس چیز کے مقابلہ میں زیادہ قبیح ہے، جو آپ کی پنڈلی میں ہے (ابنِ ابی شیبہ، بیہقی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے کپڑے کے بارے میں فرمایا کہ اس کو اوپر کرلو کیونکہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا اللہ پسند نہیں کرتا، اور ٹخنوں سے اوپر اوپر ازار و کپڑے کی جگہ بیان فرمائی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو یہ سوال فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا کبر وعُجب کی وجہ سے لٹکایا ہے یا کسی اور وجہ سے، بلکہ بظاہر یہی ہے کہ کبر وعُجب کی وجہ سے نہیں لٹکایا تھا، کیونکہ پنڈلیوں کے پتلا وغیرہ ہونے کی وجہ بتلائی گئی تھی، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ کو ان کے حق میں معقول نہیں سمجھا اور ٹخنوں سے نیچا کپڑا ہونے کو قبیح قرار دیا، جس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا اللہ کو پسند نہیں اور اگر کبر وعُجب کی بناء پر ہو تو حرام اور سخت گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵۴)...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الالبانی: أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان(۱/۲۲۳ - ۲/۲۳۲/۲) قلت :ورجاله ثقات ؛ غير أبي الحجاج وشيخه الثقفي؛ فلم أعرفهما. وبالجملة "فالحديث حسن بمجموع طرقه. والله أعلم(السلسلة الصحيحة للالباني تحت حديث رقم ۴۰۰۴)

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِحُجْزَةِ سُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ سَهْلٍ فَقَالَ: يَا سُفْيَانُ لَا تُسْبِلْ إِزَارَكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ(موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سفیان بن ابی سہل کی کوکھ پکڑ کر فرمایا کہ اے سفیان! تم اپنی ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) نہ لٹکاؤ، کیونکہ اللہ (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا (موارد)

(۵۵)...... اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا سُفْيَانُ بْنُ سَهْلٍ، لَا تُسْبِلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ(مصنف ابنِ ابی شيبة) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سفیان بن سہل! تم اپنی ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) نہ لٹکاؤ، کیونکہ اللہ (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا (ابنِ ابی شیبہ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا کپڑا پسند نہیں، پھر اگر کبر و عُجب کی بناء پر ہو تو اس کے ناپسند ہونے میں شبہ نہیں، اور اگر کبر و عُجب کے بغیر مگر بغیر معقول عذر کے ہو تو اس کے خلافِ سنت ہونے میں بھی شبہ نہیں۔ جبکہ قصداً وعمداً ہو، اور بعض حضرات کبر و عُجب نہ ہونے کی صورت میں بھی گناہ لازم آنے کا حکم لگاتے ہیں، یا یہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر یہ عمل کبر و عُجب کی بناء پر ہی ہوتا ہے، اگرچہ اس عمل کے مرتکب کو بعض اوقات اس کا احساس نہیں ہوتا، جیسا کہ گزرا۔

---

[1] رقم الحديث ۱۴۴۹، كتاب اللباس، باب ماجاء فی الازار.
قال حسين سليم اسد الدارانی: إسناده حسن من أجل شريک القاضی(حاشية موارد الظمآن)

[2] رقم الحديث ۲۵۳۳۲، كتاب اللباس والزينة، باب موضع الازار اين هو ؟
قال الالبانی: وبالجملة "فالحديث حسن بمجموع طرقه .والله أعلم(السلسلة الصحيحة للالبانی تحت حديث رقم ۴۰۰۴)

(۵۶)......حضرت اشعث اپنی پھوپھی رہم بنت اسود بن حنظلہ سے اور وہ اپنے چچا حضرت عبید بن خالد سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ فِيْ سِكَّةٍ مِنْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ إِذْ نَادَانِيْ إِنْسَانٌ مِنْ خَلْفِيْ، اِرْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَتْقٰى وَأَنْقٰى ،قَالَ:فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ كَلْحَاءُ ،قَالَ:أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ ؟فَنَظَرْتُ فَإِذَا إِزَارُهُ إِلٰى نِصْفِ سَاقِهِ(شعب الايمان للبيهقي) [1]

ترجمہ: اس دوران کہ میں مدینہ کی گلیوں میں سے ایک گلی میں گزر رہا تھا، کہ اچانک میرے پیچھے سے ایک انسان نے پکار کر کہا کہ اپنے ازار کو اوپر کیجئے، کیونکہ یہ زیادہ تقویٰ اور زیادہ صفائی کا باعث ہے، حضرت عبید بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک شکن پڑی ہوئی چادر ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کے لئے میرے اندر نمونہ نہیں ہے؟ میں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازار آدھی پنڈلی تک تھی (بیہقی، بغوی)

(۵۷)...... اور حضرت ابنِ مطر سے روایت ہے کہ:

خَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَجُلٌ يُنَادِيْ مِنْ خَلْفِيْ اِرْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَأَتْقٰى لَكَ وَخُذْ مِنْ رَّأْسِكَ إِنْ كُنْتَ مُسْلِمًا فَمَشَيْتُ خَلْفَهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ هٰذَا عَلِيٌّ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ(سنن البيهقي) [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۷۳۷، الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزي والأواني وما يكره منها،فصل في موضع الازار،شرح السنة للامام البغوى،كتاب اللباس، باب موضع الإزار.

[2] رقم الحديث ۲۰۷۸۹،كتاب آداب القاضي،باب ما يستحب للقاضي والوالي .

ترجمہ: میں مسجد سے نکلا تو ایک آدمی میرے پیچھے سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ اپنے ازار کو اوپر کیجئے، یہ آپ کے کپڑے کے لئے زیادہ صفائی، اور آپ کے لئے زیادہ تقوے کا باعث ہے، اور اپنے سر کے (غیر ضروری) بال کاٹیے، اگر آپ مسلم ہیں، تو میں نے اپنے پیچھے جا کر دیکھا، اور میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے ایک آدمی نے کہا کہ یہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں (بیہقی)

(۵۸)...... اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ شَابٌّ عَلٰی عُمَرَ ، فَجَعَلَ الشَّابُّ یُثْنِیُ عَلَیْهِ ، قَالَ: فَرَآهُ عُمَرُ یَجُرُّ إِزَارَهُ ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: یَا ابْنَ أَخِیُ ، اِرْفَعْ إِزَارَکَ ، فَإِنَّهُ أَتْقٰی لِرَبِّکَ وَأَنْقٰی لِثَوْبِکَ ، قَالَ: فَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَقُوْلُ: یَا عَجَبًا لِعُمَرَ أَنْ رَأَی حَقَّ اللّٰهِ عَلَیْهِ ، فَلَمْ یَمْنَعْهُ مَا هُوَ فِیْهِ أَنْ تَکَلَّمَ بِهٖ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۲۵۳۱۲، کتاب اللباس ،باب فی جر الإزار ، وما جاء فیه)

ترجمہ: ایک نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نوجوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا شروع کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنے ازار کو (ٹخنے سے نیچے لٹکا کر) کھینچ رہا ہے، تو اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! اپنی ازار کو اوپر کیجئے، یہ تمہارے رب کے نزدیک آپ کے زیادہ تقوے اور تمہارے کپڑے کے لئے زیادہ صفائی کا باعث ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھی کیا کہنے! اگر اپنے اوپر اللہ کا حق دیکھتے ہیں، تو ان کو وہ چیز جوان کے اندر ہے (یعنی کسی کی تعریف وغیرہ کرنا) اللہ کے حق کی ادائیگی میں کلام کرنے سے مانع نہیں ہوتی (ابنِ ابی شیبہ)

(۵۹)...... اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ (بخاری)[1]

ترجمہ: پھر جب وہ نوجوان جانے لگا، تو اس کا ازار زمین کو چھو رہا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نوجوان کو میرے پاس لاؤ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! اپنے کپڑے کو اوپر کر لیجئے، کیونکہ یہ آپ کے کپڑے کے لئے پائیداری کا ذریعہ اور آپ کے رب کے ہاں زیادہ تقویٰ کا باعث ہے (بخاری)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے اوپر کپڑا کرنے میں تقوے اور کپڑے کی پاکی وصفائی اور کپڑے کے پھٹنے اور خراب وضائع ہونے سے حفاظت کی رعایت ملحوظ ہوتی ہے، اس لئے تقوے اور طہارت اور اسراف سے بچنے کا تقاضا یہ ہے کہ بہرحال کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھا جائے۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا کبر وعُجب وغیرہ کی تحقیق کئے بغیر کپڑے کو ٹخنوں سے اوپر کرنے کا حکم دینا اور تاکید فرمانا اس بات کی دلیل وعلامت ہے کہ خواہ کبر وعُجب کی نیت نہ ہو، بہرحال کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچنا چاہئے۔[2]

---

[1] رقم الحديث ٣٧٠٠، كتاب اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ،باب قصة البيعة، والاتفاق على عثمان بن عفان وفيه مقتل عمر بن الخطاب رضى الله عنهما.

[2] قد يتجه المنع فيه من جهة الإسراف فينتهي إلى التحريم وقد يتجه المنع فيه من جهة التشبه بالنساء وهو أمكن فيه من الأول وقد صحح الحاكم من حديث أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الرجل يلبس لبسة المرأة وقد يتجه المنع فيه من جهة أن لابسه لا يأمن من تعلق النجاسة به وإلى ذلك يشير الحديث الذى أخرجه الترمذى فى الشمائل والنسائى من طريق أشعث بن أبى الشعثاء واسم أبيه سليم المحاربى عن عمته واسمها رهم بضم الراء وسكون الهاء وهى بنت الأسود بن حنظلة عن عمها واسمه عبيد بن خالد قال كنت أمشى وعلى برد أجره فقال لى رجل ارفع ثوبك فإنه أنقى وأبقى فنظرت فإذا هو النبى صلى الله عليه وسلم فقلت إنما هى بردة ملحاء فقال أما لك فى أسوة قال فنظرت فإذا إزاره إلى أنصاف ساقيه وسنده قبلها جيد(فتح البارى لابن حجر، ج١٠ ص٢٦٣، ٢٦٤، كتاب اللباس، قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(٦٠)......حضرت خرشہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ عُمَرَ دَعَا بِشُفْرَةٍ، فَرَفَعَ اِزَارَ رَجُلٍ عَنْ كَعْبَيْهِ ثُمَّ قَطَعَ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ، قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ اِلٰى ذُبَاذِبِهٖ تَسِيْلُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

(مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک بڑی چُھری منگوائی، اور ایک آدمی کی (ٹخنوں پر لٹکی ہوئی) ازار کو ٹخنوں سے اوپر کر کے (ازار کا) جو حصہ ٹخنوں سے نیچے تھا، اُسے کاٹ دیا، حضرت خرشہ فرماتے ہیں کہ میں گویا کہ جھالر اور کنارے کو دیکھ رہا ہوں (یعنی کپڑے کا وہ منظر میرے سامنے ہے) جو اس شخص کی ایڑیوں پر لٹکا ہوا تھا (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کبر وعُجب کی تحقیق کئے بغیر ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے کپڑے کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وحاصله أن الإسبال يستلزم جر الثوب وجر الثوب يستلزم الخيلاء ولو لم يقصد اللابس الخيلاء ويؤيده ما أخرجه أحمد بن منيع من وجه آخر عن بن عمر فی أثناء حديث رفعه وإياک وجر الإزار فإن جر الإزار من المخيلة(فتح الباری، ج١٠، ص٢٦٤، کتاب اللباس،قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء)

(ارفع إزارک) أی شمره عن الإسبال (فإنه) أی الرفع (أنقى لثوبک) بالنون من النقاء أی أنزه له عن القاذورات وروی بموحدة تحتية من النقاء أی أكثر بقاءا ودواما له (وأتقى) بمثناة فوقية (لربک) أی أقرب إلى سلوک التقوى أو أوفق للتقوى لبعده عن الكبر والخيلاء ، ثم إن ما تقرر فی هذا الخبر وما قبله من أن الرفع والإزار حقيقة هو ما عليه المحدثون والفقهاء (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث٩٤٧)

ارفع إزارک فإنه أنقى لثوبک، وأتقى لربک ابن سعد (حم هب) عن الأشعث بن سليم عن عمته عن عمها (صح)."

(ارفع إزارک) فإنه أی الرفع (أنقى) بالنون والقاف من النقاء ويحتمل أنه بالموحدة من البقاء أنزه له عن القاذورات(لثوبک وأتقى) بالمثناة الفوقية والقاف من التقوى (لربک) والتعليل أنه أبقى على رواية الموحدة يدل على محافظة الشارع لحفظ المال فی جميع الأحوال وأن صيانة الثياب مندوب إليه والرواية المشهورة بالنون حث على التنزه عن الأوساخ (التنوير شرح الجامع الصغير للصنعانی،تحت رقم الحديث ٩٤١)

[1] رقم الحديث ٢٥٣٢٦،کتاب اللباس والزينة،باب موضع الازار اين هو ؟

کاٹ دیا، جس سے معلوم ہوا کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ بہر حال کپڑے کو ٹخنوں سے اوپر رکھا جائے اور بغیر معقول عذر کے کبر وعُجب کے بغیر بھی قصداً وعمداً کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکایا جائے، یہی ہر طرح کی سلامتی وعافیت کا ذریعہ ہے۔

(۶۱)...... حضرت سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْفَتٰى سَمُرَةُ، لَوْ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهٖ، وَشَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهٖ ،فَفَعَلَ ذٰلِکَ سَمُرَةُ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهٖ، وَشَمَّرَ، مِنْ مِئْزَرِهٖ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمرہ کیا ہی اچھا نوجوان ہے، اگر وہ اپنے لمبے بالوں کو کاٹ لے، اور اپنی ازار کو اوپر کر لے، تو حضرت سمرہ نے یہ عمل کر لیا، اپنے لمبے بالوں کو کاٹ دیا، اور اپنی ازار کو اوپر کر لیا (مسند احمد)

(۶۲)...... اور حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ يَا خُرَيْمُ، لَوْلَا خَلَّتَانِ فِيْکَ ،قُلْتُ: وَمَا هُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: إِسْبَالُکَ إِزَارَکَ، وَإِرْخَاؤُکَ شَعْرَکَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۹۰۱) [2]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خریم! آپ کیا ہی اچھے آدمی ہیں، اگر آپ میں دو خصلتیں نہ ہوتیں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ دو خصلتیں کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اپنا

---

[1] رقم الحديث ۱۷۷۸۸ ،الجهاد لابن المبارک، رقم الحديث ۱۰۸.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن لولا عنعنة هشيم، داود بن عمرو -وهو الأَوْدى الدمشقى- صدوق حسن الحديث، وباقى رجال الإسناد ثقات .عبد الله :هو ابن المبارک (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن بطرقه، شمر بن عطية لم يدرک خريم بن فاتک، وأبو بکر :وهو ابن عياش -وإن کان سماعه من أبى إسحاق ليس بذاک القوى -توبع (حاشية مسنداحمد)

ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا، اور آپ کے بالوں کا لٹکانا (یعنی بالوں کا غیر معمولی لمبا ہونا) (مسند احمد)

(۶۳)...... اس واقعہ کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے، اور اس کی سند کو ضعیف بھی قرار دیا ہے۔ [1]

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں سے اونچے کپڑے کو ہی پسند فرمایا ہے اور ٹخنوں سے نیچے کپڑے کو پسند نہیں فرمایا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ خواہ کبر وعُجب کی بناء پر نہ ہو، پھر بھی سنت اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کپڑے کو ٹخنوں سے اوپر رکھا جائے۔

(۶۴)...... حضرت ابواسحاق سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ أُنَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى أَنْصَافِ سُوْقِهِمْ، فَذَكَرَ ابْنَ عُمَرَ، وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَالْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابۂ کرام کو دیکھا ہے، وہ ازار اپنی آدھی پنڈلیوں پر رکھتے تھے، اور اسحاق نے حضرت ابنِ عمر، حضرت زید بن

---

[1] عن أيمن بن خريم بن فاتک، عن أبيه، قال: قال النبی صلی الله عليه وسلم: نعم الفتى خريم لو قصر من شعره، ورفع من إزاره، قال: فقال خريم: لا يجاوز شعرى أذنى، ولا إزارى عقبى (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۴۱۶۱)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الثلاثة، ومداره على المسعودی، وقد اختلط، والراوی عنه لم أعرفه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۵۱۶)

عن خريم بن فاتک، رضی الله عنه أنه أتى النبی صلی الله عليه وسلم، فقال: يا خريم بن فاتک، لولا خصلتين فيک لكنت أنت الرجل، فقال: ما هما بأبی أنت يا رسول الله؟ قال: وفير شعرک، وتسبيل إزارک فانطلق خريم فجز شعره وقصر إزاره (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۶۰۸)

قال الذهبی: إسناده مظلم.

[2] رقم الحديث ۳۷۵، مسند أسامة بن زيد لأبی القاسم البغوی، رقم الحديث ۱۴.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۸۵۴۱)

ارقم، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم (کو اس طرح دیکھنے) کا (اس حوالہ سے) ذکر کیا (طبرانی)

معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عام معمول ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے کا تھا، ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا نہیں تھا، بلکہ اس کا اہتمام اتنا زیادہ تھا کہ اعلیٰ درجہ، جو کہ آدھی پنڈلی تک کپڑا رکھنے کا ہے، صحابہ کرام کا عموماً اسی پر عمل تھا۔

ملحوظ رہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑے کو لٹکانے کی ممانعت و کراہت بیان کرتے ہوئے احادیث میں کپڑا و ازار لٹکانے اور گھسیٹنے کے الفاظ آئے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کا یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کپڑا اوپر سے نیچے کی طرف کو لٹکا ہوا ہو یا وہ اوپر سے لٹکا ہوا ہونے کی وجہ سے پاؤں کے نیچے یا زمین پر گھسٹ رہا ہو، جیسا کہ شلوار، پائجامہ، تہبند وغیرہ ہوتا ہے، اور موزہ یا جوتا وغیرہ کیونکہ اوپر سے نیچے کی طرف لٹکا ہوا نہیں ہوتا، اس لیے اُس میں یہ ممانعت نہیں۔ [1]

---

[1] قوله :(من جر ثوبه) يدخل فيه الإزار والرداء والقميص والسراويل والجبة والقباء وغير ذلك مما يسمى ثوبا، بل ورد فى الحديث دخول العمامة فى ذلك كما رواه أبو داود والنسائى وابن ماجة (عمدة القارى للعينى، ج ٢١ ص ٢٩٥، كتاب اللباس،باب من جر إزاره من غير خيلاء)

(وعن ابن عمر رضى اللّٰه عنهما عن النبىّ قال الإسبال) أى الإرخاء (فى الإزار) وهو ما يستر به أسافل البدن (والقميص) أى إرخاء كل منهم عن الكعب (والعمامة)(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج٥ ص ١٧١، باب صفة طول القميص والكم والإزار)

ثلاثة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة :المسبل إزاره هو الذى يطول ثوبه ويرسله إلى الأرض إذا مشى . وإنما يفعل ذلك كبرا واختيالا .وقد تكرر ذكر الإسبال فى الحديث، وكله بهذا المعنى (النهاية فى غريب الاثر، ج٢ ص ٣٣٩، باب السين مع الباء)

الإسبال وهو الإرسال (طلبة الطلبة فى الاصطلاحات الفقهية، ج١ ص ١١٢، كتاب البيوع، مادة روح)

الاسبال :مص أسبل، إرخاء الشيئ من أعلى إلى اسفل(معجم لغة الفقهاء لمحمد قلعجى، ج١ ص ٥٦، حرف الهمزة)

الإسبال يدل على :إرسال الشىء من علو إلى سفل، كإسبال الستر والإزار، أى إرخاؤه، والإسدال كذلك (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣ ص ١٤٢، مادة " اسباغ")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

مذکورہ احادیث وروایات میں سے بہت سی احادیث وروایات میں کِبر وعُجب اور اِتراہٹ کی بناء پرٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے پر وعیداور ممانعت بیان کی گئی ہے۔

اور بہت سی احادیث وروایات میں بغیراس قید کے وعیداور ممانعت بیان کی گئی ہے۔

اور بعض احادیث میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا کرنے کوعُجب وکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

اور متعدداحادیث وروایات میں کبر وعُجب کی تحقیق یا تفصیل بیان کئے بغیر کپڑے وازار کوٹخنوں سے اوپر کرنے کا حکم دیا گیا ہے،اوراس پر اہتمام وتاکید کے ساتھ عمل کرایا گیا ہے۔

اور اِتراہٹ اور کِبر کا حرام ہونا قرآن وسنت سے واضح ہے۔

اس لئے کِبر اور اِتراہٹ کی بناء پرٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کے حرام ہونے میں تو شبہ نہیں،اسی کوبعض اہلِ علم حضرات نے مکروہ تحریمی سے تعبیر فرمایا ہے۔

جہاں تک کِبر اور اِتراہٹ اور معقول عذر کے بغیر قصداً وعمداً ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا تعلق ہے،تو بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے،اسی کوبعض نے ''لا بأس به '' سے تعبیر فرمایا ہےاور بعض نے اوپر کرنے کو''افضل ہونے'' سے تعبیر فرمایا ہے،اور بعض حضرات کے نزدیک کبروعجب کے بغیر بھی حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اوراحادیث وروایات کی رو سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ کبروعجب اور فخر وتفاخر کے طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے، کیونکہ کبروعجب اور فخر وتفاخر کی حرمت قرآن وسنت کے واضح دلائل سے ثابت ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

من معانی الإسبال لغة :إرسال الشیء من علو إلی سفل، کإسبال الستر والإزار، أی إرخاؤه، والإسدال بمعناه .

ولا یخرج استعمال الفقهاء عن هذا المعنی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج٣ص ١٤٣، مادة "اسباغ")

اور کبر وعجب اور فخر وتفاخر کے بغیر بلا عذر قصداً وعمداً ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا بطورِ خاص اس کی عادت بنانا مکروہ تحریمی یا کم از کم سنت کے خلاف ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے قول وفعل سے اس کی تاکید واہتمام ثابت ہے، اور نصف پنڈلی تک مستحب ہے، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عام معمول نصف پنڈلی تک ازار رکھنے کا تھا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں سے اوپر اوپر کی جگہ کو بھی ''موضعِ ازار'' قرار دیا ہے، البتہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔[1]

اور اگر کبر وعُجب کے طور پر یہ عمل نہ کیا جائے، البتہ کسی معقول عذر کی بناء پر بقدرِ عذر یہ عمل کیا جائے، تو اس صورت میں گناہ اور کراہت لازم نہیں آئے گی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا اہتمام کرتا ہو اور پھر اتفاقاً کسی اہتمام کے بغیر بلا قصد نیچے ہو جائے اور اس وقت کبر وعُجب پیشِ نظر نہ ہو اور یاد آنے پر اوپر کر لے تو بھی گناہ وکراہت لازم نہیں آئے گی، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ضمن میں گزرا اور مزید تفصیل وتحقیق اگلے باب کے ذیل میں آتی ہے۔

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ.

---

[1] اور سنت عمل کو اگر اتفاقاً ترک کیا جائے، خاص کر جبکہ کسی عذر کی وجہ سے ہو، تو اس میں گناہ لازم نہیں آتا، البتہ اس کی عادت بنائی جائے، تو گناہ لازم آتا ہے، بالخصوص جبکہ وہ سنتِ مؤکدہ ہو۔

ممکن ہے کہ امام شافعی نے اس کو جو خفیف بمعنیٰ مکروہ تنزیہی قرار دیا ہو، وہ سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے قرار دیا ہو، کیونکہ ان کے نزدیک سنت عمل کی خلاف ورزی مکروہ تنزیہی کہلاتی ہے، بالخصوص جبکہ وہ سنتِ غیر مؤکدہ ہو۔

ترک السنة قد لا یوجب الإثم، کما أن التثلیث سنة وترکه لا یوجب الإثم .قلت :وینبغی أن یقید بترکه أحیانا، أو بقدر ما ثبت عنه صلی الله علیه وسلم لا مطلقا .وهو الذی اختاره المحقق ابن أمیر حاج تلمیذ ابن الهمام رحمه الله تعالی وصرح بالإثم إذا اعتاد الترک(فیض الباری علی صحیح البخاری، ج ا ص۲۱۷، کتاب الایمان، باب الزکاة من الاسلام)

أما حکم المسألة فقال أصحابنا إذا زاد علی الثلاث کره کراهة تنزیه ولا یحرم هکذا صرح به الأصحاب قال إمام الحرمین الغسلة الرابعة وإن کانت مکروهة فلیست معصیة قال ومعنی أساء ترک الأولی وتعدی حد السنة :وظلم أی وضع الشئی فی غیر موضعه(المجموع شرح المهذب، ج ا ص ۴۳۹، باب السواک)

(فصل نمبر۲)

نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَقُوْلُ مَنْ اَسْبَلَ اِزَارَهٗ فِيْ صَلاَتِهٖ خُيَلاَءَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ فِيْ حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٦٣٧، كتاب الصلاة، باب الاسبال فى الصلاة) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: رجاله ثقات، إلا أنه قد اختلف على عاصم -وهو ابن سليمان الأحول - فى رفعه ووقفه كما قال المصنف، والوقف أصح، لكن قال الحافظ فى "الفتح:(١٠ /٢٥٧)"مثل هذا لا يقال بالرأى، يعنى أن له حكم المرفوع .أبو داود :هو الطيالسى، وأبو عوانة :هو الوضاح بن عبد الله اليشكرى، وأبو عثمان :هو عبد الرحمن بن مل النهدى. وهو فى "مسند الطيالسى(٣٥١) "عن أبى عوانة وثابت أبى زيد -وهو ابن يزيد الأحول -، عن أبى عثمان، عن ابن مسعود، رفعه أبو عرانة ولم يرفعه ثابت. وأخرجه النسائى فى "الكبرى(٩٦٠٠)"من طريق أبى عوانة، به، ولم يقل " :فى صلاته ." وأخرجه هناد فى "الزهد(٨٤٦)"عن أبى معاوية الضرير، عن عاصم، به موقوفا. من باب الإسبال فى الصلاة (حاشية سنن ابى داود)

و قال الالبانى: (قلت :إسناده صحيح). إسناده :حدثنا زيد بن أخزم :ثنا أبو داود عن أبى عوانة عن عاصم عن أبى عثمان عن ابن مسعود . قال أبو داود " :روى هذا جماعة عن عاصم موقوفاً على ابن مسعود، منهم حماد بن سلمة وحماد بن زيد وأبو الأحوص وأبو معاوية ." قلت :وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال "الصحيح "؛ وأبو داود: هو الطيالسى صاحب "المسند"؛ وقد أخرجه فيه كما يأتى . وأبو عوانة :هو الوضَّاح بن عبد الله اليَشْكُرِىّ . وعاصم :هو ابن سليمان الأحول . وأبو عثمان :هو عبد الرحمن بن مُلّ -بلام ثقيلة والميم مثلثة -النَّهْدِىُ -بفتح النون وسكون الهاء .- وقد أشار المصنف رحمه الله إلى إعلال الحديث بالوقف بأن الجماعة الذين سمى بعضهم رووه موقوفاً ! وهذا ليس بعلة قادحة؛ فإن أبا عوانة ثقة ثبت -كما فى "التقريب -"، وقد رفعه؛ فهى زيادة من ثقة واجب قبولُها؛ ولا سيما والوقوف لا يقال بالرأى -كما فى "الفتح(١٠ /٢٥٧) "وأثر حماد بن سلمة :أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير (٩/ ٣١٥/ ٩٣٦٨)"وإسناده جيد، ولفظه: المسبل إزاره فى الصلاة؛ ليس من الله عز وجل فى حِلَ ولا حرام. والحديث أخرجه الطيالسى فى "مسنده "(رقم ٣٥١) هكذا :حدثنا أبو عوانة وثابت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کبر و عُجب کی بناء پر نماز میں اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے تو اللہ عزوجل کی طرف سے نہ اس کا شمار حلال میں ہے نہ حرام میں (ابوداؤد)

حلال وحرام سے یہ مراد ہے کہ کبر وعُجب کی بناء پر اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے والا شخص ایک طرف تو یہ حرام کام کرتا ہے اور دوسری طرف عبادت بھی کر رہا ہے، تو وہ اللہ کی طرف سے حلال وحرام میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہے، نماز پڑھنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حلال وعبادت والا کام کر رہا ہے اور کبر کے باعث اسی حالت میں ٹخنے ڈھانک کر حرام کام کر رہا ہے، اس لئے اس نے نہ تو پورے حرام پر عمل کیا اور نہ حلال پر۔ بہر حال دوسری احادیث کے پیش نظر اس حالت میں نماز اگرچہ ادا ہو جاتی ہے، مگر اس کی قبولیت متاثر ہوتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبو زيد عن عاصم الأحول عن أبى عثمان عن ابن مسعود -رفعه أبو عوانة ولم يرفعه ثابت :- أنه رأى أعرابيّاً عليه شَمْلَةٌ، نشر ذيلها وهو يصلى، فقال له: "إنّ الذى يَجُرُ ذيله من الخُيَلاءِ فى الصلاة؛ ليس من الله فى حِل ولا حرام ." ومن طريقه :أخرجه البيهقى أيضا(٢/٢٤٢)وأورده صاحب "المهذب(٣/١٧٦) "موقوفاً على ابن مسعود .فقال النووى فى تخريجه: "ذكره البغوى فى "شرح السنة "بغير إسناد عن ابن مسعود ."قال: "وبعضهم يرويه عن ابن مسعود عن النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكأن النووى رحمه الله لم يقف عليه فى المصادر المتقدمة؛ وإلا لما أبعد النّجْعَةَ ! (تنبيه) : يظهر -من رواية المصنف والشاهد المتقدم -أن ذكر (الجَر) فى رواية الطيالسى شاذ، والمحفوظ (الإسبال). ويؤيده من جهة المعنى :أن (الجر) إنما يكون فى المشى، فكيف يجمع فى سياق واحد بين الجَر والصلاة؟ !وهذا بين لا يخفى. وقد خفى هذا على صاحب "تنبيه القارى لتقوية ما ضعفه الألباتى "(ص ١٠ _ ١١)جرياً منه على ظاهر إسناد الطيالسى !ومثله كثير فى عصرنا الحاضر ممن لا معرفة عندهم بعلل الحديث(صحيح أبى داود،تحت رقم الحديث ٦٤٧،كتاب الصلاة، باب الاسبال فى الصلاة)

[1] قال فى الحاشية اى فى ان يجعله فى حل من الذنوب ولا فى ان يمنعه ويحفظه من سوء الاعمال .... او ليس هو فى فعل حلال ولاله احترام عند الله تعالىٰ انتهىٰ .قلت ويحتمل ان يكون معناه ان من يفعل ذالک اختيالاً فکانه مستحل للاختيال فليس له من الله تعلق فى حکم من الحلال والحرام کانه خرج من احکام الشريعة .قال تشديداً وتغليظاً (بذل المجهود جلد ۱ صفحه ۳۵۳، باب الاسبال فى الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَ رَجُلَانِ فَقَامَا خَلْفَ سَارِيَتَيْنِ، فَصَلّٰى أَحَدُهُمَا قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، وَالآخَرُ لا يُتِمُّ رُكُوعَهُ، وَلا سُجُودَهُ، فَجَعَلَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، فَقَالَ جُلَسَاؤُهُ: لَقَدْ شَغَلَكَ هٰذَانِ عَنَّا، قَالَ: أَجَلْ، أَمَّا هٰذَا فَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَعْنِيْ اَلْمُسْبِلَ إِزَارَهُ وَأَمَّا هٰذَا فَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَعْنِي الَّذِيْ لا يُتِمُّ رُكُوعَهُ، وَلَا سُجُودَهُ" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٩٣٦٧)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دو افراد داخل ہوئے، اور وہ دونوں ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ایک نے تو اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکایا ہوا تھا، اور دوسرا رکوع اور سجدے مکمل نہیں کر رہا تھا، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہے۔

شرکائے مجلس نے عرض کیا کہ ان دونوں نے آپ کی توجہ ہماری طرف سے ہٹا دی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں، ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے شخص کی طرف تو اللہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، اور اس رکوع اور سجدوں کو مکمل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

من أسبل إزاره فی صلاته خيلاء فليس من الله فی حل ولا حرام ."(د) عن ابن مسعود (ح)."
(من أسبل إزاره) رداء ه أو مئزره أو أی ملبوسه .(فی صلاته خيلاء) يدل على أن من أسبله فی غير ذلک فلا يدخل فی النهی فالصلاة فی هذه الأعين المعروفة المسبلة جائزة إذا لم يصحبها الخيلاء بضم المعجمة والمد كبرا وإعجابا، ثم قررنا خلاف ذلک فی رسالة والخيلاء (فليس من الله فی حل ولا حرام) قيل :لم يؤمن ما أحله الله وبما حرمه، وقيل :بریء من الله وفارق دينه عن ابن مسعود) رمز المصنف لحسنه (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٨٣٨٠)

نہ کرنے والے کی نماز، اللہ قبول نہیں فرمائے گا (طبرانی)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ مُسْبِلًا إِزَارَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ

(ابوداؤد) [2]

ترجمہ: اس دوران کہ ایک شخص اپنی ازار (ٹخنوں سے نیچی) لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا (یا پڑھنے کا ارادہ کر رہا) تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جاؤ، وضو کر کے آؤ، وہ شخص گیا اور وضو کر کے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا کہ جاؤ اور وضو کر کے آؤ؛ وہ شخص گیا اور وضو کر کے آیا؛ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے اس شخص کو وضو کرنے کا حکم فرمایا، پھر آپ نے اس سے خاموشی اختیار فرمائی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا (یا پڑھنا چاہتا تھا) اور

---

[1] عن قتادة، أو غيره :أن ابن مسعود، رأى رجلين يصليان، أحدهما مسبل إزاره، والآخر لا يتم ركوعه، ولا سجوده فضحك، فقالوا :ما يضحكك يا أبا عبد الرحمن؟ قال :عجبت لهذين الرجلين، أما المسبل إزاره فلا ينظر الله إليه، وأما الآخر فلا يقبل الله صلاته(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۹۳۶۶، و مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۳۷۳۵)

قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده منقطع بين ابن مسعود وقتادة ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۷۳۳)

[2] رقم الحديث ۴۰۸۸، كتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۲۸، مسند البزار، رقم الحديث ۸۷۶۲.

بلاشبہ اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو اپنی ازار لٹکائے ہوئے ہو (ابوداؤد، مسند احمد، بزار)

اس حدیث کو بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے ضعیف بلکہ بعض نے ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر یا کم از کم مقبول قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال البزار: وهذا الحديث لا نعلَمُ أحَدًا رواه فأسنده إلَّا أَبَان بن يزيد، ولاَ عَن أَبَان إلَّا موسى بن إسماعيل . وقد رَواه غير من سمينا موقُوفًا، ولاَ نعلم روى أَبُو جعفر، عَن عَطاء بن يسار، عَن أبي هُرَيرة، إلَّا هذا الحديث، وَإنَّما يحدث أَبُو جعفر عن أبي هُرَيرة(مسند البزار، حواله بالا)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لجهالة أبي جعفر -وهو الأنصاري المدني -كما صرح به البيهقي في "السنن ۲/۲۴۲"، وباقي رجاله ثقات .أبان :هو ابن يزيد العطار، ويحيى :هو ابن أبي كثير. وأخرجه مختصرا بالمرفوع منه دون القصة النسائي في "الكبرى(۹۷۰۳)"من طريق هشام الدستوائي، عن يحيى بن أبي كثير، بهذا الإسناد، إلا أنه أبهم أبا هريرة فقال :حدثني رجل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم -. وهو بتمامه في "مسند أحمد(۱۱۶۲۸)" وسيأتي مكررا برقم(۴۰۸۶)(حاشية سنن ابی داود)

و قال ايضاً: إسناده ضعيف لجهالة أبي جعفر -وهو الأنصاري المدني -كما صرح البيهقي في "السنن ۲/۲۴۲"، وفي "التهذيب "أنه روى عن أبي هريرة، ولم يرو عنه سوى يحيى بن أبي كثير، قال الحافظ :قال الدارمي :أبو جعفر هذا رجل من الأنصار، وبهذا جزم ابن القطان، وقال :إنه مجهول .ثم رد الحافظ على ابن حبان أن جعله محمد بن علي بن الحسين، ثم قال :وعند أبي داود في الصلاة عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي جعفر غير منسوب، عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة . وأظنه هذا، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] اس روایت کو دیگر حضرات نے ابوجعفر کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ابوجعفر انصاری مدنی سے امام بخاری نے ''الادب المفرد'' اور ''افعال العباد'' میں اور نسائی نے ''عمل اليوم والليلة'' میں اور امام ابوداؤد، امام ترمذی وغیرہ نے روایات لی ہیں۔

اور علامہ ابنِ حجر نے ان کو مقبول قرار دیا ہے، اور امام ترمذی نے ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے، اور بعض نے جو ان کا نام معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، یا ان کا نام محمد بن علی قرار دیا ہے، یہ راجح معلوم نہیں ہوا، کیونکہ ان کا پورا نام ابوجعفر مؤذن انصاری مدنی ہے۔

جبکہ بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ ان کا نام کثیر بن جھمان سلمی ہے، جو کہ ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

روى له البخاري في "الأدب "وفي "أفعال العباد "، والنَّسائي في "اليوم والليلة "، والباقون سوى مسلم.روى له النَّسائي حديث النزول ، وروى له الباقون حديث " :ثلاث دعوات مستجابات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث کو سند کے اعتبار سے قبول کرنے کی صورت میں اس کے متعلق بعض محدثین نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لاشک فیهن"وَقَال التِّرُمِذِیّ :لا یعرف اسمه(تهذیب الکمال ج۳۳ص ۱۹۱)
وقال ابن حبان فی صحیحه :هو محمد بن علی بن الحسین.
قلت :ولیس هذا بمستقیم لان محمد بن علی لم یکن مؤذنا لان أبا جعفر هذا قد صرح بسماعه من أبی هریرة فی عدة أحادیث، وأما محمد بن علی بن الحسین فلم یدرک أبا هریرة فتعین أنه غیره والله تعالی أعلم وفی مصنف ابن أبی شیبة حدثنا أبو معاویة عن الاعمش عن ثابت بن عبید عن أبی جعفر الانصاری قال دخلت مع المصریین علی عثمان فلما ضربوه خرجت اشتد قد ملات فروجی عدوا حتی دخلت المسجد فإذا رجل جالس فی نحو عشرة وعلیه عمامة سوداء فقال :ویحک ما وراءک ؟ قال قلت :والله قد فرغ من الرجل قال فقال تبا لکم آخر الدهر .قال فنظرت فإذا هو علی بن أبی طالب.وبه عن الاعمش عن ثابت بن عبید عن أبی جعفر الانصاری / قال :رأیت أبا بکر الصدیق ولحیته ورأسه کأنهما جمر العضا وقد فرق أبو أحمد الحاکم بین هذا وبین الراوی عن أبی هریرة وأظن أنه هو وعنه أبو داود فی الصلاة عن یحیی بن أبی کثیر عن أبی جعفر غیر منسوب عن عطاء بن یسار عن أبی هریرة وأظنه هذا(تهذیب التهذیب ج۱۲ ص۴۸،۴۹)
أبو جعفر المؤذن الأنصاری المدنی مقبول من الثالثة ومن زعم أنه محمد بن علی بن الحسین فقد وهم (تقریب التهذیب ج۲ص۳۷۵)
أبو جعفر المؤذن الأنصاری المدنی اسمه محمد بن إبراهیم :عن أبی هریرة رضی الله عنه وعنه یحیی بن أبی کثیر حسن الترمذی حدیثه(لسان المیزان، ج۳ص ۲۶۹)
قال النووی :انه علی شرط مسلم.
قلت :وقال الحافظ المنذری فی(سنن ابی داود)فی اسناده أبو جعفر رجل من أهل المدینة لا یعرف اسمه .انتهی.
(قلت :قال ابن رسلان فی(شرح السنن)اسم ابی جعفر هذا کثیر بن جهمان السلمی أو راشد بن کیسان .انتهی.)*
وفی التقریب ما لفظه :کثیر بن جهمان السلمی ابو جعفر مقبول، وفیه :راشد بن کیسان العبسی بالموحدة أبو فرازة الکوفی :ثقة من الخامسة .انتهی.
وبه یعرف عدم صحة کلام الحافظ المنذری فی أن أبا جعفر مجهول، بل قد تردد بین ثقتین، ولکن الذی أخرج له مسلم هو راشد بن کیسان، ولم یخرج مسلم لکثیر بن جهمان، انما أخرج له أصحاب السنن الأربع.
فقول النووی :(ان الحدیث علی شرط مسلم) دال علی أنه راشد بن کیسان، لکن کنیته أبو فزارة لا أبو جعفر، فالمتعین أنه کثیر بن جهمان، ولا وجه لقول ابن رسلان أو راشد بن کیسان .اذ ذلک کنیته أبو فرازة والمروی عنه فی السنن أبو جعفر(استیفاء الأقوال فی تحریم الإسبال علی الرجال،لمحمد بن إسماعیل صنعانی،ص۲۸، حدیث ابی هریرة المسبل فی الصلاة)

فرمایا کہ ابھی تک اس شخص نے نماز شروع نہیں کی تھی، بلکہ نماز شروع کرنا چاہ رہا تھا، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ نماز شروع کر چکا تھا۔ [1]

اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز لوٹانے کے بجائے وضو لوٹانے کا حکم فرمایا، اس کی وجہ اہلِ علم حضرات نے یہ بیان کی ہے کہ ازراہِ کبر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا گناہ ہے، اور وضو گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

پس وضو کرنا اس کے اس گناہ کی تلافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ [2]

---

[1] ظاهر جوابه -عليه السلام -أنه إنما أعاده بالوضوء، والذى أعلم، أنه لما كان يصلى وما تعلق القبول الكامل بصلاته، والطهارة من شرائط الصلاة وأجزائها الخارجة فسرى عدم القبول إلى الطهارة أيضا، فأمره بإعادة الطهارة حثا على الأكمل والأفضل، فقوله :يصلى، أى :يريد الصلاة فالأمر بالوضوء قبل الصلاة، وأما ما ذكره ابن حجر من أن ظاهر الحديث أنه المسبل بقطع صلاته، ثم الوضوء، فهو غير صحيح لقوله تعالى :(ولا تبطلوا أعمالكم)(رواه أبو داود) ، قال ميرك :وفى إسناده أبو جعفر، وهو رجل من أهل المدينة لا يعرف اسمه قاله المنذرى وفى التقريب أبو جعفر المؤذن الأنصارى المدنى، مقبول من الثالثة نقله ميرك(مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۶۳۴، كتاب الصلاة، باب الستر)

[2] وذلك لأن الصلاة حال تواضع وإسبال الإزار فعل متكبر فتعارضا قال ابن عربى :وأمره له بإعادة الوضوء أدب وتأكيد عليه ولأن المصلى يناجى ربه والله لا ينظر إلى من جر إزاره ولا يكلمه فلذلك لم يقبل صلاته بمعنى أنه لا يثيبه عليها وقال الطيبى :سر الأمر بالتوضىء وهو متطهر أن يتفكر الرجل فى سبب ذلك الأمر فيقف على ما ارتكبه من الشناعة وأنه تعالى ببركة أمر رسوله صلى الله عليه وسلم وطهارة الظاهر يطهر باطنه من التكبر والخيلاء لأن طهارة الظاهر تؤثر فى طهارة الباطن فعلى هذا ينبغى أن يعبر كلام المصطفى صلى الله عليه وسلم على أنه تعالى لا يقبل صلاة المتكبر المختال(د) فى الصلاة واللباس (عن أبى هريرة) قال :بينما رجل يصلى إذ قال له النبى صلى الله عليه وسلم اذهب فتوضأ فقيل له فى ذلك فقال إنه كان يصلى وهو مسبل إزاره وإن الله تعالى لا يقبل إلخ قال النووى فى رياضه :إسناده صحيح على شرط مسلم لكن أعله المنذرى فقال فيه أبو جعفر رجل من المدينة لا يعرف(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۱۸۲۷)

(وعن أبى هريرة قال :بينما رجل يصلى مسبل إزاره) : صفة بعد صفة لرجل أى :مرسلة أسفل من الكعب تبخترا وخيلاء، قال ابن الأعرابى :المسبل الذى يطول ثوبه ويرسله إلى الأرض يفعل ذلك تبخترا واختيالا اهـ، وإطالة الذيل مكروهة عند أبى حنيفة والشافعى فى الصلاة وغيرها، ومالك يجوزها فى الصلاة دون المشى لظهور الخيلاء فيه، (قال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-) ، أى :بعد صلاته لكون صلاته صحيحة، فأراد أن يبين له أنها غير مقبولة، فقال :(اذهب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ يُقَالُ: مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ كَعْبَيْهِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ ، قَالَ: وَقَالَ ذِرٌّ : مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ الْأَرْضَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ (مصنف ابن أبى شيبة) [1]

ترجمہ: یہ کہا جاتا تھا کہ جس کی اِزار اس کے ٹخنوں کو چھو رہی ہو، تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اور حضرت ذِر نے فرمایا کہ جس کی اِزار زمین کو چھو رہی ہو، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی (ابن ابی شیبہ)

یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت کے آخر میں مذکور مضمون کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فتوضأ) : قيل :لعل السر فى أمره بالتوضؤ، وهو طاهر أن يتفكر الرجل فى سبب ذلک الأمر، فيقف على ما ارتكبه من المكروه، وأن الله ببركة أمر رسول الله -عليه السلام -إياه بطهارة الظاهر يطهر باطنه من دنس الكبر ;لأن طهارة الظاهر مؤثرة فى طهارة الباطن ذكره الطيبى (فذهب وتوضأ ثم جاء) : فكأنه جاء غير مسبل إزاره (فقال رجل :يا رسول الله ما لک أمرته أن يتوضأ؟) ، أى: والحال أنه طاهر (قال :(إنه كان يصلى وهو مسبل إزاره) : وإن الله لا يقبل، أى :قبولا كاملا صلاة رجل مسبل إزاره، ظاهر جوابه -عليه السلام -أنه إنما أعاده بالوضوء ، والذى أعلم، أنه لما كان يصلى وما تعلق القبول الكامل بصلاته، والطهارة من شرائط الصلاة وأجزائها الخارجة فسرى عدم القبول إلى الطهارة أيضا، فأمره بإعادة الطهارة حثا على الأكمل والأفضل، فقوله :يصلى، أى: يريد الصلاة فالأمر بالوضوء قبل الصلاة (مرقاة المفاتيح ، ج۲، ص ۶۳۴، كتاب الصلاة، باب الستر)

فيحتمل واللّه أعلم أن يكون أمره بإعادة الوضوء ليكون مكفراً لذنبه، فقد جاء أن الطهور مكفر للذنوب، فمن ذلک حديث البراء بإسناد حسن عن عثمان مرفوعاً لا يسبغ عبد الوضوء إلا غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فلما كان فى إسبال الإزار من الإثم ما فيه أمره بالوضوء ثانياً ليكون تكفيراً لذنب الإسبال ولم يأمره بإعادة الصلاة لأنها صحيحه وإن لم تقبل كما قال (إن اللّه لا يقبل صلاة رجل مسبل) ويحتمل أن يكون الأمر بإعادة الوضوء للإخلال بلمعة من أعضائه وبإخلال طهارته لا يصح الوضوء ولم يؤمر بإعادة الصلاة لأنها نفل، واللّه أعلم(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۵ص۲۷۵، باب صفة طول القميص والكم والإزار)

انه امره باعادةالوضوء دون الصلاة لان الوضوء مكفر للذنوب كما ورد فى الاحاديث الكثيرة (بذل المجهود جلد۶ صفحه ۵۴)

[1] رقم الحديث ۲۵۳۱۱، كتاب اللباس، باب فى جر الإزار ، وما جاء فيه.

مطابق ہے، جس میں نماز کے قبول نہ ہونے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نماز پڑھنے کے وقت اپنے کپڑے کو اوپر کرنے کا حکم آیا ہے۔ [2]

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین واہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] فهذا مجاهد يحكى ذلك عمن قبله وليسوا إلا الصحابة لأنه ليس من صغار التابعين بل من أوساطهم .وعن ذر بن عبد الله المرهبى - وهو من كبار التابعين -قال :كان يقال :من جر ثوبه لم يقبل الله له صلاة.

قال :ولا نعلم لمن ذكرنا مخالفا من أصحابه(استيفاء الأقوال فى تحريم الإسبال على الرجال،لمحمد بن إسماعيل الصنعانى،ص۲۸، حديث ابى هريرة المسبل فى الصلاة)

[2] حدثنا على بن عبد العزيز، ثنا أبو نعيم، ثنا عيسى بن قرطاس، قال :حدثنى عكرمة، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا صليتم فارفعوا سبلكم، فكل شىء أصاب الأرض من سبلكم فهو فى النار(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۶۷۷، الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۵۸۵)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ومحمد بن موسى، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أبو أمية، ثنا أبو نعيم، ثنا عيسى بن قرطاس، عن عكرمة، عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا صليتم فارفعوا سبلكم فإن كل شىء أصاب سبلكم فهو فى القلب يريد بالمسبل ثيابه "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۵۷۲۲)

[3] قال العقيلى:عيسى بن قرطاس كان من الغلاة فى الرفض .حدثنا محمد بن إسماعيل قال : حدثنا الحسن بن على قال :قال أبو نعيم :عيسى بن قرطاس ، وحمحم فيه .حدثنا محمد بن عيسى قال :حدثنا عباس قال :سمعت يحيى قال :عيسى بن قرطاس ليس بشىء ، وقال فى موضع آخر :ليس تحل الرواية عن عيسى بن قرطاس(الضعفاء الكبير ،ج۷ص۶۳، باب عمرو)

وقال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الكبير وفيه عيسى ابن قرطاس وهو ضعيف جدا.(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۲۲۱۹ ،باب الصلاة فى الثوب الواحد وأكثر منه)

وقال المناوى: قال الزين العراقى :فيه عيسى بن قرطاس ، قال النسائى :متروك ، وابن معين : غير ثقة وقال الهيتمى :فيه عيسى بن قرطاس ضعيف جدا ، ونحوه فى المطامح.وفى الميزان عن النسائى متروك وعن العقيلى من غلاة الرفض.فرمز المؤلف لحسنه إنما هو لاعتضاده(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۳۳)

وقال الالبانى: "إذا صليتم فارفعوا سبلكم، فكل شىء أصاب الأرض من سبلكم ففى النار ." ضعيف جدا .رواه البخارى فى "التاريخ الكبير(۴۰۰-۴۰۱/۲/۳) "والعقيلى فى "الضعفاء (۳۳۸) "وكذا ابن حبان(۱۱۸/۲)عن عيسى بن قرطاس قال :حدثنى عكرمة عن ابن عباس مرفوعا .وقال " :عيسى بن قرطاس، كان من الغلاة فى الرفض ."وقال ابن حبان " :يروى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے کی صورت میں بطورِ خاص جبکہ کبر و عُجب کی بناء پر ہو، بعض حضرات نے اس نماز کو فاسد قرار دیا ہے اور اس نماز کے اعادہ کا حکم لگایا ہے۔

لیکن بہت سے فقہائے کرام نے نماز کو فاسد قرار نہیں دیا اور نماز کے اعادہ کا حکم نہیں لگایا، البتہ اس حالت میں کراہت لازم ہونے اور نماز کی قبولیت متاثر ہونے کا حکم لگایا ہے، اور مذکورہ روایات میں بھی نماز قبول نہ ہونے کا ہی ذکر آیا ہے۔

بہرحال ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر پڑھی گئی نماز کو اس وجہ سے لوٹایا جائے تاکہ اس کی کراہت ختم ہوجائے، اور قبولیت حاصل ہوجائے تو حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے، لیکن ایسی حالت میں پڑھی گئی نماز کو فاسد قرار دینا راجح نہیں ہے۔

البتہ بعض اہلِ علم حضرات نماز کو درست قرار دینے کے باوجود نماز کے اعادہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الموضوعات عن الثقات، لا يحل الاحتجاج به ."قلت :وهو ضعيف جدا، قال ابن معين " :ليس بشىء ."وقال فى موضع آخر " :ليس تحل الرواية عنه ."وقال الساجى : "كذاب ."وفى "التقريب " :"متروك ."

ومن طريقه رواه أبو نعيم فى "تسمية الرواة عن الفضل بن دكين(۱/۵۴) "قلت :ومفهوم هذا الحديث، أنه لا يجب رفع الإزار عن الأرض خارج الصلاة، وهذا خلاف الأحاديث الصحيحة التى تنهى عنه مطلقا .والحديث عزاه السيوطى فى "الجامع "للبخارى فى "التاريخ "، والطبرانى فى "المعجم الكبير "، والبيهقى فى "شعب الإيمان ."

قال المناوى " :قال الزين العراقى :فيه عيسى بن قرطاس، قال النسائى :متروك .وابن معين :غير ثقة .وقال الهيثمى :فيه عيسى بن قرطاس، ضعيف جدا ...فرمز المؤلف لحسنه إنما هو لاعتضاده ."قلت :فيه المفهوم المخالف للأحاديث الصحيحة، فليس بمعتضد .وكأن المناوى تنبه لهذا بعد، فقال فى "التيسير " :"رمز لحسنة، وليس كما قال ."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۱۶۲۶)

[۱] وإذا كان الإسبال حراما فإن أهل العلم اختلفوا فى صلاة المسبل.

فبعض أهل العلم يرى أن صلاته تبطل؛ لأن من شرط الساتر أن يكون مباحا ,ساترا طاهرا ,فالمحرم لا يحصل الستر به؛ لأنه ممنوع من لبسه ,والنجس لا يحصل الستر به؛ لأنه يجب اجتناب النجاسة ,والشفاف لا يحصل الستر به كما هو ظاهر.

وقال بعض العلماء :إن صلاة المسبل تصح ,ولكن مع إصراره على ذلك يكون فاسقا ,وإمامته

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ مرد حضرات کو بطورِ خاص نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچنا چاہئے، کیونکہ اس سے نماز کی قبولیت متاثر ہوتی ہے، اور کراہت لازم آتی ہے، خاص کر جبکہ کبر وعجب کی نیت سے ایسا کیا جائے۔

نماز میں سدل کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاةِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۷۸، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی كراهية السدل فی الصلاة) [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لا تصح عند بعض العلماء ,ولكن إذا وجدته يصلى فادخل معهم ,والإثم عليه ,وأنت صلاتک صحيحة؛ لأن من صحت صلاته صحت إمامته(مجموع فتاویٰ ورسائل للعثيمين، ج۱۵ ص ۱۴۱، ۱۴۲، باب صلاة الجماعة، احكام الامامة)

ثم إسبال الثوب خارج الصلاة إن كان لأجل الاختيال يكره -أيضا-، وإن لم يكن للاختيال لا يكره، وكرهه البعض "مطلقا فی الصلاة وغيرها للاختيال وغيرها(شرح ابی داؤد للعينی، ج۳ص ۱۷۰، كتاب الصلاة، باب الاسبال فی الصلاة)

(إن الله تعالى لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره) أی مرخيه إلى أسفل كعبيه أی لا يثيب رجلا على صلاة أرخى فيها إزاره اختيالا وعجبا (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۱۸۲۷)

إذا توضأ المسلم وضوءاً صحيحاً سليماً وكذلک صلى صلاة كاملة فلا يجوز أن يقال :إن وضوءه باطل وصلاته باطلة، إنما تبطل فيما إذا أبطلها، والوضوء لا يبطله إلا الحدث والناقض، والصلاة لا يبطلها إلا ما يبطلها من النواقض والمبطلات.

فقد ورد فی المسبل فی سنن أبی داود ، ولكن الحديث فی إسناده مقال، وإن ذكره النووی فی رياض الصالحين، وفی الحديث أنه قال له :(ارجع فأعد وضوءک مرتين، ثم قال :إنه مسبل، وإن الله لا يقبل صلاة مسبل) وهذا الحديث الذی فی السنن فيه رجل ضعيف، وإن كان يروى حديثه للاعتبار، وبكل حال فالحديث لا يقبل بكل حال، وإذا صح فإنما هو زجر عن الإسبال (شرح أخصر المختصرات لابن جبرين، ج۶۴، ص ۶۲، حكم صلاة المسبل و وضوئه)

قلت :جر الإزار وإسبال الثوب فی الصلاة؟قال :إذا لم يرد به الخيلاء فلا بأس به .قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من جر ثوبه من الخيلاء .قال إسحاق :كما قال(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، ج۹ص ۴۶۹۱، رقم المسئلة ۳۳۴۹، مسائل شتى)

[۱] قال الترمذی:وفی الباب عن أبی جحيفة، :حديث أبی هريرة لا نعرفه من حديث عطاء ، عن أبی هريرة مرفوعا إلا من حديث عسل بن سفيان.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل کرنے سے منع فرمایا(ترمذی)

''سدل'' کسے کہا جاتا ہے، اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک ''سدل'' اسے کہا جاتا ہے کہ کپڑے کو معتاد طریقہ پر پہنے بغیر لٹکا دینا۔

حنفیہ کے نزدیک نماز میں اس طرح سدل کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ کبر وعجب کی نیت سے ہو، یا اس کے بغیر ہو۔ [1]

---

[1] واختلفوا فی تفسير السدل .فقال الحنفية :هو إرسال الثوب بلا لبس معتاد، وفسره الكرخی بأن يجعل ثوبه على رأسه أو على كتفيه، ويرسل أطرافه من جانبه إذا لم يكن عليه سراويل، فكراهته لاحتمال كشف العورة، والكراهة تحريمية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص۱۰۲، مادة ''صلاة'')

(أو يسدل ثوبه) لنهيه -عليه الصلاة والسلام -عن السدل وهو أن يجعله على رأسه، ثم يرسل أطرافه من جوانبه لأنه من صنيع أهل الكتاب (الاختيار لتعليل المختار، ج ا ص ۶۱، كتاب الصلاة، باب مايكره للمصلی)

ويكره السدل فی الصلاة لنهی النبی عليه السلام عن ذلك.

قال فی الأصل وتفسيره :أن يضع ثوبه على كتفيه ويرسل طرفيه، وفی القدوری يقول فی تفسيره أن يجعل ثوبه على رأسه وكتفيه ثم يرسل أطرافه من جوانبه (المحيط البرهانی، ج ا ص۳۷۶، ۳۷۷، كتاب الصلاة، الفصل السادس)

ويكره السدل فی الصلاة، واختلف فی تفسيره ذكر الكرخی أن سدل الثوب هو أن يجعل ثوبه على رأسه أو على كتفيه ويرسل أطرافه من جوانبه إذا لم يكن عليه سراويل.

وروى عن الأسود وإبراهيم النخعی أنهما قالا :السدل يكره سواء كان عليه قميص أو لم يكن وروى المعلى عن أبی يوسف عن أبی حنيفة أنه يكره السدل على القميص وعلى الإزار وقال :لأنه صنيع أهل الكتاب، فإن كان السدل بدون السراويل فكراهته لاحتمال كشف العورة عند الركوع والسجود وإن كان مع الإزار فكراهته لأجل التشبه بأهل الكتاب (بدائع الصنائع، ج ا ص۲۱۸، ۲۱۹، كتاب الصلاة، فصل بيان ما يستحب فی الصلاة وما يكره)

(قوله وسدله) لنهيه -عليه السلام -عنه كما أخرجه أبو داود والحاكم وصححه يقال سدل الثوب سدلا من باب طلب إذا أرسله من غير أن يضم جانبه وقيل هو أن يلقيه على رأسه ويرخيه على منكبيه وأسدل خطأ كذا فی المغرب وذكر فی البدائع أن الكرخی فسره بأن يجعل ثوبه على رأسه أو على كتفيه ويرسل أطرافه من جوانبه إذا لم يكن عليه سراويل وعن أبی حنيفة أنه يكره السدل على القميص وعلى الإزار وقال لأنه صنيع أهل الكتاب فإن كان السدل بدون السراويل فكراهته لاحتمال كشف العورة عند الركوع وإن كان مع الإزار فكراهته لأجل التشبه بأهل الكتاب فهو مكروه مطلقا سواء كان للخيلاء أو لغيره للنهی من غير فصل اهـ (البحرالرائق، ج۲ص۲۶، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بشرطیکہ کسی معقول عذر کے بغیر ہو۔

اور نماز کے علاوہ دوسری حالت میں سدل کرنا اکثر مشائخِ حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی نہیں، بلکہ جائز یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہونا راجح ہے، جبکہ کبر وعُجب کی نیت کے بغیر ہو۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(قوله أى إرساله بلا لبس معتاد) قال فى شرح المنية :السدل هو الإرسال من غير لبس، ضرورة أن إرسال ذيل القميص ونحوه لا يسمى سدلا اهـ ودخل فى قوله ونحوه عذبة العمامة .وقال فى البحر :وفسره الكرخى بأن يجعل ثوبه على رأسه أو على كتفيه ويرسل أطرافه من جانبه إذا لم يكن عليه سراويل اهـ فكراهته لاحتمال كشف العورة، وإن كان مع السراويل فكراهته لـلتشبه بأهل الكتاب، فهو مكروه مطلقا .وسواء كان للخيلاء أو غيره .اهـ (ردالمحتار، ج ا ص ۶۳۹، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها)

ل وصرح العلامة الحلبى بأن محل كراهة السدل عند عدم العذر وأما عند العذر فلا كراهة وأنه إن كان لـلتكبير فهو مكروه مطلقا واختلف المشايخ فى كراهة السدل خارج الصلاة كما فى الدراية وصحح فى القنية من باب الكراهية أنه لا يكره (البحرالرائق، ج۲ص ۲۶، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

(قوله وصحح فى القنية أنه لا يكره) قال فى النهر أى تحريما وإلا فمقتضى ما مر أنه يكره تنزيها . اهـ

وما مر هو قوله لأنه صنيع أهل الكتاب قال الشيخ إسماعيل وفيه بحث لأن الظاهر من كلامهم أن تخصيص أهل الكتاب بفعله معتبر فيه كونه فى الصلاة فلا يظهر التشبه وكراهته خارجها فليتأمل(منحة الخالق على البحرالرائق، ج۲ص ۲۶، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

واختلف فى السدل فى غير الصلاة فقيل :يكره بدون القميص، ولا يكره على القميص وفوق الإزار وقيل :يكره كما فى الصلاة والصحيح قول أبى جعفر -رحمه الله تعالى -أنه لا يكره، كذا فى القنية(الفتاوى الهندية، ج۵،ص ۳۳۳،كتاب الكراهية،الباب التاسع)

واختلفوا فى كراهة السدل خارج الصلاة، والعامة على كراهته فى الصلاة(البناية شرح الهداية، ج۲ص ۴۴۶، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها)

ولا كراهة فى السدل خارج الصلاة على الصحيح(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح،ص۱۲۸، كتاب الصلاة، فصل فى المكروهات)

ولا يكره السدل خارج الصلاة فى قول أبى جعفر وهو الصحيح كما فى البغية(حاشية الشرنبلالى على دررالحكام شرح غرر الاحكام، ج ا ص ۱۰۶، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)

واختلف فى كراهة السدل خارجها والأصح أنه لا يكره كما فى كراهة (القنية) أى :تحريمًا وإلا فمقتضى ما مر أنه يكره تنزيهًا قال الحلبى :هذا كله مع عدم العذر ولا كراهة مع العذر(النهرالفائق، ج ا ص ۲۸۲، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)

اور شافعیہ کے نزدیک سدل کپڑے کے اس طرح چھوڑنے یا لٹکانے کو کہا جاتا ہے کہ وہ زمین تک پہنچ جائے۔

اس اعتبار سے شافعیہ کے نزدیک سدل کا حکم اسبال کی طرح ہے، جس کی تفصیل اپنے مقام پر آتی ہے۔ [1]

---

[1] وقال الشافعية :السدل :هو أن يرسل الثوب حتى يصيب الأرض، وهو قول ابن عقيل من الحنابلة.

وقال الحنابلة :السدل :هو أن يطرح ثوبا على كتفيه، ولا يرد أحد طرفيه على الكتف الأخرى.

وقيل :وضع الرداء على رأسه وإرساله من ورائه على ظهره.

كما يكره اشتمال الصماء لما روى أبو سعيد الخدرى -رضى الله تعالى عنه " -أن رسول الله صلى الله عليه وسلم :نهى عن اشتمال الصماء ، وأن يحتبى الرجل فى ثوب واحد ليس على فرجه منه شىء .

وصرح المالكية بأن محل الكراهة إن كان معها ستر كإزار تحتها وإلا منعت لحصول كشف العورة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص۱۰۲، ۱۰۳، مادة " صلاة ")

يقال سدل بالفتح يسدل ويسدل بضم الدال وكسرها قال أهل اللغة هو أن يرسل الثوب حتى يصيب الأرض وكلام المصنف محمول على هذا والشملة كاء يشتمل به وقيل إنما تكون شملة إذا كان لها هدب قال ابن دريد هى كساء يؤتزر به وقوله ذيلها بتشديد الياء معناه أرخى ذيلها وهو طرفها الذى فيه الأهداب وقوله خرجوا من فهورهم بضم الفاء واحدها فهر بضم الفاء وإسكان الهاء قال الهروى فى الغريبين فهرهم موضع مدراسهم وهى كلمة نبطية عربت وقال الجوهرى أصله بهر وهى عبرانية عربت وقال صاحب المحكم فهرهم موضع مدراسهم الذى يجتمعون إليه فى عيدهم قال وقيل هو يوم يأكلون فيه ويشربون قال والنصارى يقولون فخر يعنى بضم الفاء وبالخاء المعجمة وقوله ليس من الله فى حلال ولا حرام قيل معناه لا يؤمن بحلال الله تعالى وحرامه وقيل معناه ليس من الله فى شىء أى ليس من دين الله فى شىء ومعناه قد برىء من الله تعالى وفارق دينه وهذا الكلام المذكور فى الكتاب عن ابن مسعود ذكره البغوى فى شرح السنة بغير اسناد عن ابن مسعود قال وبعضهم يرويه عن ابن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم

*أما حكم المسألة فمذهبنا أن السدل فى الصلاة وفى غيرها سواء فإن سدل للخيلاء فهو حرام وإن كان لغير الخيلاء فمكروه وليس بحرام قال البيهقى قال الشافعى فى البويطى لا يجوز السدل فى الصلاة ولا فى غيرها للخيلاء فأما السدل لغير الخيلاء فى الصلاة فهو خفيف لقوله صلى الله عليه وسلم لأبى بكر رضى الله عنه وقال له إن إزارى يسقط من أحد شقى فقال له "لست منهم "هذا نصه فى البويطى وكذا رأيته أنا فى البويطى وحديث أبى بكر رضى الله عنه هذا رواه البخارى قال البيهقى وروينا عن أبى هريرة أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن السدل فى الصلاة وفى حديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک ''سدل'' کی حقیقت ''اسبال'' سے مختلف ہے، اور بعض اہلِ علم حضرات نے جو حنفیہ کے نزدیک ''سدل'' اور ''اسبال'' کو ایک چیز قرار دے کر ان دونوں پر ایک حکم لگایا ہے، وہ راجح نہیں ہے، پھر حنفیہ کے نزدیک ''سدل'' سے ''اسبال'' مراد لینے کا تقاضا یہ ہے کہ ''اسبال'' کی کراہت نماز کے ساتھ مخصوص ہو، اور نماز کے علاوہ دوسری حالت میں کراہت نہ ہو، یا کراہتِ تنزیہی ہو۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

آخر "لا يقبل الله صلاة رجل مسبل إزاره "قال وحديث أبى بكر دليل على خفة الأمر فيه إذا كان لغير الخيلاء قال الخطابى رخص بعض العلماء فى السدل فى الصلاة روى ذلک عن عطاء ومكحول والزهرى والحسن وابن سيرين ومالک قال ويشبه أن يكونوا فرقوا بين إجازته فى الصلاة دون غيرها لأن المصلى لا يمشى فى الثوب وغيره يمشى عليه ويسبله وذلک من الخيلاء المنهى عنه وكان الثورى يكره السدل فى الصلاة وكرهه الشافعى فى الصلاة وغيرها وقال ابن المنذر ممن كره السدل فى الصلاة ابن مسعود ومجاهد وعطاء والنخعى والثورى ورخص فيه ابن عمر وجابر ومكحول والحسن وابن سيرين والزهرى وعبد الله ابن الحسن قال وروينا عن النخعى أيضا أنه رخص فى سدل القميص وكرهه فى الإزار وقال ابن المنذر لا أعلم فى النهى عن السدل خبرا يثبت فلا نهى عنه بغير حجة (قلت) احتج أصحابنا فيه بحديث أبى هريرة قال "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السدل فى الصلاة "رواه أبو داود والترمذى وغيرهما قال الترمذى لا نعرفه مرفوعا إلا من طريق عسل بن سفين وقد ضعفه احمد ابن حنبل ويحيى بن معين والبخارى وأبو حاتم وابن عدى والذى نعتمده فى الاستدلال على النهى عن السدل فى الصلاة وغيرها عموم الأحاديث الصحيحة فى النهى عن إسبال الإزار وجره (المجموع شرح المهذب، ج۳ص ۱۷۶ الیٰ ۱۷۸، كتاب الصلاة، باب ستر العورة)

(فصل نمبر ۳)

خواتین کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم

احادیث میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت کا جو حکم آیا ہے، وہ مرد حضرات کے ساتھ خاص ہے، اور خواتین کے لئے یہ ممانعت نہیں، بلکہ ان کو اپنا لباس ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی اجازت اور اس کا حکم ہے جس کی بعض احادیث میں تصریح آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ: يُرْخِيْنَ شِبْرًا، فَقَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: فَيُرْخِيْنَهُ ذِرَاعًا، لا يَزِدْنَ عَلَيْهِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو (ٹخنوں سے نیچے کر کے) کبروعُجب کی وجہ سے گھسیٹا، تو قیامت کے دن اللہ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔

اس پر حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ عورتیں اپنی (قمیص وغیرہ کے) دامن کو کس طریقہ سے کریں گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک بالشت لٹکا لیں گی، حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو (چلتے وقت ہوا وغیرہ کی وجہ سے) ان کے قدم کھل جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک ذراع (یعنی دو بالشت) لٹکا لیں گی، اس سے زیادہ

---

[1] رقم الحدیث ۱۷۳۱، ابواب اللباس، باب ما جاء فی جر ذیول النساء.
قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

نہیں لٹکائیں گی (ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِأُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِي الذَّیْلِ شِبْرًا، ثُمَّ اسْتَزَدْنَہٗ، فَزَادَھُنَّ شِبْرًا، فَکُنَّ یُرْسِلْنَ إِلَیْنَا فَنَذْرَعُ لَھُنَّ ذِرَاعًا (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہاتُ المومنین کو دامن (و کپڑا) لٹکانے میں ایک بالشت کی اجازت دی، پھر انہوں نے مزید اجازت چاہی، تو ایک بالشت کی اور اجازت دے دی، تو وہ ہماری طرف (ناپ کے لئے) کپڑا بھیجتی تھیں، تو ہم ان کو ایک ذراع (یا دو بالشت) ناپ کر بھیج دیا کرتے تھے (ابوداود)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: فَکَیْفَ بِالنِّسَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: تُرْخِیْنَ شِبْرًا، قُلْتُ: إِذَنْ یَنْکَشِفَ عَنْھُنَّ؟ قَالَ: فَذِرَاعٌ لَا یَزِدْنَ عَلَیْہِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۵۱۱) [2]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! عورتیں (کپڑا لٹکانے میں عمل) کس طرح سے کریں گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکالیں گی، میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو ان کے پاؤں کھلے رہ جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک ذراع (یعنی دو بالشت) لٹکالیں گی، اس سے زیادہ نہیں لٹکائیں گی (مسند احمد)

---

[1] رقم الحدیث ۴۱۱۹، کتاب اللباس، باب فی قدر الذیل.
قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ (حاشیۃ سنن ابی داود)

[2] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، وھذا إسناد اختُلف فیہ علی نافع (حاشیۃ مسند احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنن ابی داود اور ابنِ ماجہ میں بھی مروی ہے۔ [1]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت وکراہت خواتین کے لئے نہیں ہے، بلکہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا شرعاً مطلوب ہے۔

جس کی مقدار ایک بالشت یا زیادہ سے زیادہ دو بالشت ہے، اور ایک ذراع بھی دو بالشت کا ہوتا ہے، اس لئے بعض روایات میں دو بالشت کے بجائے ایک ذراع کا ذکر آیا ہے۔ [2]

---

[1] عن صفية بنت أبى عبيد أنها أخبرته أن أم سلمة زوج النبى -صلى الله عليه وسلم -، قالت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم حين ذكر الإزار: فالمرأة يا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، قال" :ترخى شبرا "قالت أم سلمة :إذا ينكشف عنها، قال: "فذراعا، لا تزيد عليه"(سنن أبى داود، رقم الحديث ۴۱۱۷)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحح، وهذا إسناد حسن (حاشية سنن ابى داود)

عن سليمان بن يسار، عن أم سلمة قالت :سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم :كم تجر المرأة من ذيلها؟ قال :شبرا .قلت :إذا ينكشف عنها قال :ذراع لا تزيد عليه(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۵۸۰، باب ذيل المرأة كم يكون)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على اختلاف فى إسناده على نافع (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[2] (وعن أم سلمة، قالت) : أى أم سلمة (لرسول الله -صلى الله عليه وسلم -حين ذكر الإزار) :أى ذم إسباله (فالمرأة) : عطف على الكلام المقدر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم -ولعل المقدر قوله " :إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه :"أى فما تصنع المرأة؟ ، أو فالمرأة ما حكمها؟ (يا رسول الله !فقال :ترخى) : بضم أوله أى ترسل المرأة من ثوبها (شبرا) : أى من نصف الساقين، وقيل من الكعبين (فقالت :إذا) : بالتنوين (تنكشف) : بالرفع فى أكثر النسخ .وفى نسخه السيد: بالنصب أى تظهر القدم (عنها) : أى عن المرأة إذا مشت (قال :فذراعا) : أى فترخى ذراعا، والمعنى ترخى قدر شبر أو ذراع بحيث يصل ذلك المقدار إلى الأرض ;لتكون أقدامهن مستورة، ثم بالغ فى النهى عن الزيادة بقوله :(لا تزيد) : أى المرأة (عليه) : أى على قدر الذراع. قال الطيبى :المراد به الذراع الشرعى إذ هو أقصر من العرفى (رواه مالك، وأبو داود، والنسائى، وابن ماجه)(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۷ص ۲۷۷۴، كتاب اللباس)

(ذيل المرأة شبر) أى ينبغى أن تجره على الأرض شبرا زيادة فى الستر المطلوب لها وهذا قاله أولا ثم استزدته فزادهن شبرا آخر فصار ذراعا وقال :لا تزدن عليه وقال الزين العراقى :فالأولى لهن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے مرد کو اتنا لمبا لباس پہننا کہ جو اس کے قد سے زائد ہو، اس کو خواتین کے ساتھ تشبہ میں داخل مانا ہے، اور مرد حضرات کو خواتین کے ساتھ تشبہ (یعنی ان کے مخصوص طرزِ عمل کو اپنانا اور) اختیار کرنا حرام ہے۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الاقتصار على الشبر ولهن الزيادة إلى ذراع فقط (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۳۴۶)

شرع للنساء إسبال الإزار والثياب وكل ما يستر جميع أبدانهن. يدل على ذلک حديث أم سلمة أنها قالت حين ذكر الإزار فالمرأة يا رسول الله. قال: ترخيه شبرا. قالت أم سلمة: إذن ينكشف عنها. قال: فذراعا، لا تزد عليه، إذ به يحصل أمن الانكشاف.

والحاصل أن لها حالة استحباب، وهو قدر شبر، وحالة جواز، بقدر الذراع.

قال الإمام الزرقانی: ويؤخذ من ذلک أن للمرأة أن تسبل إزارها، أی تجره على الأرض ذراعا. والمراد ذراع اليد - وهو شبران - لما روى ابن ماجه عن ابن عمر، قال: رخص صلى الله عليه وسلم لأمهات المؤمنين شبرا، ثم استزدنه فزادهن شبرا. فدل على أن الذراع المأذون فيه شبران. وإنما جاز ذلک لأن المرأة كلها عورة إلا وجهها وكفيها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص ۳۲۲، مادة "اختيال")

[1] عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال (بخارى، رقم الحديث ۵۸۸۵)

عن أبى هريرة، قال ": لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم مخنثى الرجال، الذين يتشبهون بالنساء، والمترجلات من النساء، المتشبهين بالرجال (مسند احمد، رقم الحديث ۷۸۵۵)

قال شعيب الارنؤوط: صحيح (حاشية مسند احمد)

عن أبى هريرة، قال: لعن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - الرجل يلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل (سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ۴۰۹۸)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابى داوٗد)

وقد يتجه المنع فيه من جهة التشبه بالنساء وهو أمكن فيه من الأول وقد صحح الحاكم من حديث أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الرجل يلبس لبسة المرأة (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰، ص۲۶۳، كتاب اللباس، قوله باب من جر ثوبه من الخيلاء)

(باب نمبر ۲)

اسبالِ اِزار کی حرمت وکراہت پر علمی وتحقیقی کلام

مرد حضرات کو اسبالِ ازار یا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی حرمت وکراہت کے متعلق محدثین وفقہائے کرام کے درمیان تھوڑا سا اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، جس کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے عوام اور بعض اہلِ علم حضرات مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے موقف پر بے جا نکیر اور غلو وتشدد سے کام لیتے ہیں۔

آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے کہ:

اِتَّفَقُوْا عَلٰی تَحْرِیْمِ إِطَالَةِ الثَّوْبِ إِلٰی أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ اِخْتِیَالاً وَتَكَبُّرًا؛ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .

وَاتَّفَقُوْا عَلٰی إِبَاحَةِ إِطَالَةِ الثَّوْبِ إِلٰی أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ لِلْحَاجَةِ، كَمَا إِذَا كَانَ بِسَاقَیْهِ حُمُوْشَةٌ أَیْ دِقَّةٌ وَرِقَّةٌ ، فَلا یُكْرَهُ مَا لَمْ یَقْصِدِ التَّدْلِیْسَ.

وَاخْتَلَفُوْا فِیْ إِطَالَتِهَا إِلٰی أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنْ غَیْرِ كِبْرٍ وَلَا اِخْتِیَالٍ وَلاَ حَاجَةٍ: فَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلَى الْكَرَاهَةِ التَّنْزِیْهِیَّةِ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۴،ص ۱۷۰ ،مادة ''كبر'')

ترجمہ: اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لمبا کرنا کبر وعُجب کے طور پر حرام ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے کہ جس نے اپنے

کپڑے کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکایا، تو قیامت کے دن اللہ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔

اور اس بات پر بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ ضرورت کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا مباح اور جائز ہے، جیسا کہ کسی کی ٹانگوں میں پتلا پن ہو، تو مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ دھوکہ دینے کا قصد نہ ہو۔

اور اگر کِبر وعُجب نہ ہو، اور نہ ہی کوئی ضرورت ہو، تو اس وقت ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے (الموسوعۃ)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کبر وعُجب کی صورت میں تو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے اور کبر وعُجب کے بغیر کسی معقول عذر کی وجہ سے بقدرِ ضرورت جائز ہے اور معقول عذر اور کبر و عُجب کے بغیر لٹکانے کے متعلق اختلاف ہے، بہت سے حضرات مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔

آگے فقہائے کرام ومحدثینِ عظام کی اس سلسلہ میں عبارات ذکر کی جاتی ہیں، جن کے ذیل میں ضروری وضاحتیں بھی پیش کی جارہی ہیں۔

ان عبارات کو ملاحظہ کرنے سے کم از کم اتنی بات ضرور واضح ہوجاتی ہے کہ دونوں طرف فقہائے کرام واہلِ علم حضرات کا ایک بڑا طبقہ موجود ہے اور یہ مسئلہ مذکورہ پہلو کے اعتبار سے مجتہَد فیہ ہے، جس کے کسی ایک پہلو کو دلیل واطمینان کی بنیاد پر اختیار کرنا جائز ہے، لیکن جانبِ مخالف پر بے جا نکیر کرنے اور تشدد سے کام لینے سے طرفین کو اجتناب کرنا چاہئے۔

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ.

(فصل نمبر ۱)

کِبر وعُجب کی بناء پر اسبالِ ازار کی حرمت کا قول

بعض اہلِ علم حضرات کبر وعُجب کی بناء پر ازار ٹخنوں سے نیچے کرنے کی حرمت یا کراہتِ تحریمی کے اور کبر وعُجب کے بغیر کراہتِ تنزیہی یا اباحت کے قائل ہیں، ان کے چند حوالہ جات اور عبارات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا حوالہ

(۱)...... اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ: جَرُّ الْإِزَارِ وَإِسْبَالُ الثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: إِذَا لَمْ يُرِدْ بِهِ الْخُيَلَاءَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ. قَالَ إِسْحَاقُ: كَمَا قَالَ (مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، ج۹ص ۴۶۹۱، رقم المسئلة ۳۳۴۹، مسائل شتى)

ترجمہ: میں نے کہا کہ ازار کو گھسیٹنا اور کپڑے کو لٹکانا نماز میں کیسا ہے؟ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ جب اس سے کبر وعجب کا ارادہ نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے طور پر لٹکایا الخ، اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ان کا قول بھی امام احمد بن حنبل کی طرح ہے (مسائل امام احمد)

امام نووی کا حوالہ

(۲)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَمَا نَزَلَ عَنِ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ فَإِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ مَنْعُ تَحْرِيْمٍ وَإِلَّا فَمَنْعُ تَنْزِيْهٍ وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ الْمُطْلَقَةُ بِأَنَّ مَاتَحْتَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ فَالْمُرَادُ بِهَا مَا كَانَ لِلْخُيَلَاءِ لِأَنَّهُ مُطْلَقٌ فَوَجَبَ حَمْلُهُ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ (شرح النووی علی مسلم) [1]

ترجمہ: اور جو لباس ٹخنوں سے نیچے ہو وہ ممنوع ہے، پس اگر یہ (ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا) کبر وعُجب کے طور پر ہو، تو یہ ممنوع ہونا حرام ہے، اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی یہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا کبر وعُجب کے طور پر نہ ہو) تو یہ ممنوع تنزیہی ہے، اور رہی وہ احادیث کہ جن میں مطلقاً اس بات کا ذکر ہے کہ جو لباس ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں جلے گا، تو اس سے وہ صورت مراد ہے جو کہ کبر وعُجب کے طور پر ہو، اس لئے کہ یہ حکم مطلق ہے، پس ضروری ہوا کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے، واللہ اعلم (نووی)

(۳)......اور امام نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ فَمَعْنَاهُ الْمُرْخِيُ لَهُ الْجَارُّ طَرَفَهُ خُيَلَاءَ كَمَا جَاءَ مُفَسَّرًا فِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ يَّجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ وَالْخُيَلَاءُ الْكِبْرُ وَهٰذَا التَّقْيِيْدُ بِالْجَرِّ خُيَلَاءَ يُخَصِّصُ عُمُوْمَ الْمُسْبِلِ إِزَارَهُ وَيَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْوَعِيْدِ مَنْ جَرَّهُ خُيَلَاءَ وَقَدْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ لِأَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ لَسْتَ مِنْهُمْ إِذْ كَانَ جَرُّهُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ (شرح النووی علی مسلم) [2]

---

[1] ج ۱۴ ص ۶۳، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم جر الثوب خیلاء وبیان حد ما یجوز إرخاؤه إلیه وما یستحب.

[2] ج ۲، ص ۱۱۶، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار والمن بالعطیة.

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ''اپنے اِزار کو لٹکانے والا'' اس کے معنیٰ ہیں جو اپنے کپڑے کے کنارے کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکانے اور گھسیٹنے والا، جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تفصیل آئی ہے کہ اللہ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، جو اپنے کپڑے کو کِبر وعُجب کے طور پر گھسیٹے، اور ''خیلاء'' کِبر کو کہا جاتا ہے، اور یہ کِبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کی قید اپنے اِزار کو لٹکانے کے عموم کو خاص کرتی ہے، اور اس وعید کے کِبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کے مراد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رخصت دی، اور فرمایا کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں، کیونکہ حضرت ابو بکر کا کپڑا (ٹخنوں سے نیچے) سرکنا کِبر وعُجب کے طور پر نہیں تھا (نووی)

شرحُ الطیبی کا حوالہ

(۴)...... مشکاۃ کی شرح ''شرح الطیبی'' میں ہے کہ:

وَلَا يَجُوْزُ الْإِسْبَالُ تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ إِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ ، وَقَدْ نَصَّ الشَّافِعِيُّ عَلٰى أَنَّ التَّحْرِيْمَ مَخْصُوْصٌ بِالْخُيَلَاءِ ، لِدَلَالَةِ ظَوَاهِرِ الْأَحَادِيْثِ (شرح الطیبی، ج۹ص ۲۸۹۲، کتاب اللباس)

ترجمہ: اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا جائز نہیں، اگر کبر وعجب کے لئے ہو، اور امام شافعی نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ حرمت کا حکم کبر وعجب کے ساتھ مخصوص ہے، احادیث کی ظاہری دلالت کی وجہ سے (شرح الطیبی)

دلیلُ الفالحین کا حوالہ

(۵)...... ریاضُ الصالحین کی شرح دلیلُ الفالحین میں ہے کہ:

مِنْ (خُيَلَاءَ) فَفِيْهِ بَيَانُ أَنَّ قِوَامَ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ وَأَنَّهَا تَخْتَلِفُ

أَحْكَامُهَا بِحَسْبِ اِخْتِلَافِهَا، وَفِيْهِ أَنَّ الْوَعِيْدَ لِمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عُجْبًا أَوْ كِبْرًا، لَا لِمَنْ وَقَعَ لَهُ ذٰلِكَ لَا يَقْصُدُ ذٰلِكَ وَلَوْ لِقَصْدٍ آخَرَ لَا مَحْظُوْرَ فِيْهِ (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،لمحمد على بن محمد البكرى الصديقى الشافعى، ج۵،ص ۲۶۸ ،باب صفة طول القميص والكم والإزار)

ترجمہ: کبر کی وجہ سے، حدیث کے ان الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہوتا ہے، اور اعمال کے احکام نیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوا کرتے ہیں، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ وعید اس کے لئے ہے جو یہ عمل عجب اور کبر کے طور پر کرے، نہ تو اس کے لئے ہے کہ جس کا کپڑا بغیر قصد کے اتفاقاً لٹک جائے، اور نہ اس کے لئے ہے کہ جس کا (کبر وعجب کے علاوہ) اور کوئی مقصد ہو (مثلاً زخم وغیرہ کو مکھیوں سے محفوظ رکھنا) جس میں کوئی ممانعت نہیں پائی جاتی (دلیل)

(۶)......اور اسی مذکورہ کتاب میں ہے کہ:

(مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)أَيْ إِذَا لَمْ يَتُبْ مِنْ ذٰلِكَ أَمَّا جَرُّ مَا ذُكِرَ بِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ فَمَكْرُوْهٌ إِلَّا لِعُذْرٍ كَالصِّدِّيْقِ أَوْ لِضَرُوْرَةٍ كَذِى الْجَرَاحَةِ الْقَاصِدِ بِإِطَالَةِ ثَوْبِهٖ سَتْرَهَا مِنَ الذُّبَابِ لِيُسْلِمَ مِنْ أَذَاهَا (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،لمحمد على بن محمدالبكرى الصديقى الشافعى، ج۵،ص ۲۷۱ ،باب صفة طول القميص والكم والإزار)

ترجمہ: جس نے کوئی کپڑا کبر وعُجب کے طور پر لٹکایا، تو قیامت کے دن اس کی طرف اللہ دیکھے گا نہیں، یعنی اگر اس نے اس سے توبہ نہیں کی، بہر حال کبر وعُجب کے علاوہ (بلاوجہ) مذکورہ چیز لٹکانا مکروہ ہے، مگر عذر کی وجہ سے مکروہ نہیں، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کو عذر تھا، یا ضرورت کی وجہ سے ہو، تو بھی مکروہ نہیں، جیسا

کہ کسی کے زخم ہے، جو کپڑے کو اس پر لمبا کرتا ہے، تاکہ مکھیوں وغیرہ کی ایذا سے محفوظ رہے (تو وہ بھی مکروہ نہیں) (دلیل)

علامہ ابنِ تیمیہ کا حوالہ

(۷)...... علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

فَصُلٌ: وَيُكْرَهُ إِسُبَالُ الْقَمِيصِ وَنَحُوِهٖ كَإِسُبَالِ الرِّدَاءِ وَإِسُبَالِ السَّرَاوِيُلِ وَالْإِزَارِ وَنَحُوِهِمَا إِذَا كَانَ عَلٰى وَجُهِ الْخُيَلَاءِ وَأَطُلَقَ جَمَاعَةٌ مِّنُ أَصُحَابِنَا لَفُظَ الْكَرَاهَةِ وَصَرَّحَ غَيُرُ وَاحِدٍ مِّنُهُمُ بِاَنَّ ذٰلِكَ حَرَامٌ وَهٰذَا هُوَ الْمَذُهَبُ بِلَا تَرَدُّدٍ............فَأَمَّا اِنُ كَانَ عَلٰى غَيُرِ وَجُهِ الْخُيَلَاءِ بَلُ كَانَ عَلٰى عِلَّةٍ أَوُ حَاجَةٍ أَوُ لَمُ يَقُصِدِ الْخُيَلَاءَ وَالتَّزَيُّنَ بِطُوُلِ الثَّوُبِ وَلَا غَيُرِ ذٰلِكَ فَعَنُهُ أَنَّهٗ لَا بَأُسَ بِهٖ وَهُوَ اِخُتِيَارُ الْقَاضِي وَغَيُرِهٖ وَقَالَ فِيُ رِوَايَةِ حَنبَلٍ جَرُّ الْإِزَارِ وَإِرُسَالُ الرِّدَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا لَمُ يُرِدِ الْخُيَلَاءَ لَا بَأُسَ بِهٖ وَقَالَ مَا أَسُفَلَ مِنَ الْكَعُبَيُنِ فِي النَّارِ وَالسَّرَاوِيُلُ بِمَنُزِلَةِ الرِّدَاءِ لَا يَجُرُّ شَيُئًا مِنُ ثِيَابِهٖ.

وَمِنُ أَصُحَابِنَا مَنُ قَالَ لَا يَحُرُمُ إِذَا لَمُ يَقُصُدُ بِهِ الْخُيَلَاءَ لٰكِنُ يُكْرَهُ وَرُبَمَا يُسُتَدَلُّ بِمَفُهُوُمِ كَلَامِ أَحُمَدَ فِيُ رِوَايَةِ ابُنِ الْحَكَمِ فِيُ جَرِّ الْقَمِيُصِ وَالْإِزَارِ وَالرِّدَاءِ سَوَاءٌ إِذَا جَرَّهٗ لِمَوُضِعِ الْحُسُنِ لِيَتَزَيَّنَ بِهٖ فَهُوَ الْخُيَلَاءَ وَأَمَّا اِنُ كَانَ مِنُ قُبُحٍ فِى السَّاقَيُنِ كَمَا صَنَعَ اِبُنُ مَسُعُوُدٍ أَوُ عِلَّةٍ أَوُ شَيُءٍ لَمُ يَتَعَمَّدَهُ الرَّجُلُ فَلَيُسَ عَلَيُهِ مَنُ جَرَّ ثَوُبَهٗ خُيَلَاءَ فَنُفِيَ عَنُهُ الْجَرُّ خُيَلَاءَ فَقَطُ.

وَالْأَصُلُ فِيُ ذٰلِكَ قَوُلُهٗ تَعَالٰى: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخُتَالٍ فَخُوُرٍ،

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى :وَلَا تَمْشِ فِى الْأَرْضِ مَرَحًا ،وَقَالَ سُبْحَانَهُ: كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ.

فَذَمَّ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَلْخُيَلَاءَ وَالْمَرَحَ وَالْبَطَرَ وَإِسْبَالُ الثَّوْبِ تَزَيُّنًا مُوْجِبٌ لِهٰذِهِ الْأُمُوْرِ وَصَادِرٌ عَنْهَا...... وَهٰذِهِ مَنْصُوْصٌ صَرِيْحَةٌ فِىْ تَحْرِيْمِ الْإِسْبَالِ عَلٰى وَجْهِ الْمَخِيْلَةِ وَالْمُطْلَقُ مِنْهَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَإِنَّمَا أَطْلَقَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْغَالِبَ أَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا يَكُوْنُ مَخِيْلَةً.

وَمَنْ كَرِهَ الْإِسْبَالَ مُطْلَقًا اِحْتَجَّ بِعُمُوْمِ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ وَالْأَمْرِ بِالتَّشْمِيْرِ......وَلِأَنَّ الْإِسْبَالَ مَظَنَّةُ الْخُيَلَاءِ فَكُرِهَ كَمَا يُكْرَهُ مَظَانُّ سَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ.

وَمَنْ لَّمْ يَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا اِحْتَجَّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِىْ بَكْرٍ:إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ ،وَعَنْ أَبِىْ وَائِلٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَأٰى رَجُلًا قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فَقَالَ لَهُ:اِرْفَعْ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَأَنْتَ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَارْفَعْ إِزَارَكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنِّىْ لَسْتُ مِثْلَكَ أَنَّ لِسَاقِىْ حُمُوْشَةً وَأَنَا أَؤُمُّ النَّاسَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَأَقْبَلَ عَلَى الرَّجُلِ ضَرْبًا بِالدُّرَةِ وَقَالَ أَتَرُدُّ عَلٰى اِبْنِ مَسْعُوْدٍ أَتَرُدُّ عَلٰى اِبْنِ مَسْعُوْدٍ وَلِأَنَّ الْأَحَادِيْثَ أَكْثَرَهَا مُقَيَّدَةٌ بِالْخُيَلَاءِ فَيُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَيْهِ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ بَاقٍ عَلَى الْإِبَاحَةِ وَأَحَادِيْثُ النَّهْيِ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْغَالِبِ وَالْمَظَنَّةِ وَإِنَّمَا كَلَامُنَا فِيْمَنْ يَتَّفِقُ عَنْهُ عَدَمُ ذٰلِكَ (شرح عمدة الفقه، لابنِ تيمية،ج ا ،ص ۳۶۱، الیٰ۳۶۶،ملحضاً كتاب الصلاة،الشرط الثالث :ستر العورة)

ترجمہ: فصل: اور قمیص وغیرہ کو(ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا، اور اسی طرح چادر کو لٹکانا

اور پاجامہ اور تہبند وغیرہ کو لٹکانا، جب کہ کِبر وعُجب کے طور پر ہو، مکروہ ہے، اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے لفظِ کراہت کو مطلق بیان کیا ہے، لیکن ان میں سے کئی حضرات نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حرام ہے، اور بلاتردد مذہب بھی یہی (مذکورہ صورت میں حرام ہونے کا) ہے...... اور اگر کِبر وعُجب کے بغیر کسی عذر یا ضرورت کی وجہ سے ہو یا اس کا کپڑے کو لٹکانے سے کِبر وعُجب اور زینت حاصل کرنا مقصود نہ ہو، اور نہ ہی اور کچھ مقصود ہو (بلکہ ویسے ہی خالی الذہن ہو کر ہو) تو امام احمد سے یہ مروی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قاضی وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اور حنبل کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ازار اور چادر کو لٹکانا نماز میں جبکہ کِبر وعُجب کا ارادہ نہ ہو، اس میں حرج نہیں، اور فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو حصہ ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا، اور پاجامہ چادر کا حکم رکھتا ہے، جس میں سے کسی کو بھی لٹکانا جائز نہیں، اور ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ جب کِبر وعُجب کا ارادہ نہ ہو، تو حرام نہیں، البتہ مکروہ ہے، اور بسا اوقات امام احمد کے کلام کے مفہوم سے بھی اس پر استدلال کیا جاتا ہے، جو ابنِ حکم کی روایت میں ہے، قمیص اور ازار اور چادر کو لٹکانا برابر ہے، جب اس کو حسن (وخوبصورتی) کے مواضع ومواقع پر لٹکائے، تاکہ اس کی زیبائش کی نمائش ہو، تو یہ کِبر وعُجب سے تعلق رکھے گا، اور اگر پنڈلیوں کے نقص وعیب کو چھپانے کے لئے ہو (جبکہ واقعتاً کوئی معقول نقص و عیب ہو) جیسا کہ ابنِ مسعود نے عمل کیا، یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہو، یا کسی ایسی وجہ سے ہو، جس میں آدمی کا ارادہ وقصد نہیں، تو اس پر کِبر کی وجہ سے کپڑا لٹکانے کا وبال نہیں ہوگا، اس سے صرف کِبر وعُجب کی وجہ سے کپڑا لٹکانے کی نفی ہو جائے گی، اور اس سلسلہ میں اصل اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ بے شک اللہ نہیں پسند کرتا کسی عُجب اختیار کرنے والے، فخر کرنے والے کو، اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ تم زمین

میں اکڑ کر مت چلو، اور اللہ سبحانہ کا یہ قول ہے کہ جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلانے کے لئے نکلے۔

پس (مذکورہ آیات میں) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کِبر وعُجب اور گھمنڈ و اِتراہٹ کی برائی بیان فرمائی ہے، اور زینت وخوبصورتی حاصل کرنے کے لئے کپڑے کو لٹکانا ان (کبر وعُجب، اتراہٹ اور گھمنڈ وغیرہ جیسی) وجوہات ہی کی بناء پر ہوتا ہے، اور ان چیزوں کی وجہ سے ہی صادر ہوتا ہے (چند احادیث نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں کہ) اور یہ احادیث اس بارے میں صریح ہیں کہ کِبر وعُجب کے طور پر کپڑا لٹکانا حرام ہے، اور ان احادیث میں سے مطلق احادیث ،مقید پر محمول ہیں، اور بعض احادیث میں مطلق حکم اس لئے آیا ہے کہ اکثر وبیشتر یہ عمل کِبر وعُجب کی بناء پر ہوتا ہے، اور جس نے مطلق لٹکانے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس نے اس سلسلہ میں ممانعت کے عموم اور کپڑا اوپر کرنے کے حکم سے استدلال کیا ہے......(چند احادیث مطلق حکم کے متعلق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ)

......ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں کِبر وعُجب کا مظنہ پایا جاتا ہے، پس یہ اسی طرح مکروہ ہوگا، جس طرح سے تمام محرّمات کے مظنات مکروہ ہوا کرتے ہیں۔

اور جس نے اس (بغیر کبر وعُجب کی صورت) میں کوئی حرج نہیں سمجھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر کے لئے اس قول سے دلیل پکڑی ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو کِبر وعُجب کے طور پر یہ عمل کرتے ہیں، اور حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ ابنِ مسعود نے ایک آدمی کو دیکھا، جس نے اپنی ازار کو لٹکا رکھا تھا، تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ اپنی ازار کو اوپر کرلیجئے، اس آدمی نے حضرت ابنِ مسعود سے کہا کہ آپ بھی کرلیجئے، تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے

فرمایا کہ میں تیری طرح نہیں ہوں، میری پنڈلیوں میں پتلا پن ہے، اور میں لوگوں کا امام ہوں، یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو وہ اس آدمی پر درّہ لے کر مارنے کے لئے آئے، اور فرمایا کہ کیا تو ابنِ مسعود پر اعتراض کرتا ہے؟ کیا تو ابنِ مسعود پر اعتراض کرتا ہے؟ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر احادیث کِبر و عُجب کے ساتھ مقید ہیں، لہٰذا مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، اور اس کے علاوہ کا حکم اباحت پر باقی رہے گا، اور ممانعت کی احادیث غالب اور مظنہ پر مبنی ہیں، اور ہمارا کلام ان لوگوں کے بارے میں ہے، جن سے یہ عمل اس (کبر و عُجب یا اس کے مظنہ) کے بغیر اتفاقاً صادر ہو (شرح عمدۃ الفقہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر اسبالِ ازار کبر و عجب کے طور پر ہو، یا موضعِ حسن میں تزین حاصل کرنے کے لئے ہو (جو کہ کبر و عجب کی علامت ہے) تو حرام ہوگا، اور اگر اس کے بغیر اتفاقاً صادر ہو، تو حرام نہ ہوگا، لیکن چونکہ اس میں دیکھنے والے کی طرف سے تہمت لازم آنے کا امکان ہے، اس لئے یہ موضعِ تہمت ہے، نیز اس میں غالب گمان یہی ہے کہ یہ کبر و عجب پر مبنی ہو، اور کبر و عجب ایک امرِ مخفی ہے، اور اس کو منضبط کرنا مشکل ہے، اور ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے میں عجب و کبر کے مادہ کا قلع قمع پایا جاتا ہے، اس لئے بہرحال عام حالات میں کبر و عُجب کے بغیر بھی اسبالِ ازار سے بچنا چاہئے۔ [1]

فتحُ الباری شرح بخاری کا حوالہ

(۸)...... علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ:

---

[1] من يصلى عند القبر اتفاقا من غير أن يقصده فلا يجوز أيضا كما لا يجوز السجود بين يدى صنم والنار وغير ذلك مما يعبد من دون الله لما فيه من التشبه بعباد الأوثان وفتح باب الصلاة عندها واتهام من يراه أنه قصد الصلاة عندها ولأن ذلك مظنة تلك المفسدة فعلق الحكم بها لأن الحكمة قد لا تنضبط ولأن فى ذلك حسما لهذه المادة وتحقيق الاخلاص والتوحيد وزجرا للنفوس أن يتعرض لها بعبادة وتقبيحا لحال من يفعل ذلك(شرح عمدة الفقه لابنِ تيمية، ص ۴۵۰، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، الشرط الرابع)

وَفِیْ هٰـذِهِ الْأَحَـادِیْثِ أَنَّ إِسْبَالَ الْإِزَارِ لِلْخُیَلَاءِ كَبِیْرَةٌ وَأَمَّا الْإِسْبَالُ لِغَیْرِ الْخُیَلَاءِ فَظَاهِرُ الْأَحَادِیْثِ تَحْرِیْمُهٗ أَیْضًا لٰكِنِ اسْتُدِلَّ بِالتَّقْیِیْدِ فِیْ هٰـذِهِ الْأَحَادِیْثِ بِالْخُیَلَاءِ عَلٰى أَنَّ الْإِطْلَاقَ فِی الزَّجْرِ الْوَارِدِ فِیْ ذَمِّ الْإِسْبَـالِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمُقَیَّدِ هُنَا فَـلَا یَحْرُمُ الْجَرُّ وَالْإِسْبَالُ إِذَا سَـلِـمَ مِنَ الْخُیَلَاءِ قَالَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مَفْهُوْمُهٗ أَنَّ الْجَرَّ لِغَیْرِ الْخُیَلَاءِ لَا یَلْـحَـقُـهٗ الْوَعِیْدُ إِلَّا أَنَّ جَرَّ الْقَمِیْصِ وَغَیْرِهٖ مِنَ الثِّیَابِ مَذْمُوْمٌ عَلٰى كُـلِّ حَـالٍ وَقَـالَ الـنَّوَوِیُّ اَلْإِسْبَالُ تَحْتَ الْكَعْبَیْنِ لِلْخُیَلَاءِ فَإِنْ كَانَ لِـغَیْـرِهَـا فَهُـوَ مَـكْـرُوْهٌ وَهٰكَذَا نَصَّ الشَّافِعِیُّ عَلَى الْفَرْقِ بَیْنَ الْجَرِّ لِلْخُیَلَاءِ وَلِغَیْرِ الْخُیَلَاءِ قَالَ وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ یَّكُوْنَ الْإِزَارُ إِلٰى نِصْفِ السَّـاقِ وَالْـجَـائِـزُ بِلَا كَـرَاهَةٍ مَـا تَـحْتَـهٗ إِلَـى الْكَعْبَیْنِ وَمَا نَزَلَ عَنِ الْـكَـعْبَیْـنِ مَمْنُوْعٌ مَنْعُ تَحْرِیْمٍ إِنْ كَانَ لِلْخُیَلَاءِ وَإِلَّا فَمَنْعُ تَنْزِیْهٍ لِأَنَّ الْأَحَـادِیْـثَ الْـوَارِدَةَ فِی الزَّجْرِ عَنِ الْإِسْبَالِ مُطْلَقَةٌ فَیَجِبُ تَقْیِیْدُهَا بِـالْإِسْبَالِ لِلْخُیَلَاءِ اِنْتَهٰى، وَالنَّصُّ الَّذِیْ أَشَارَ إِلَیْهِ ذَكَرَهٗ الْبُوَیْطِیُّ فِیْ مُـخْتَـصَـرِهٖ عَـنِ الشَّـافِعِیِّ قَالَ لَا یَجُوْزُ السَّدْلُ فِی الصَّلَاةِ وَلَا فِیْ غَیْـرِهَـا لِـلْـخُیَلَاءِ وَلِغَیْرِهَا خَفِیْفٌ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِیْ بَـكْـرٍ اهـ ،وَقَوْلُهٗ خَفِیْفٌ لَیْسَ صَرِیْحًا فِیْ نَفْیِ التَّحْرِیْمِ بَلْ هُوَ مَـحْـمُـوْلٌ عَـلٰى أَنَّ ذٰلِكَ بِالنِّسْبَةِ لِلْجَرِّ خُیَلَاءَ، فَأَمَّا لِغَیْرِ الْخُیَلَاءِ فَیَـخْتَلِفُ الْحَالُ فَإِنْ كَانَ الثَّوْبُ عَلٰى قَدْرِ لَابِسِهٖ لٰـكِنَّهٗ یَسْدُلُهٗ فَهٰذَا لَا یَـظْـهَـرُ فِیْـهِ تَـحْـرِیْمٌ وَلَا سِیَّمَا إِنْ كَانَ عَنْ غَیْرِ قَصْدٍ كَالَّذِیْ وَقَعَ لِأَبِـیْ بَـكْـرٍ وَإِنْ كَـانَ الثَّـوْبُ زَائِـدًا عَلٰى قَدْرِ لَابِسِهٖ فَهٰذَا قَدْ یَتَّجِهُ الْـمَـنْـعُ فِیْهِ مِنْ جِهَةِ الْإِسْرَافِ فَیَنْتَهِیْ إِلَى التَّحْرِیْمِ وَقَدْ یَتَّجِهُ الْمَنْعُ

فِيْـهِ مِـنْ جِهَةِ التَّشَبُّـهِ بِـالنِّسَاءِ وَهُوَ أَمْكَنُ فِيْهِ مِنَ الْأَوَّلِ وَقَدْ صَحَّحَ الْـحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الـرَّجُـلَ يَـلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَقَدْ يَتَّجِهُ الْمَنْعُ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ أَنَّ لَابِسَـهُ لَا يَـأْمَـنُ مِـنْ تَـعَـلُّقِ النَّجَاسَةِ بِهٖ وَإِلٰى ذٰلِكَ يُشِيْرُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ وَالنَّسَائِيُّ ....وَيَتَّجِهُ الْمَنْعُ أَيْـضًـا فِي الْإِسْبَالِ مِنْ جِهَةٍ أُخْرٰى وَهِيَ كَوْنُـهُ مَظَنَّةَ الْخُيَلَاءِ قَالَ بْنُ الْعَرَبِيِّ لَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُّجَاوِزَ بِثَوْبِهٖ كَعْبَهُ وَيَقُوْلُ لَا أَجُرُّهُ خُيَلَاءَ لِأَنَّ الـنَّهْـيَ قَـدْ تَـنَـاوَلَـهُ لَفْظًا وَلَا يَجُوْزُ لِمَنْ تَنَاوَلَهُ اللَّفْظُ حُكْمًا أَنْ يَّـقُوْلَ لَا أَمْتَثِلُهُ لِأَنَّ تِلْكَ الْعِلَّةَ لَيْسَتْ فِيَّ فَإِنَّهَا دَعْوَى غَيْرُ مُسَلَّمَةٍ بَـلْ إِطَـالَتُـهُ ذَيْـلَهُ دَالَّةٌ عَلٰى تَكَبُّرِهٖ اهـ مُلَخَّصًا، وَحَاصِلُهُ أَنَّ الْإِسْبَالَ يَسْتَـلْـزِمُ جَـرَّ الثَّـوْبِ وَجَـرُّ الثَّـوْبِ يَسْتَـلْزِمُ الْخُيَلَاءَ وَلَوْ لَمْ يَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُيَلَاءَ وَيُؤَيِّدُهُ مَا أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنِ ابْـنِ عُـمَـرَ فِـيْ أَثْنَاءِ حَدِيْثٍ رَفَعَهُ وَإِيَّاكَ وَجَرَّ الْإِزَارِ فَإِنَّ جَرَّ الْإِزَارِ مِـنَ الْمَخِيْلَةِ .... وَظَاهِرُهُ أَنَّ عَمْرًا الْمَذْكُوْرَ لَمْ يَقْصُدْ بِإِسْبَالِهِ الْـخُيَلَاءَ وَقَـدْ مَـنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ لِكَوْنِهٖ مَظَنَّةً .... وَأَمَّا مَا أَخْرَجَهُ اِبْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ أَنَّـهُ كَانَ يُسْبِلُ إِزَارَهُ فَقِيْلَ لَـهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ حَمْشُ السَّاقَيْنِ فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى أَنَّـهُ أَسْبَلَهُ زِيَـادَةً عَلَى الْمُسْتَحَبِّ وَهُوَ أَنْ يَّكُوْنَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا يُظَنُّ بِهٖ أَنَّـهُ جَاوَزَ بِهِ الْكَعْبَيْنِ وَالتَّعْلِيْلُ يُرْشِدُ إِلَيْهِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَعَلَّهُ لَمْ تَبْلُغْهُ قِصَّةُ عَمْرِو بْنِ زُرَارَةَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ(فتح الباری شرح صحیح البخاری) [1]

---

[1] ج۱۰،ص۲۶۳، ۲۶۴،ملخصاً،کتاب اللباس،قوله باب من جر ثوبه من الخیلاء .

ترجمہ: اوران احادیث میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ ازار کا لٹکانا کِبر وعُجب کی وجہ سے کبیرہ گناہ ہے، جہاں تک کِبر وعُجب کے بغیر لٹکانے کا تعلق ہے تو احادیث کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھی حرام ہو، لیکن اس سلسلہ میں جو کپڑا لٹکانے کی مذمت پر مطلق وعید آئی ہے، اس کو مقید پر محمول کیا گیا ہے، لہٰذا کپڑا لٹکانا اور ٹخنوں سے نیچے کرنا، اس صورت میں حرام نہیں ہوگا، جبکہ کِبر وعُجب سے محفوظ ہو، اور ابنِ عبدالبر نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کِبر وعُجب کے بغیر کپڑا لٹکانے کو یہ وعید شامل نہیں ہوگی، تاہم قمیص (پاجامہ) وغیرہ کے کپڑے کو لٹکانا ہر حال میں بُرا ہے، اور نووی نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا کِبر وعُجب کی وجہ سے حرام ہے، اور کِبر وعُجب کے بغیر مکروہ ہے، اور اسی طریقہ سے امام شافعی نے کِبر وعُجب کی وجہ سے لٹکانے میں اور بغیر کِبر وعُجب کے لٹکانے میں فرق کیا ہے، اور امام نووی نے فرمایا کہ مستحب یہ ہے کہ ازار آدھی پنڈلی تک ہو، اور اس سے نیچے ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے، اور ٹخنوں سے نیچے ممنوع ہے، جس کی ممانعت تحریمی درجہ کی ہے، جبکہ کِبر وعُجب کی وجہ سے ہو، ورنہ ممانعت تنزیہی ہے، کیونکہ کپڑا لٹکانے سے وعید کے متعلق وارِد ہونے والی احادیث مطلق ہیں، اُن کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کی قید کے ساتھ مقید کرنا واجب ہے، نووی کا کلام ختم ہوا۔

اور امام شافعی کی جس بات کی طرف امام نووی نے اشارہ کیا ہے، اس کو بویطی نے اپنی مختصر میں امام شافعی سے اس طرح ذکر کیا ہے کہ نماز اور غیر نماز میں سدل کِبر و عُجب کی وجہ سے جائز نہیں، اور کِبر وعُجب کے بغیر حکم خفیف ہے، نبی علیہ السلام کے حضرت ابوبکر کے لئے ارشاد کی وجہ سے۔

اور بویطی کا نقل کردہ امام شافعی کا یہ قول کہ ''خفیف ہے'' یہ حرام کی نفی کے بارے میں صریح نہیں، بلکہ یہ اس بات پر محمول ہے کہ کِبر وعُجب کی وجہ سے لٹکانے کے

مقابلہ میں خفیف ہے(لہٰذا اس سے کبر و عُجب کے بغیر ہر حالت میں کراہتِ تنزیہی کا ثبوت مشکل ہے) جہاں تک کِبر و عُجب کے بغیر لٹکانے کا تعلق ہے، تو اس کی حالت مختلف ہوتی ہے، اگر کپڑا پہننے والے کی مقدار کے برابر ہو، پھر وہ اس کو لٹکائے، تو اس میں حرمت ظاہر نہیں ہوتی، خاص طور پر جبکہ ارادہ کے بغیر ایسا ہو، جیسا کہ حضرت ابو بکر کو ہوتا تھا، اور اگر کپڑا پہننے والے کی مقدار سے زیادہ ہو، تو اس میں بعض اوقات ممانعت اسراف کی وجہ سے پائی جاتی ہے، جو حرمت تک پہنچ جاتی ہے(مثلاً جب خاص اس مقصد کے لئے زیادہ کپڑا حاصل کرنے کا اہتمام کیا جائے، اور پیروں میں روندے جانے کی وجہ سے وہ جلدی خراب و بوسیدہ ہو جائے) اور بعض اوقات ممانعت عورتوں کے ساتھ تشبہ کی وجہ سے پائی جاتی ہے، اور یہ وجہ پہلی وجہ کے مقابلہ میں زیادہ پختہ (اور سخت) ہے(کیونکہ بعض اوقات اسبال چادر وغیرہ سے ہوتا ہے، اور چادر کی مقدار فی نفسہٖ اسراف کی حد تک نہیں پہنچتی پھر اس کے ذریعہ سے اسبال کیا جاتا ہے اور وہ ٹخنوں سے نیچے تک ہوتا ہے) امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی پر لعنت فرمائی، جو عورتوں والا لباس پہنے، اور بعض اوقات ممانعت اس وجہ سے پائی جاتی ہے کہ لباس پہننے والا نجاست سے محفوظ نہیں ہوتا، جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے، جس کو امام ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے روایت کیا ہے...... (جس میں یہ ہے کہ کپڑے کو اوپر کرنے میں زیادہ صفائی اور طہارت پائی جاتی ہے)...... اور بعض اوقات ممانعت کپڑا لٹکانے میں ایک اور وجہ سے بھی ہوتی ہے، اور وہ وجہ کِبر و عُجب کا مظنہ (یعنی تہمت) ہے، چنانچہ ابنِ عربی نے فرمایا کہ آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے

کپڑے کو اپنے ٹخنے سے نیچے لٹکائے، اور وہ یہ کہے کہ میں کِبر وعُجب کی وجہ سے نہیں لٹکا رہا، کیونکہ ممانعت لفظی اعتبار سے اس کو بھی شامل ہے، اور جس کو لفظ حکم کے اعتبار سے شامل ہو، اس میں یہ چیز جائز نہیں ہوتی کہ وہ یہ کہے کہ میں اس پر اس لئے عمل نہیں کرتا کہ یہ علت مجھ میں پائی نہیں جاتی۔

کیونکہ یہ دعویٰ نا قابلِ تسلیم ہے، بلکہ اس کا اپنے کپڑے کو لمبا رکھنا خود اس کے تکبر کی دلیل ہے، ابنِ عربی کے کلام کی تلخیص ختم ہوئی، خلاصہ یہ کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا جرّ ثوب کو مستلزم ہے، اور جرّ ثوب کِبر وعُجب کو مستلزم ہے، اگرچہ کپڑا پہننے والا کِبر وعُجب کا قصد نہ کرے، جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کو احمد بن منیع نے ایک دوسری سند سے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے، اس حدیث کے ضمن میں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ آپ ازار لٹکانے سے بچو، کیونکہ ازار لٹکانا کِبر وعُجب سے تعلق رکھتا ہے...... (پھر عمرو بن زرارہ انصاری کی حدیث نقل کر کے علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ)...... ظاہر یہ ہے کہ عمرو بن فلاں مذکور نے کپڑا لٹکانے سے کِبر وعُجب کا قصد نہیں کیا تھا، پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس (ازار و کپڑا لٹکانے) سے کِبر وعُجب کے مظنہ کے وجہ سے ہی منع فرمایا......

(چند سطور کے بعد علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ)...... اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت ابنِ مسعود سے عمدہ سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ اپنے ازار کو لٹکاتے تھے، جب ان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میری پنڈلیاں پتلی ہیں، تو یہ اس بات پر محمول ہے کہ وہ مستحب مقدار سے زیادہ لٹکاتے تھے، جو کہ نصف پنڈلی کی مقدار ہے اور ان کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے لٹکاتے تھے، جس کی طرف حضرت ابنِ مسعود کا (پنڈلیوں کے پتلا یا زخمی

ہونے کی وجہ کو) بیان کرنا بھی اشارہ کرتا ہے، اور یہ بھی امکان ہے کہ شاید ان کو عمرو بن ضرارہ کا قصہ نہ پہنچا ہو، واللہ اعلم (فتح الباری) [1]

(۹)...... اور علامہ ابنِ حجر ہی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ سَبَبُ اِسْتِرْخَائِهٖ نَحَافَةَ جِسْمِ أَبِیْ بَكْرٍ قَوْلُهٗ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَیْ يَسْتَرْخِیْ إِذَا غَفَلْتُ عَنْهُ وَوَقَعَ فِیْ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عِنْدَ أَحْمَدَ إِنَّ إِزَارِیْ يَسْتَرْخِیْ أَحْيَانًا فَكَانَ شَدُّهٗ كَانَ يَنْحَلُّ إِذَا تَحَرَّكَ بِمَشْیٍ أَوْ غَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِخْتِيَارِهٖ فَإِذَا كَانَ مُحَافِظًا عَلَيْهِ لَا يَسْتَرْخِیْ لِأَنَّهٗ كُلَّمَا كَادَ يَسْتَرْخِیْ شَدَّهٗ.

وَأَخْرَجَ بْنُ سَعْدٍ مِنْ طَرِيْقِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَحْنٰى لَا يَسْتَمْسِكُ إِزَارَهٗ يَسْتَرْخِیْ عَنْ حَقْوَيْهِ وَمِنْ طَرِيْقِ قَيْسِ بْنِ أَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أَبِیْ بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا نَحِيْفًا.

قَوْلُهٗ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ فِیْ رِوَايَةِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ لَسْتَ مِنْهُمْ وَفِيْهِ أَنَّهٗ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ اِنْجَرَّ إِزَارُهٗ بِغَيْرِ قَصْدِهٖ مُطْلَقًا.

وَأما مَا أَخْرَجَهٗ اِبْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ جَرَّ الْإِزَارِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ فَقَالَ بْنُ بَطَّالٍ هُوَ مِنْ تَشْدِيْدَاتِهٖ وَإِلَّا فَقَدْ رَوٰى هُوَ حَدِيْثَ الْبَابِ فَلَمْ يَخْفِ عَلَيْهِ الْحُكْمُ، قُلْتُ بَلْ كَرَاهَةُ بْنِ عُمَرَ

---

[1] ملحوظ رہے کہ علامہ ابنِ حجر نے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں تاویل فرمائی ہے، علامہ ابنِ تیمیہ نے اس سے مختلف تاویل فرمائی ہے، جیسا کہ پیچھے علامہ ابنِ تیمیہ کی عبارت کے ضمن میں گزر چکا ہے، یعنی انہوں نے حاجت و ضرورت پر محمول کیا ہے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ میں عموم پایا جاتا ہے، (یہ واقعہ گزشتہ باب کی روایت نمبر ۴۷ اور ۴۸ میں گزر چکا ہے، جس سے بظاہر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ان کا اسبالِ ازار ضرورت کے تحت کعبین سے نیچے تھا اور ضرورت کے وقت اتفاقاً کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ واللہ اعلم۔

مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى مَنْ قَصَدَ ذٰلِكَ سَوَاءٌ كَانَ عَنْ مَخِيْلَةٍ أَمْ لا وَهُوَ الْمُطَابِقُ لِرِوَايَتِهِ الْمَذْكُوْرَةِ وَلا يُظَنُّ بِابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ يُؤَاخِذُ مَنْ لَّمْ يَقْصِدْ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُرِيْدُ بِالْكَرَاهَةِ مَنِ انْجَرَّ إِزَارَهُ بِغَيْرِ اِخْتِيَارِهٖ ثُمَّ تَمَادٰى عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَتَدَارَكْهُ وَهٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَإِنِ اخْتَلَفُوْا هَلِ الْكَرَاهَةُ فِيْهِ لِلتَّحْرِيْمِ أَوْ لِلتَّنْزِيْهِ .

وَفِى الْحَدِيْثِ اِعْتِبَارُ أَحْوَالِ الْأَشْخَاصِ فِى الْأَحْكَامِ بِاِخْتِلَافِهَا وَهُوَ أَصْلٌ مُطَّرِدٌ غَالِبًا (فتح الباری شرح صحیح البخاری) [1]

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ازار لٹکنے کا سبب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم کا نحیف وکمزور ہونا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ''مگر یہ کہ میں اس کی نگرانی رکھوں'' کا مطلب یہ ہے کہ جب میں اس کی طرف سے غافل ہوتا ہوں، تو وہ لٹک جاتا ہے، اور زید بن اسلم سے مروی معمر کی روایت میں جو مسند احمد میں ہے، یہ ہے کہ ''میرا ازار بعض اوقات لٹک جاتا ہے'' پس حضرت ابوبکر صدیق اس کو باندھ لیا کرتے تھے، پھر جب چلنے وغیرہ سے حرکت ہوتی تھی، تو وہ غیر اختیاری طور پر ڈھیلا ہوکر نیچے ہوجاتا تھا، اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی نگہداشت رکھتے تھے، تو وہ لٹکتا نہیں تھا، کیونکہ جب بھی وہ لٹکتا تھا، تو اس کو دوبارہ باندھ لیا کرتے تھے۔

اور ابنِ سعد نے طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر بہت نحیف تھے، اپنی ازار کو اپنی کوکھ پر ڈھیلی ہونے سے روک نہیں پاتے تھے، اور قیس بن ابی حازم کی سند سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا، تو وہ بہت کمزور آدمی تھے۔

---

[1] ج ۱۰، ص ۲۵۵، کتاب اللباس، قوله باب من جر إزاره من غير خيلاء.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”آپ ان لوگوں میں سے نہیں، جو کبر وعجب کے طور پر یہ عمل کرتے ہیں“ اور زید بن اسلم کی روایت میں ہے کہ ”آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں“ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس کا ازار بغیر قصد کے لٹک جائے، اس میں مطلقاً کوئی حرج نہیں۔

اور جو روایت ابنِ ابی شیبہ نے ابنِ عمر کی نقل کی ہے کہ وہ ہر حال میں ازار لٹکنے کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے، تو ابنِ بطال نے فرمایا کہ وہ ان کی احتیاط تھی، ورنہ انہوں نے ہی اس (حضرت ابوبکر والی) حدیث کو روایت کیا ہے، تو اس کا حکم خفیف (ہلکا ہونا) ان پر مخفی نہیں رہ سکتا (اس کے بعد علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ ابنِ عمر کا مکروہ قرار دینا اس پر محمول ہے، جو اپنے قصد سے یہ عمل کرے، چاہے کبر وعجب کی وجہ سے ہو یا نہ ہو، اور یہی مطلب مذکورہ روایت کے مطابق ہے، اور ابنِ عمر کے بارے میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ وہ اس سے بھی مؤاخذہ فرماتے تھے، جو کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتا تھا (یعنی جس کا ازار بغیر قصد و ارادہ کے خود بخود لٹک جاتا تھا)، بلکہ حضرت ابنِ عمر اس کو مکروہ سمجھتے تھے کہ جس کا ازار غیر اختیاری طور پر لٹک جائے، پھر وہ اسی پر قائم رہے، اور اس کا تدارک نہ کرے (یعنی اس کو اوپر نہ کرے)، اور یہ بات متفق علیہ ہے، اگرچہ اہلِ علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی ہے، اور حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ احکام میں اشخاص کے احوال کا اعتبار ان کے مختلف ہونے سے ہوا کرتا ہے، اور یہ ایسی اصل ہے، جو اکثر صادق آتی ہے (فتح الباری)

علامہ ابنِ حجر کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر کبر وعُجب کا قصد نہ ہو تو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا، خفیف حکم رکھتا ہے، اس سے واضح طور پر حرمت کی نفی لازم نہیں آتی، بلکہ اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کبر وعُجب ہونے کے مقابلہ میں خفیف و ہلکا ہے، لیکن کبر وعُجب کے علاوہ

بعض ایسی صورتیں بھی پیش آ سکتی ہیں، جن میں ممانعت کا حکم ہو، مثلاً اسراف، یا عورتوں کے ساتھ تشبہ یا لباس و کپڑے کا نجاست و غلاظت میں ملوث ہونا، یا کبر وعُجب کا مظنہ ہونا۔اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ایک تو کبر وعُجب نہیں تھا، دوسرے سرے سے اسبال کا قصد ہی نہیں تھا، اور اگر کسی کا ازار بغیر قصد واختیار کے لٹک جائے اور پھر وہ متنبہ ہونے کے باوجود اس کا تدارک نہ کرے، تو اس کی کراہت متفق علیہ ہے، مگر اس صورت میں کراہت کے تحریمی وتنزیہی ہونے میں اختلاف ہے، لیکن بہر حال اشخاص کے احوال مختلف ہونے سے حکم کا مختلف ہونا مسلمہ مسئلہ ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

عمدۃُ القاری شرح بخاری کا حوالہ

(۱۰)...... علامہ بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں کہ:

(بَابُ مَنْ جَرَّ إِزارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلاءَ)أَيْ:هٰذَا بَابٌ فِيْ بَيَانِ حُكْمِ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ التَّخْيِيْلِ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ، وَكَذٰلِكَ يَجُوْزُ لِدَفْعِ ضَرَرٍ يَحْصُلُ لَهُ، كَأَنْ يَّكُوْنُ تَحْتَ كَعْبَيْهِ جِرَاحٌ أَوْ حِكَّةٌ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ، إِنْ لَّمْ يَغْطَّهَا تُؤْذِيْهِ الْهَوَامُ كَالذُّبَابِ وَنَحْوِهٖ بِالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا، وَلَا يَجِدُ مَا يَسْتُرُهَا بِهٖ إِلَّا إِزَارَهُ أَوْ رِدَائَهُ أَوْ قَمِيْصَهُ، وَهٰذَا كَمَا يَجُوْزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلتَّدَاوِيْ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَسْبَابِ الْمُبِيْحَةِ لِلتَّرَخُّصِ،وَقَالَ شَيْخُنَا زَيْنُ الدِّيْنِ:وَأَمَّا جَوَازُهُ لِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ لَا لِقَصْدِ الْخُيَلَاءِ ، فَقَالَ النَّوَوِيُّ:إِنَّهُ مَكْرُوْهٌ وَلَيْسَ بِحَرَامٍ، وَحَكَى عَنْ نَصِّ الشَّافِعِيِّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ التَّفْرِقَةَ بَيْنَ وُجُوْدِ

---

[1] ملحوظ رہے کہ علامہ ابنِ حجر کی مذکورہ عبارت سے بعض اہلِ علم حضرات نے یہ مراد لیا ہے کہ علامہ ابنِ حجر کا میلان کبر وعُجب کے قصد کے بغیر بھی اسبالِ ازار کی حرمت کی طرف ہے۔
اور ہم نے علامہ ابنِ حجر کی اس عبارت کو مذکورہ مقام پر اس لئے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے امام شافعی کے خفیف ہونے کے قول کی وضاحت کی ہے، جو کہ اہلِ علم کے لئے مذکورہ مقام پر ملاحظہ کرنا ہی زیادہ مفید ہے۔

الْخُيَلَاءِ وَعَدَمِهٖ(عمدة القاری شرح صحيح البخاری) [1]

ترجمہ: یہ باب ہے ازار کو کبر وعُجب کے بغیر لٹکانے کا، یعنی یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے، جو کبر وعُجب کے قصد کے بغیر اپنے ازار کو لٹکائے، کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں، کراہت کے بغیر، اور اسی طریقہ سے دفعِ ضرر کے لئے بھی جائز ہے، جو اس کے ذریعہ سے حاصل ہو، جیسا کہ کسی کے ٹخنوں کے نیچے زخم ہو، یا خارش وغیرہ ہو کہ اگر وہ اس کو نہیں ڈھکے گا، تو حشرات الارض جیسا کہ مکھیاں وغیرہ اس پر بیٹھ کر ایذاء پہنچائیں گی، اور اس کو ڈھانکنے کے لئے اپنے ازار یا چادر یا قمیص کے علاوہ کوئی اور چیز میسر نہیں، اور یہ اسی طریقہ سے جائز ہے، جیسا کہ دوا و علاج وغیرہ کے لئے کشفِ عورت جائز ہے، جو رخصت کے طور پر اباحت کے اسباب میں سے ہے، اور ہمارے شیخ زین الدین نے فرمایا کہ ضرورت کے بغیر اور کبر وعُجب کا قصد کیے بغیر جائز ہے، اور امام نووی نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ صراحت منقول ہے کہ کبر وعُجب کے ہونے نہ ہونے کی صورت میں حکم خفیف ہوتا ہے (عمدۃ القاری)

(۱۱)...... اور علامہ بدرالدین عینی ہی فرماتے ہیں کہ:

وَفِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ جَرَّ الْإِزَارِ إِذَا لَمْ يَكُنْ خُيَلَاءَ جَازَ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ بَأْسٌ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری) [2]

ترجمہ: اور اس میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ ازار کو لٹکانا، جب کبر و عُجب کے طور پر نہ ہو، تو جائز ہے، جس میں کوئی حرج نہیں (عمدالقاری)

(۱۲)...... نیز فرماتے ہیں کہ:

(بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ) أَيْ: هٰذَا بَابٌ فِيْ بَيَانِ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ

---

[1] ج ۲۱، ص ۲۹۵، کتاب اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء.

[2] ج ۲۱، ص ۲۹۶، کتاب اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء.

لِأَجْلِ الْخُيَلَاءِ ، وَكَلِمَةُ: مِنْ، لِلتَّعْلِيْلِ، وَقَدْ مَرَّ تَفْسِيْرُهُ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، ج ۲۱، ص ۲۹۷، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء)

ترجمہ: یہ باب ہے کبر وعُجب کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکانے کا، اس میں کلمۂ ''مِنْ'' علت کو بیان کرنے کے لئے ہے، جس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے (عمدالقاری)

مرقاۃ شرح مشکاۃ کا حوالہ

(۱۳)...... حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ:

وَالْمَعْنٰى أَنَّ اسْتِرْخَاءَهُ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ لَا يَضُرُّ، لَا سِيَّمَا بِمَنْ لَا يَكُوْنُ مِنْ شِيْمَتِهِ الْخُيَلَاءُ، وَلٰكِنَّ الْأَفْضَلَ هُوَ الْمُتَابَعَةُ، وَبِهٖ يَظْهَرُ أَنَّهُ سَبَبُ الْحُرْمَةِ فِيْ جَرِّ الْإِزَارِ هُوَ الْخُيَلَاءُ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۷ ص ۲۷۹۱، كتاب اللباس)

ترجمہ: اوراس کے معنیٰ یہ ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لباس لٹکنا بغیر قصد کے تھا، جس میں کوئی ضرر نہیں، خاص طور پر جس کا ارادہ کبر وعُجب کا نہ ہو، لیکن زیادہ فضیلت (سنت کی) اتباع ہی میں ہے (کہ کبر وعُجب کے بغیر بھی نہ لٹکائے، جب تک کوئی معقول عذر نہ ہو) اوراس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ازار لٹکانے میں حرمت کا سبب کبر وعُجب ہے (مرقاۃ)

فتاویٰ ہندیہ کا حوالہ

(۱۴)...... فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

إِسْبَالُ الرَّجُلِ إِزَارَهُ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لِلْخُيَلَاءِ فَفِيْهِ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ (الفتاوى الهندية) [1]

[1] ج ۵، ص ۳۳۳، كتاب الكراهية، الباب التاسع فی اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره.

ترجمہ: آدمی کا ٹخنوں سے نیچے اپنے اِزار کو لٹکانا اگر کِبر وعُجب کے طور پر نہ ہو، تو اس میں کراہتِ تنزیہی لازم آتی ہے، غرائب میں اسی طرح ہے (ہندیہ)

الدُّررُ المباحة کا حوالہ

(۱۵)......''الدُّررُ المباحة'' میں ہے کہ:

لَا يَجُوزُ إِسْبَالُ الثَّوْبِ تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ، إِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ، وَالتَّكَبُّرِ، وَإِلَّا جَازَ، إِلَّا أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يَكُونَ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ (الدرر المباحة فی الحظر والإباحة، لخليل بن عبد القادر الشيباني الشهير بالنحلاوي، الحنفي ج ۱، ص ۳۸، الباب الثاني في اللبس، والكسوة)

ترجمہ: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا اگر کبر وعجب کی وجہ سے ہو، تو جائز نہیں، اور اگر کبر وعجب کی وجہ سے نہ ہو، تو جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہو (الدررالمباحہ)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا کبر وعُجب کے طور پر ہو، تو جائز نہیں، یعنی حرام یا مکروہ تحریمی ہے، اور کبر وعُجب کے بغیر جائز یا مکروہ تنزیہی ہے، اور کپڑے کے ٹخنوں سے اوپر افضل ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کی خلاف ورزی مکروہ تنزیہی ہے۔ [۱]

---

[۱] اور بعض حنفیہ کی کتب میں اس طرح پاجامہ کا پہننا مکروہ قرار دیا ہے کہ جو قدمین کی پشت پر واقع ہو، مگر ان عبارات میں کراہتِ تحریمی وتنزیہی کی تصریح اور کبر وعدمِ کبر کی قید مذکور نہیں۔

ويكره للرجل لبس السراويل المخرفجة وهي التي تقع على ظهر القدمين كذا في الفتاوى العتابية (الفتاوىٰ الهندية، ج۵ ص ۳۳۳، كتاب الكراهية، الباب التاسع)

ويكره للرجال السراويل التي تقع على ظهر القدمين عتابية (ردالمحتار، ج۶ ص ۳۵۱، كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس)

ويكره للرجال السراويل التي تقع على ظهر القدم (تكملة البحر الرائق للطوري، ج۸ ص ۲۱۶، كتاب الكراهية، فصل في اللبس)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بذلُ المجهود کا حوالہ

(۱۶)...... شیخ خلیل احمد سہارنپوری ابوداؤد کی شرح بذلُ المجہود میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ الْعُلَمَاءُ اَلْمُسْتَحَبُّ فِي الْإِزَارِ وَالثَّوْبِ اِلٰى نِصْفِ السَّاقَيْنِ وَالْجَائِزُ بِلَا كَرَاهَةٍ مَا تَحْتَهُ اِلَى الْكَعْبَيْنِ فَمَا نَزَلَ عَنِ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ فَاِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ مَنْعَ تَحْرِيْمٍ وَاِلَّا فَمَنْعٌ تَنْزِيْهٍ (بذل المجهود، ج۶ ص ۵۴، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار)

ترجمہ: علماء نے فرمایا کہ ازار اور کپڑے میں مستحب نصف پنڈلیوں تک ہے، اور اس سے نیچے ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے، اور ٹخنوں سے نیچے ممنوع ہے، پھر اگر کِبر وعُجب کے طور پر ہو، تو یہ ممنوع ہے، منعِ تحریم کے طور پر، ورنہ (یعنی کبر وعُجب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اگر ان عبارات کا مطلب یہ لیا جائے کہ اس طرح کے پاجامہ کی کراہت کی وجہ ٹخنوں سے نیچے ہونا ہے، تو پھر مذکورہ عبارات میں کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہونے کا بھی احتمال ہے، اور کراہتِ تنزیہی مراد ہونے کا بھی احتمال ہے۔

اگر متن میں مذکور عبارات کی تصریح پر نظر کی جائے، تو کراہتِ تنزیہی مراد ہونے کو اس صورت پر محمول کر کے ترجیح دی جا سکتی ہے، جبکہ کبر وعجب کے طور پر نہ ہو، بصورتِ دیگر ان عبارات کو متن میں مذکور عبارات کے مخالف قرار دے کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں حنفیہ کے دونوں اقوال ہیں۔ واللہ اعلم۔

لو حملت الكراهة فی رأی من أثبتها علی التنزيه ومن نفاها علی التحريم لارتفع التنافی (النهر الفائق، شرح كنز الدقائق، ج ۱، ص ۲۱۶، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، فرع)

وكثيرا ما تطلق الكراهة علی كراهة التنزيه أی والأصل فی إطلاقها التحريم وحينئذ فلا بد من النظر فی الدليل الفارق بينهما كما فی البحر والنهر وحاصله أن الفعل أن تضمن ترک واجب فمكروه تحريما وان تضمن ترک سنة فمكروه تنزيها لكن تتفاوت كراهته فی الشدة والقرب من التحريم بحسب تأكد السنة وإن لم يتضمن شيئا منهما فإن كان أجنبيا من الصلاة وليس فيه تتميم لها ولا دفع ضرر فهو مكروه أيضا كالعبث بالثوب أو البدن وكل ما يشغل القلب وكذا ما هو من عادة أهل التكبر وصنيع أهل الكتاب وكراهة ذلک علی حسب ما يقتضيه الدليل (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ج ۱ ص ۳۴۴، كتاب الصلاة، فصل فی المكروهات)

الكراهة إذا أطلقت فی كلامهم فالمراد الكراهة التحريمية؛ إلا أن ينص علی كراهة التنزيه، أو يدل دليل علی ذلک (مقدمة عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، ص ۸۲)

کے بغیر) منع تنزیہ کے طور پر (بذل)

(۱۷)...... نیز فرماتے ہیں کہ:

وَاِنَّمَا يُفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الْغَالِبِ كِبْرًا (بذل المجهود ، ج۶ ص ۵۳، كتاب اللباس ،باب ماجاء فى اسبال الازار)

ترجمہ: اور اکثر و بیشتر اسبالِ ازار، کبر کی وجہ سے کیا جاتا ہے (بذل)

مذکورہ دونوں عبارات کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسبالِ ازار، کبر و عُجب کے طور پر ہو تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر کبر و عُجب کے طور پر نہ ہو، بلکہ خالی الذہن ہو کر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، تاہم عام طور پر اس کا صدور کبر و عُجب کی بناء پر ہوا کرتا ہے اور جب ایسا ہو تو مکروہ تحریمی ہوگا۔

اوجزُالمسالک کا حوالہ

(۱۸)...... شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ اِسْبَالَ الْاِزَارِ لِلْخُيَلَاءِ كَبِيْرَةٌ وَاَمَّا الْاِسْبَالُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ فَظَاهِرُ الْاَحَادِيْثِ تَحْرِيْمُهٗ اَيْضًا لٰكِنْ اُسْتُدِلَّ بِالتَّقْيِيْدِ بِالْخُيَلَاءِ عَلٰى اَنَّ الْاِطْلَاقَ فِي الزَّجْرِ الْوَارِدِ فِيْ ذَمِّ الْاِسْبَالِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمُقَيَّدِ فَلَا يَحْرُمُ الْجَرُّ وَالْاِسْبَالُ اِذَا سَلِمَ مِنَ الْخُيَلَاءِ (اوجز المسالک ج۶ ص۲۰۸ ،باب ما جاء فى اسبال الرجل ثوبه)

ترجمہ: ازار کو لٹکانا کِبر وعُجب کے طور پر کبیرہ گناہ ہے، اور کِبر وعُجب کے بغیر ظاہری احادیث کا تقاضا حرام ہونے کا ہی ہے، لیکن کِبر وعُجب کی قید سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ ازار لٹکانے کی برائی میں جو وعید مطلق آئی ہے، وہ مقید پر محمول ہے، لہٰذا جب کِبر وعُجب سے سلامتی ہو، تو جرّ اور اسبال حرام نہیں ہوگا (اوجز المسالک)

التعلیقُ الصبیح کا حوالہ

(۱۹)......مولانا شیخ محمد ادریس کاندھلوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهٗ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا بِفَتْحَتَيْنِ اَیْ تَكْسِيْرًا وَفَرْحًا وَطُغْيَانًا وَيُفْهَمُ مِنْـهُ اَنَّ جَرَّهٗ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ حَرَامًا لٰكِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ

(التعلیق الصبیح ج۴ ص ۳۸۳، کتاب اللباس، الفصل الاول)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جس نے اپنے ازار کو کِبر وعُجب اور سرکشی کے طور پر لٹکایا، اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے بغیر لٹکانا حرام نہیں ہوگا، لیکن کراہتِ تنزیہی والا مکروہ ہوگا (تعلیق صبیح)

اعلاءُ السنن کا حوالہ

(۲۰)......علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

فَائِدَةٌ: يُحْرَمُ اِطَالَةُ الثَّوْبِ وَالْاِزَارِ وَالسَّرَاوِيْلِ عَلَى الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ، وَيُكْـرَهُ لِغَيْـرِ الْـخُيَلَاءِ، نَـصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِیُّ، وَصَرَّحَ بِهِ الْاَصْحَابُ، وَيُسْتَـدَلُّ لَـهٗ بِـالْاَحَـادِيْـثِ الـصَّـحِيْـحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ (اعلاء السنن، ج۱۷ ص ۳۶۶، کتاب الحظر والاباحۃ، باب النھی عن الثوب المزعفر للرجال)

ترجمہ: فائدہ: کپڑے اور ازار اور پاجامہ کو ٹخنوں پر لمبا کرنا کِبر وعُجب کے طور پر حرام ہے، اور کِبر وعُجب کے بغیر مکروہ ہے، جس کی امام شافعی اور ان کے اصحاب نے تصریح فرمائی ہے، اور اس کے لئے مشہور صحیح احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے (اعلاء السنن)

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ مذکورہ عبارت میں ''ویکرہ'' سے بظاہر کراہتِ تنزیہی مراد ہے، کیونکہ اس کی دلیل میں آگے امام شافعی اور ان کے اصحاب کی تصریح اور احادیثِ مشہورہ

کے استدلال کو ذکر کیا گیا ہے۔

اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے جن احادیثِ مشہورہ سے استدلال کیا ہے، وہ کبر وعجب سے مقید احادیث ہیں، اور ان حضراتِ گرامی کے نزدیک کبر وعجب کے بغیر اسبالِ ازار مکروہ تنزیہی ہے۔

قاضی عیاض کا حوالہ

(۲۱)...... قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ:

وَتَخْصِيصُ جَرِّهٖ عَلٰى وَجْهِ الْخُيَلَاءِ يَدُلُّ أَنَّ مَنْ جَرَّهُ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِدَاخِلٍ تَحْتَ الْوَعِيدِ، وَقَدْ رَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ،وَقَالَ:لَسْتَ مِنْهُمْ؛إِذْ كَانَ جَرُّهُ إِيَّاهُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ ، بَلْ لِأَنَّهُ كَانَ لَا يَثْبُتُ عَلٰى عَاتِقِهٖ (اكمال المعلم بفوائد مسلم شرح صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: اور کِبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کی تخصیص اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے کِبر وعُجب کے بغیر لٹکایا، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوگا، اور اس کی اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی ہے، اور فرمایا کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں، کیونکہ ان کے کپڑے کا لٹکنا کِبر وعُجب کے طور پر نہیں تھا، بلکہ اس لئے تھا کہ کپڑا ان کی کوکھ پر ٹھہرتا نہیں تھا (اکمال)

(۲۲)...... نیز فرماتے ہیں کہ:

وَقَوْلُهُ " خُيَلَاءَ "دَلَّ أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا تُعَلَّقُ لِمَنْ جَرَّهُ لِهٰذِهِ الْعِلَّةِ، فَأَمَّا لِغَيْرِهَا فَلَا، مِنْ اِسْتِعْجَالِ الرَّجُلِ لِحَاجَتِهٖ وَجَرِّ ثَوْبِهٖ خَلْفَهُ، أَوْ مِنْ قِلَّةِ ثِيَابِ رِدَائِهٖ عَلٰى كَتِفَيْهِ فَلَا حَرَجَ.

---

[1] ج ۱،ص ۳۸۱،كتاب اللباس،باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار.

وَقَدُ جَاءَ تُ فِيُ ذٰلِکَ كُلِّهٖ أَحَادِيُثٌ صَحِيُحَةٌ فِي الرُّخُصَةِ فِيُهِ، وَكَذٰلِکَ إِنُ كَانَ جَرُّهُ خُيَلاءَ عَلَى الْكُفَّارِ أَوُ فِي الْحَرُبِ؛ لِأَنَّ فِيُهِ إِعُزَازاً لِلْإِسُلَامِ وَظُهُوُرَهُ فِيُ اِسُتِحُقَارِ عَدُوِّهٖ وَغَيُظِهٖ، بِخِلَافِ الْأَوَّلِ الَّذِيُ إِنَّمَا فِيُهِ اِسُتِحُقَارُ الْمُسُلِمِيُنَ وَغَيُظُهُمُ وَالْإِسُتِعُلَاءُ عَلَيُهِمُ، وَفِيُ ذٰلِکَ أَيُضًا أَثَرٌ صَحِيُحٌ، وَإِنُ كَانَ قَدُ رُوِيَ عَنُ اِبُنِ عُمَرَ كَرَاهَةُ ذٰلِکَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ (اكمال المعلم بفوائد مسلم شرح صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ کبر وعُجب کی وجہ سے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ممانعت کا تعلق اس کے ساتھ ہے، جو اس کپڑے کو کبر وعُجب کی وجہ سے لٹکائے، کبر وعُجب کے بغیر لٹکانے کے ساتھ اس کا تعلق نہیں، مثلاً آدمی اپنے کام سے جلدی میں اٹھ کر چل رہا ہو، اور اس کا کپڑا اس کے پیچھے لٹک رہا ہو، یا اس کی چادر کی مقدار اس کے کاندھوں پر کم ہو (جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹک گیا ہو) تو کوئی حرج نہیں، اور اس کی اجازت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں، اور اسی طریقہ سے اگر کپڑے کا لٹکانا کفار کے مقابلہ میں یا جنگ میں کبر ظاہر کرنے کے لئے ہو، اس میں بھی حرج نہیں، کیونکہ اس میں اسلام کے اعزاز کا اظہار اور اس کا دشمنوں کے مقابلہ میں ظہور پایا جاتا ہے، بخلاف پہلی صورت کے کہ اس میں مسلمانوں کی تحقیر اور ان میں غیظ وغضب پیدا کرنا اور ان پر اپنی بڑائی جتلانا پایا جاتا ہے، اور اس سلسلہ میں صحیح روایت بھی آئی ہے، اگرچہ حضرت ابنِ عمر سے اس کی ہر حالت میں کراہت بھی مروی ہے (اکمال)

قاضی عیاض نے جو یہ فرمایا کہ کبر وعجب کے بغیر مثلاً کوئی جلدی سے اٹھ کر چل دے، اس

---

[1] ج۶، ص۵۹۸و ۵۹۹، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء وبيان حدّ ما يجوز إرخاؤه إليه، وما يستحب.

وقت کپڑے کے ٹخنوں سے نیچے ہو جانے میں کوئی حرج نہیں، اور اس کی اجازت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں، تو ان کا اشارہ ان احادیث کی طرف ہے، جن میں ایسے مواقع پر ''جرِ ثوب'' کا ذکر آیا ہے۔ ۱

جہاں تک جنگ میں کفار کے مقابلہ میں ان پر رعب ڈالنے کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی اجازت کا تعلق ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر کفار کے مقابلہ میں کبر وعجب کے پسند ہونے کا حدیث میں ذکر آیا ہے۔ ۲

---

۱ عن أبی بكرة، قال :كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانكسفت الشمس، فقام النبی صلى الله عليه وسلم يجر رداء ه حتى دخل المسجد، فدخلنا، فصلى بنا ركعتين حتى انجلت الشمس، فقال صلى الله عليه وسلم :إن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد، فإذا رأيتموهما، فصلوا، وادعوا حتى يكشف ما بكم(بخاری،رقم الحديث ۱۰۴۰)

عن عمران بن حصين، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى العصر، فسلم فی ثلاث ركعات، ثم دخل منزله، فقام إليه رجل يقال له الخرباق، وكان فی يديه طول، فقال :يا رسول الله فذكر له صنيعه، وخرج غضبان يجر رداء ه، حتى انتهى إلى الناس، فقال: أصدق هذا قالوا :نعم، فصلى ركعة، ثم سلم، ثم سجد سجدتين، ثم سلم(مسلم، رقم الحديث ۵۷۴"۱۰۱")

عن عبد الرحمن بن أبی سعيد الخدری، عن أبيه، قال خرجت مع رسول الله ﷺ يوم الاثنين إلى قباء حتى إذا كنا فی بنی سالم .وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على باب عتبان فصرخ به، فخرج يجر إزاره(مسلم، رقم الحديث ۳۴۳"۸۰")

فسمع ذلک عمر بن الخطاب وهو فی بيته، فخرج يجر رداء ه(سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۴۹۸)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية سنن ابی داوٗد)

۲ عن جابر بن عتيک، أن رسول الله ﷺ قال:إن من الغيرة ما يحب الله ومنها ما يبغض الله، وإن من الخيلاء ما يحب الله، ومنها ما يبغض الله، وأما الغيرة التی يحب الله فالغيرة التی فی الريبة، وأما الغيرة التی يبغض الله فالغيرة فی غير الريبة، وأما الخيلاء التی يحب الله فاختيال الرجل بنفسه عند القتال، واختياله عند الصدقة، والخيلاء التی يبغض الله فاختيال الرجل فی الفخر والبغی (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۷۵۲)

قال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

قال ابن إسحاق :فحدثنی جعفر بن عبد الله بن أسلم مولى عمر بن الخطاب، عن معاوية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی وجہ سے اہلِ علم حضرات نے جنگ کے موقع پرفخراور عجب کوناجائز ہونے سے مستثنٰی کیا ہے۔ [1]

قاضی محمد بن عبداللہ مالکی کا حوالہ

(۲۳)...... قاضی محمد بن عبداللہ مالکی فرماتے ہیں کہ:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا: إِنَّما جَاءَ الْوَعِيْدُ فِيْمَنْ يَفْعَلُهُ خُيَلاءَ وَتَكَبُّرًا (المسالِک فی شرح مُوَطَّأ مالک ،للقاضی محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربی المعافری الاشبیلی المالكی ، ج۷ص ۲۹۵ ، كتاب الجامع،ما جاء فی إسبال الرجل ثوبه)

ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا کہ وعید تو صرف اس کے بارے میں آئی ہے کہ جو یہ عمل کِبر وعُجب کے طور پر کرتا ہے(مسالک)

ابوالولید قرطبی اندلسی کا حوالہ

(۲۴)......ابوالولید قرطبی اندلسی فرماتے ہیں کہ:

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ يَقْتَضِیْ تَعَلُّقَ هٰذَا الْحُكْمِ بِمَنْ جَرَّهُ خُيَلاءَ أَمَّا مَنْ جَرَّهُ لِطُوْلِ ثَوْبٍ لَا يَجِدُ غَيْرَهُ أَوْ عُذْرٍ مِّنَ الْأَعْذَارِ فَإِنَّهُ لَا يَتَنَاوَلُهُ الْوَعِيْدُ (المنتقی شرح الموطإ،لأبی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾بن معبد بن كعب بن مالك :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حين رأى أبا دجانة يتبختر :إنها لمشية يبغضها الله إلا فی مثل هذا الموطن(دلائل النبوة للبيهقی، ج۳ص ۲۳۳، ۲۳۴،باب تحريض النبی صلى الله عليه وسلم أصحابه على القتال يوم أحد وثبوت من عصمه الله -عز وجل)

[1] وقد استثنى العلماء من الفخر المذموم الفخر والخيلاء فی الحرب، ونصوا على استحباب الفخر والخيلاء فی الحرب لإرهاب العدو. وكان أبو دجانة رضی الله تعالى عنه يتبختر فی الحرب، فقال النبی صلى الله عليه وسلم :إن هذه لمشية يبغضها الله إلا فی هذا الموطن(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص ۵۹، مادة"فخر")

الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن أیوب بن وارث التجیبی القرطبی الباجی الأندلسی، ج۷، ص ۲۲۶، ما جاء فی إسبال الرجل ثوبه)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ سلم کا یہ فرمان کہ جو اپنے کپڑے کو کبر وعُجب کے طور پر لٹکاتا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم اس کے ساتھ متعلق ہے، جو کبر وعُجب کے طور پر لٹکاتا ہے، لیکن جو کپڑے کے لمبا ہونے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا میسر نہ آنے کی وجہ سے یا اور کسی طرح کے عذر کی وجہ سے لٹکاتا ہے، تو اس کو یہ وعید شامل نہیں ہوگی (منتقیٰ)

امام شوکانی کا حوالہ

(۲۵)...... امام شوکانی فرماتے ہیں کہ:

وَظَاهِرُ التَّقْيِيْدِ بِقَوْلِهٖ: خُيَلَاءَ، يَدُلُّ بِمَفْهُوْمِهٖ أَنَّ جَرَّ الثَّوْبِ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ لَا يَكُوْنُ دَاخِلًا فِيْ هٰذَا الْوَعِيْدِ.

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: مَفْهُومُهُ أَنَّ الْجَارَّ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ لَا يَلْحَقُهُ الْوَعِيْدُ إِلَّا أَنَّهُ مَذْمُوْمٌ قَالَ النَّوَوِيُّ: إِنَّهُ مَكْرُوْهٌ وَهٰذَا نَصُّ الشَّافِعِيِّ، قَالَ الْبُوَيْطِيُّ فِيْ مُخْتَصَرِهٖ عَنِ الشَّافِعِيِّ: لَا يَجُوْزُ السَّدْلُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا فِيْ غَيْرِهَا لِلْخُيَلَاءِ، وَلِغَيْرِهَا خَفِيْفٌ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ اِنْتَهٰى، قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: لَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُّجَاوِزَ بِثَوْبِهٖ كَعْبَهٗ وَيَقُوْلُ: لَا أَجُرُّهٗ خُيَلَاءَ، لِأَنَّ النَّهْيَ قَدْ تَنَاوَلَهٗ لَفْظًا وَلَا يَجُوْزُ لِمَنْ تَنَاوَلَهٗ لَفْظًا أَنْ يُّخَالِفَهٗ إِذْ صَارَ حُكْمُهٗ أَنْ يَّقُوْلَ: لَا أَمْتَثِلُهٗ، لِأَنَّ تِلْكَ الْعِلَّةَ لَيْسَتْ فِيَّ، فَإِنَّهَا دَعْوَى غَيْرُ مُسَلَّمَةٍ، بَلْ إِطَالَةُ ذَيْلِهٖ دَالَّةٌ عَلٰى تَكَبُّرِهٖ، اِنْتَهٰى.

وَحَاصِلُهٗ أَنَّ الْإِسْبَالَ يَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ وَجَرُّ الثَّوْبِ يَسْتَلْزِمُ الْخُيَلَاءَ وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْهُ اللَّابِسُ،وَيَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ اِعْتِبَارِ التَّقْيِيْدِ بِالْخُيَلَاءِ...... وَقَدْ عَرَفْتَ مَا فِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: إِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُ ذٰلِکَ خُيَلَاءَ،وَهُوَ تَصْرِيْحٌ بِأَنَّ مَنَاطَ التَّحْرِيْمِ الْخُيَلَاءُ، وَأَنَّ الْإِسْبَالَ قَدْ يَكُوْنُ لِلْخُيَلَاءِ، وَقَدْ يَكُوْنُ لِغَيْرِهٖ فَلَا بُدَّ مِنْ حَمْلِ قَوْلِهٖ" فَإِنَّهَا الْمَخِيْلَةُ" فِيْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهٗ خَرَجَ مَخْرَجَ الْغَالِبِ، فَيَكُوْنُ الْوَعِيْدُ الْمَذْكُوْرُ فِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ مُتَوَجِّهًا إِلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ اِخْتِيَالًا، وَالْقَوْلُ بِأَنَّ كُلَّ إِسْبَالٍ مِنَ الْمَخِيْلَةِ أَخْذًا بِظَاهِرِ حَدِيْثِ جَابِرٍ تَرُدُّهٗ الضَّرُوْرَةُ، فَإِنَّ كُلَّ أَحَدٍ يَعْلَمُ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّسْبِلُ إِزَارَهٗ مَعَ عَدَمِ خُطُوْرِ الْخُيَلَاءِ بِبَالِهٖ، وَيَرُدُّهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ لِمَا عَرَفْتَ.

وَبِهٰذَا يَحْصُلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ وَعَدَمُ إِهْدَارِ قَيْدِ الْخُيَلَاءِ الْمُصَرَّحِ بِهٖ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، وَقَدْ جَمَعَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ رِسَالَةً طَوِيْلَةً جَزَمَ فِيْهَا بِتَحْرِيْمِ الْإِسْبَالِ مُطْلَقًا، وَأَعْظَمُ مَا تَمَسَّکَ بِهٖ حَدِيْثُ جَابِرٍ ،وَأَمَّا حَدِيْثُ أَبِيْ أُمَامَةَ فَغَايَةُ مَا فِيْهِ التَّصْرِيْحُ بِأَنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلَ، وَحَدِيْثُ الْبَابِ مُقَيَّدٌ بِالْخُيَلَاءِ وَحَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَاجِبٌ وَأَمَّا كَوْنُ الظَّاهِرِ مِنْ عَمْرٍو أَنَّهٗ لَمْ يَقْصِدِ الْخُيَلَاءَ فَمَا بِمِثْلِ هٰذَا الظَّاهِرِ تُعَارِضُ الْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ (نيل الأوطار، ج٢،ص ١٣٢، ١٣٣، كتاب اللباس،باب الرخصة فى اللباس الجميل واستحباب التواضع فيه)

ترجمہ: اور (جرِّ ازار کو) کِبر وعُجب کے ساتھ مقید کرنے کا ظاہر اپنے (مخالف) مفہوم کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کپڑے کو کِبر وعُجب کے بغیر لٹکانا اس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔

ابنِ عبدالبر نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کِبر وعُجب کے بغیر لٹکانے والے کو یہ وعید شامل نہیں ہوگی، مگر وہ بھی مذموم (یعنی برا عمل) ہے، نووی نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے، اور امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے، بویطی نے اپنی مختصر میں امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ سدل کرنا نماز اور غیر نماز میں کِبر وعُجب کی وجہ سے جائز نہیں، اور اس کے علاوہ خفیف ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر کے لئے قول کی وجہ سے، بویطی کی بات ختم ہوئی، ابنِ عربی نے فرمایا کہ آدمی کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے کرے، اور یہ کہے کہ میں کِبر وعُجب کی وجہ سے نہیں لٹکا رہا، کیونکہ ممانعت بعض اوقات لفظی اعتبار سے بھی شامل ہوتی ہے، اور جس کو لفظی ممانعت شامل ہو، تو اس کی مخالفت جائز نہیں ہوا کرتی، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہو جائے گا کہ وہ یہ کہے کہ میں اس حکم کی تعمیل نہیں کرتا، کیونکہ یہ علت میرے اندر نہیں پائی جاتی، یہ دعویٰ غیر مسلّم ہے، بلکہ کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لمبا کرنا اس کے تکبر کی دلیل ہے، ابنِ عربی کا کلام ختم ہوا۔

جس کا حاصل یہ نکلا کہ کپڑا لٹکانا جرِّ ثوب کو مستلزم ہے، اور جرِّ ثوب کِبر وعُجب کو مستلزم ہے، اگرچہ کپڑا پہننے والا اس کا قصد نہ کرے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کِبر وعُجب کی قید لگانے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا...... (چند مطلق احادیث نقل کرنے کے بعد امام شوکانی فرماتے ہیں کہ)...... کہ آپ یہ بات پہچان چکے ہیں کہ حدیثِ باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر کے لئے جو یہ ارشاد ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو یہ عمل کِبر وعُجب کے طور پر کرتے

ہیں، اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حرام ہونے کا مدار کِبر وعُجب ہے، اور کپڑا لٹکانا بعض اوقات کِبر وعُجب کے طور پر ہوتا ہے، اور بعض اوقات کِبر وعُجب کے بغیر ہوتا ہے، پس جابر بن علی کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ یہ کِبر وعُجب سے تعلق رکھتا ہے''، اس پر محمول کرنا واجب ہے کہ یہ حکم غالب حالات کے اعتبار سے بیان ہوا ہے، پس حدیثِ باب میں جو وعید مذکور ہے، وہ اس کے حق میں ہوگی جو یہ عمل کِبر وعُجب کے طور پر کرے، اور یہ کہنا کہ ہر اسبال کِبر وعُجب سے تعلق رکھتا ہے، جابر کی حدیث کے ظاہر کو لیتے ہوئے ضرورت اس بات کی تردید کرتی ہے (یعنی ضرورت کی صورت میں بالاتفاق جائز ہے، اور ہر اسبال کا عجب سے تعلق قرار دینے میں ضرورت کی صورت کو بھی یہ حکم شامل ہو جاتا ہے) پس ہر ایک یہ جانتا ہے کہ بعض لوگ وہ ہیں، جو اپنے ازار کو لٹکاتے ہیں، باوجودیکہ ان کے دل میں کِبر وعُجب کی کھٹک بھی نہیں ہوتی، اور اس کی تردید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کے لئے بیان کردہ قول سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ آپ پہچان چکے، اور مذکورہ تفصیل سے احادیث کے درمیان جمع وتطبیق حاصل ہو جاتی ہے، اور صحیحین میں کبر وعجب کی قید کی تصریح کا بے کار نہ ہونا بھی ظاہر ہو جاتا ہے، اور بعض متاخرین نے ایک طویل رسالہ جمع کیا ہے، جس میں مطلق اسبال کے حرام ہونے پر جزم ظاہر کیا ہے، اور سب سے بڑی دلیل حضرت جابر کی حدیث سے پکڑی ہے، جہاں تک ابوامامہ کی حدیث ہے، تو اس میں زیادہ سے زیادہ یہ تصریح ہے کہ بے شک اللہ لٹکانے والے کو پسند نہیں کرتا، اور حدیثِ باب کبر وعجب کے ساتھ مقید ہے، اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے، اور رہا عمرو کے واقعہ کا ظاہر کہ انہوں نے کبر وعجب کا قصد نہیں کیا تھا، تو اس طرح کے ظاہر کا صحیح احادیث سے تعارض نہیں کیا جا سکتا (نیل)

اشعۃُ اللمعات کا حوالہ

(۲۶)...... اشعۃُ اللمعات میں ہے کہ:

اگر کوئی شخص تکبر، اسراف اور طغیان (سرکشی) کی نیت سے اپنے تہبند کو لمبا بناتا ہے، اور اس کو گھسیٹتا ہے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف لطف وعنایت کی نظر نہیں فرمائے گا، اس قید سے معلوم ہوا کہ اگر تہبند اس طرح نہ ہو، تو حرام نہیں ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر کوئی عذر ہو مثلاً سردی ہو یا کوئی بیماری ہو (مثلاً ٹخنے کے نیچے کوئی زخم ہو، جس پر مکھیاں بیٹھتی ہوں، ان سے زخم کو بچانے کے لئے ٹخنہ ڈھانپے) تو بالکل مکروہ نہیں ہے (اشعۃ اللمعات، ج۳ص ۵۳۶، ۵۳۷، مطبوعہ: مطبع تیج کمار لکھنؤ)

فتاویٰ رضویہ کا حوالہ

(۲۷)...... فاضل مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

بالجملہ اسبال اگر براہِ عجب وتکبر ہے، حرام، ورنہ مکروہ اور خلافِ اولیٰ، نہ حرام و مستحقِ وعید (فتاویٰ رضویہ، ج۱۰ص ۱۲۵، مطبوعہ: ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی، 1988ء)

معلوم ہوا کہ بعض اہلِ علم حضرات کبر وعجب کی بناء پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تو حرام قرار دیتے ہیں، لیکن کبر وعجب کے بغیر حرام قرار نہیں دیتے، البتہ ان میں سے بعض بلا عذر اور بالقصد لٹکانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور اس سے متعدد حضرات نے مکروہ تنزیہی ہونا مراد لیا ہے، اور اسی کی تعبیر بعض حضرات نے لابأس بہ'' وغیرہ جیسے الفاظ سے کی ہے۔

اور یہ حکم امرِ واقعی کے اعتبار سے ہے، جہاں تک امرِ خارجی کا تعلق ہے، تو عامۃُ الناس میں سے اکثر وبیشتر لوگ اس عمل کو قصداً وعمداً اور اہتمام کے ساتھ جو کرتے ہیں یا زینت کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، تو یہ کبر وعُجب کی علامت ہے، جو کہ ان حضرات کے نزدیک بھی ممنوع ہوگا، جو کبر وعُجب کے بغیر جائز قرار دیتے ہیں۔

(فصل نمبر۲)

اسبالِ ازار کی مطلق حرمت وعدمِ جواز کا قول

بعض اہلِ علم حضرات کبر وعُجب کی صورت میں اور بغیر کبر وعُجب کے بہر دوصورت اسبالِ ازار یاٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی حرمت یا عدمِ جواز کے قائل ہیں، البتہ کبر وعُجب کی صورت میں زیادہ شدید حرمت و گناہ کے قائل ہیں اور کبر وعُجب کے بغیر اس سے کم درجہ کی حرمت و گناہ کے قائل ہیں، آگے ان اہلِ علم حضرات کی چند عبارات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ابنِ عربی کا حوالہ

(۱)...... قاضی ابنِ عربی مالکی فرماتے ہیں کہ:

فَقَدُ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَايَةَ فِيُ لِبَاسِ الْإِزَارِ الْكَعْبَ، وَتَوَعَّدَ مَا تَحْتَهُ بِالنَّارِ؛ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يُّرْسِلُونَ أَذْيَالَهُمْ، وَيُطِيلُوْنَ ثِيَابَهُمْ، ثُمَّ يَتَكَلَّفُوْنَ رَفْعَهَا بِأَيُدِيُهِمْ.

وَهٰذِهِ حَالَةُ الْكِبْرِ وَقَائِدَةُ الْعُجْبِ، وَأَشَدُّ مَا فِي الْأَمْرِ أَنَّهُمْ يَعْصِمُوْنَ وَيَحْتَجُّوْنَ، وَيُلْحِقُوْنَ أَنْفُسَهُمْ بِمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ مَعَهُ غَيْرَهُ، وَلَا أَلْحَقَ بِهٖ سِوَاهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ لِمَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ وَلَفْظُ الصَّحِيحِ:مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؛ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ فَعَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بِالنَّهْيِ) وَاسْتَثْنٰى أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ، فَأَرَادَ الْأَدْنِيَاءُ إِلْحَاقَ أَنْفُسِهِمْ بِالْأَقْصِيَاءِ؛ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُمْ (احكام القرآن لابن العربى، ج۴ص ۳۴۱، سورة المدثر، الآية الرابعة)

ترجمہ: پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار کے پہننے میں انتہاء ٹخنے کو قرار دے دیا، اور اس سے نیچے کرنے پر وعید بیان فرمادی، پس ان لوگوں کا کیا حال بنے گا، جو اپنے دامنوں (اور کپڑوں) کو لٹکاتے ہیں، اور اپنے کپڑوں کو (ٹخنوں سے نیچے) لمبا کرتے ہیں، پھر تکلف کرتے ہیں اس کپڑے کو اپنے ہاتھ سے اوپر کرنے کا اور یہی کبر کی حالت ہے، اور عجب کی قیادت ہے، اور اس معاملہ میں زیادہ سخت بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو پاک سمجھتے ہیں، اور کٹ حجتی کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ شامل کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ نے کسی اور کو شامل نہیں کیا، اور اس کے علاوہ کسی اور کو اس کے ساتھ لاحق نہیں کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نظر نہیں کرے گا اس شخص کی طرف، جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے طور پر گھسیٹا، اور صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ جس نے اپنے ازار کو کبر وعجب کے طور پر گھسیٹا، تو قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا، حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ازار کا ایک کنارا لٹک جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کو (توجہ ہونے پر) باندھ لیتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جو اس کو کبر وعجب کے طور پر کرتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کو عام بیان کیا ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق کو مستثنیٰ کردیا، پھر بعض دَنی (یعنی عام) لوگوں نے اپنے آپ کو پاکبازوں (یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ لاحق کرنے کا ارادہ کیا، جس کا ان کو حق نہیں (لہٰذا ان کے لئے کِبر وعُجب کا قصد کئے بغیر بھی جائز نہیں)

(احکام القرآن)

احمد بن غنیم مالکی کا حوالہ

(۴)......احمد بن غنیم مالکی فرماتے ہیں کہ:

مَفْهُومُ بَطَرًا إلَخْ يَقْتَضِيْ أَنَّهُ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّجُرَّ ثَوْبَهُ أَوْ إِزَارَهُ إِذَا لَمْ يَقْصُدْ بِذٰلِکَ كِبْرًا وَلَا عُجْبًا، وَتَقْيِيْدُهُمْ جَوَازَهُ لِلْمَرْأَةِ بِقَصْدِ السَّتْرِ يَقْتَضِيْ الْحُرْمَةَ فِيْ حَقِّ الرَّجُلِ عِنْدَ انْتِفَاءِ الْقَصْدِ الْمَذْكُوْرِ بِالْأَوْلٰى، وَالَّذِيْ يَظْهَرُ لِيْ أَنَّ الْجَرَّ مِنَ الرَّجُلِ مَظَنَّةُ الْبَطَرِ وَالْعُجْبِ فَيَحْرُمُ فِيْ حَقِّهِ ذٰلِکَ وَلَوْ تَجَرَّدَ عَنْ ذٰلِکَ الْقَصْدِ(الفواکه الدوانی) [1]

ترجمہ: ''بطر'' کا مفہوم (مخالف) اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آدمی کو اپنے کپڑے یا ازار کو اس وقت لٹکانا جائز ہے، جب وہ اس سے کبر اور عجب کا ارادہ نہ کرے، اور عورت کو ستر کے قصد سے جائز ہونے کی قید لگانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مرد کے حق میں (مطلقاً کپڑا لٹکانا) حرام ہے، جبکہ مذکورہ قصد بھی نہ پایا جائے، اور میرے نزدیک یہ راجح ہے کہ آدمی کا کپڑا لٹکانا کبر و عجب کا مظنہ ہے، تو یہ مرد کے حق میں حرام ہے، اگرچہ کبر و عجب کا قصد بھی نہ پایا جائے (فواکہ الدوانی)

مطلب یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں کبر و عُجب کا مظنہ پایا جاتا ہے اور مظنہ کی وجہ سے بھی فقہائے کرام بہت سے احکام لگاتے ہیں، جیسا کہ سفر کو مشقت کا مظنہ قرار دے کر قصر کا حکم لگایا جاتا ہے، لہٰذا بغیر اس قصد و ارادہ کے بھی حرام ہوگا، جس کی مزید تفصیل آگے تکملہ فتح الملہم وغیرہ کے ذیل میں آتی ہے۔

---

[1] ج۲، ص۳۱۰، جر الرجل ازاره فی الارض، باب فی الفطرة والختان وحلق الشعر واللباس وستر العورة، لاحمد بن غنيم المالكی.

ابنِ عبدُ البر قرطبی کا حوالہ

(۳)......علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی فرماتے ہیں کہ:

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ وَلَا بَطَرٍ أَنَّهٗ لَا يَلْحَقُهُ الْوَعِيْدُ الْمَذْكُوْرُ غَيْرَ أَنَّ جَرَّ الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَسَائِرِ الثِّيَابِ مَذْمُوْمٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَأَمَّا الْمُسْتَكْبِرُ الَّذِيْ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَهُوَ الَّذِيْ وَرَدَ فِيْهِ ذٰلِكَ الْوَعِيْدُ الشَّدِيْدُ (التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج۳، ص ۲۴۴، باب الزاى، حديث زيد بن اسلم)

ترجمہ: اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے اپنے ازار کو کبر وعجب کے بغیر لٹکایا، تو اس کو مذکورہ وعید شامل نہیں ہوگی، لیکن ازار اور قمیص اور تمام کپڑوں کو لٹکانا ہر حال میں مذموم ہے، اور تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکانے والے کے بارے میں مذکورہ شدید وعید وارد ہوئی ہے (التمہید)

مطلب یہ ہے کہ کبر وعُجب کے بغیر بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا باعثِ مذمت عمل ہے، اگرچہ اس کا مذموم ہونا کبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کے مذموم ہونے سے کم ہے۔

محمد عبدالغنی مجددی حنفی کا حوالہ

(۴)......محمد عبدالغنی مجددی حنفی فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ اِنْ كَانَ مِنْ جِهَةِ ضَرُوْرَةٍ كَمَا لَا يَتَمَاسَكُ الْإِزَارُ كَمَا كَانَ شَأْنُ الصِّدِّيْقِ فَلَا حَرَجَ وَإِلَّا فَلَا يَخْلُوْ عَنِ السَّرْفِ قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ لَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّجُرَّ ثَوْبَهٗ وَيَقُوْلُ لَا أَجُرُّهٗ خُيَلَاءَ لِأَنَّ النَّهْيَ قَدْ تَنَاوَلَهٗ لَفْظًا وَيُؤَيِّدُهٗ مَا أَخْرَجَهٗ أَحْمَدُ بْنُ مُنِيْعٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَإِيَّاكَ وَجَرَّ الْإِزَارِ فَإِنَّ الْإِزَارَ مِنَ الْمَخِيْلَةِ قُلْتُ أَوَّلُ الدَّلِيْلِ عَلٰى

الْمَنعِ مَنعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّحَابَةَ مِثْلَ بْنَ عُمَرَ وَغَيْرَهُ مَعَ عِلْمِهٖ بِأَنَّهُمْ بَرَاءٌ عَنِ الْمَخِيْلَةِ (إنجاح الحاجة،شرح سنن ابن ماجه، لمحمد عبد الغني المجددى الحنفي،ج ۱،ص ۲۵۵،باب النشرة)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اگر ضرورت کی وجہ سے لٹکائے، جیسا کہ کوئی ازار کو روک نہیں پاتا، جیسا کہ حضرت صدیق کی شان تھی، تو پھر کوئی حرج نہیں، ورنہ تو یہ اسراف سے خالی نہیں، ابنِ عربی نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کپڑے کو لٹکائے، اور یہ کہے کہ میں اس کو کبر وعجب کے طور پر نہیں لٹکا رہا، کیونکہ ممانعت لفظی اعتبار سے اس کو بھی شامل ہے، جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے، جس کو احمد بن منیع نے ابنِ عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ''تم اپنے آپ کو ازار لٹکانے سے بچاؤ، کیونکہ یہ ازار لٹکانا کبر وعجب سے تعلق رکھتا ہے'' میں کہتا ہوں کہ ممانعت کی سب سے پہلی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابۂ کرام مثلاً ابنِ عمر وغیرہ کو منع کرنا ہے، باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم تھا کہ وہ کبر وعجب سے بریٔ ہیں (انجاح الحاجہ)

ملحوظ رہے کہ مطلق اسبال کا اسراف کو مستلزم ہونا ضروری نہیں، کیونکہ بعض اوقات ''اسبال'' کسی چادر یا ایسے کپڑے سے ہوتا ہے، جو ضرورت کے مطابق لمبا ہوتا ہے، اور وہ لیٹتے، سوتے اور بچھاتے وقت اپنے طول وعرض کے ساتھ کام آتا ہے، مگر اس کو اس طریقہ پر اوڑھا جاتا ہے کہ اسبال لازم آجاتا ہے، لہٰذا یہاں اسبال پائے جانے کے باوجود اسراف لازم نہیں آتا۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے منع فرمانا، یہ عام حالات میں کبر وعُجب کے بغیر بھی ممنوع یا مکروہ ہونے کی دلیل ہے۔

محمد بن اسماعیل صنعانی کا حوالہ

(۵)......محمد بن اسماعیل صنعانی (المتوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

وَتَقْيِيْدُ كَثِيْرٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ بِالْخُيَلَاءِ بَيَانٌ لِلْحَامِلِ عَلٰى ذٰلِكَ فِي الْأَغْلَبِ، وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ قَالَ حِيْنَ سَمِعَ النَّهْيَ: إِنِّيْ لَمْ أَتَعَاهَدْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ(لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ)أَيْ لَسْتَ مِمَّنْ يَّتَعَمَّدُ ذٰلِكَ، وَهٰذَا مَا نَخْتَارُهُ مِنَ الْعَمَلِ بِالْمُطْلَقِ وَحَمْلِ الْمُقَيَّدِ عَلٰى زِيَادَةٍ فِيْ مُوْجَبِ الْحُكْمِ فَيَكُوْنُ التَّحْرِيْمُ عَاماً، اِنْتَهٰى.

قُلْتُ :وَنِعْمَ مَا قَالَ، أَيْ عَامًّا فِيْ حَالِ الْخُيَلَاءِ وَغَيْرِهَا، وَهُوَ يُشِيْرُ إِلٰى مَا (نَخْتَارُهُ)مِنْ أَنَّهُ لَا يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ، كَمَا يَقُوْلُ بِحَمْلِهٖ عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ، وَهُوَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ، وَإِلَيْهِ يُشِيْرُ كَلَامُ النَّوَوِيِّ وَخَالَفَهُمُ الْحَنَفِيَّةُ وَوَافَقَهُمْ صَاحِبُ الْمَنَارِ.

وَقَالَ فِيْ (نَجَاحِ الطَّالِبِ)اَلْمُقَيَّدُ إِنَّمَا هُوَ أَحَدُ الْأَفْرَادِ الَّتِيْ يَصْدُقُ عَلَيْهَا الْمُطْلَقُ، وَالنَّصُّ عَلٰى فَرْدٍ مِّنْ أَفْرَادِ الْعَامِّ لَيْسَ بِتَخْصِيْصٍ مَعَ (إِتِّفَاقِ)الْحُكْمَيْنِ فَكَذٰا هُنَا، اِنْتَهٰى.

وَقَدْ بَحَثَ مَعَ أَئِمَّةِ الْأُصُوْلِ الْقَائِلِيْنَ بِالْحَمْلِ بِمَا يَظْهَرُ بِهٖ قُوَّةُ مَا جَنَحَ إِلَيْهِ (مَعَ)أَنَّهُ قَدْ أَشَارَ هُنَا بِقَوْلِهٖ بَيَانُ الْحَامِلِ عَلٰى ذٰلِكَ فِي الْأَغْلَبِ إِلٰى أَنَّ قَيْدَ الْخُيَلَاءِ مَخْرَجَ الْأَغْلَبِ لَمْ يُعْتَبَرْ لَهٗ مَفْهُوْمٌ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْأُصُوْلِ، كَمَا قَالَهُ الْجُمْهُوْرُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ ،الآيَةَ، لِأَنَّ قَيْدَ فِيْ حُجُوْرِكُمْ فَلَا يُعْمَلُ

بِمَفْهُوْمِهٖ فَلَا تَحِلُّ الرَّبِيْبَةُ فِيْ غَيْرِ الْحِجْرِ فَكَذٰلِكَ الْإِسْبَالُ هُنَا لَا يَحِلُّ مَعَ عَدَمِ الْخُيَلَاءِ ، وَفِيْ كَلامِ اِبْنِ الْأَثِيْرِ مَا يُشْعِرُ بِذٰلِكَ حَيْثُ قَالَ: وَإِنَّمَا يُفْعَلُ ذٰلِكَ لِلْخُيَلَاءِ وَيُؤَيِّدُهٗ أَنَّ فِيْ بَعْضِ الْأَحَادِيْثِ: وَإِيَّاكَ وَالْإِسْبَالَ فَإِنَّهٗ مِنَ الْمَخِيْلَةِ ،فَجَعَلَ نَفْسَ الْإِسْبَالِ بَعْضًا مِنَ الْمَخِيْلَةِ،ثُمَّ وَجَدْتُّ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِيْنَ (مِنْ)تَأْلِيْفِ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ فِيْ (فَتْحِ الْبَارِيْ)شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ، مَا لَفْظُهٗ:قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ:لَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ مُجَاوَزَةَ ثَوْبِهٖ كَعْبَهٗ وَيَقُوْلُ لَا أَجُرُّهٗ خُيَلَاءَ لِأَنَّ النَّهْيَ قَدْ تَنَاوَلَهٗ لَفْظًا وَلَا يَجُوْزُ لِمَنْ تَنَاوَلَهُ اللَّفْظُ حُكْمًا أَنْ يَّقُوْلَ لَا أَمْتَثِلُهٗ لِأَنَّ تِلْكَ الْعِلَّةَ لَيْسَتْ فِيَّ فَإِنَّهَا دَعْوٰى غَيْرُ مُسَلَّمَةٍ بَلْ إِطَالَتُهٗ ذَيْلَهٗ دَالٌّ عَلٰى تَكَبُّرِهٖ، اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا.

ثُمَّ قَالَ اِبْنُ حَجَرٍ:وَحَاصِلُهٗ أَنَّ الْإِسْبَالَ يَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ، وَجَرُّ الثَّوْبِ يَسْتَلْزِمُ الْخُيَلَاءَ ، وَلَوْ لَمْ يَقْصُدِ اللَّابِسُ الْخُيَلَاءَ وَيُؤَيِّدُهٗ مَا أَخْرَجَهٗ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ فِيْ اِثْنَاءِ حَدِيْثٍ "رَفَعَهٗ" "وَإِيَّاكَ وَجَرَّ الْإِزَارِ فَإِنَّ جَرَّ الْإِزَارِ مِنَ الْمَخِيْلَةِ" وَأَخْرَجَ النِّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَصَحَّحَهٗ اِبْنُ حَبَّانٍ مِنْ حَدِيْثِ الْمُغِيْرَةِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ آخِذًا بِرِدَاءِ سُفْيَانَ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَقُوْلُ " سُفْيَانُ لَا تُسْبِلْ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ"

وَأَمَّا حَدِيْثُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَالَّذِيْ يَظْهَرُ لِيْ اَنَّهٗ مِنْ بَابِ نَفْيِ الْقَيْدِ وَالْمُقَيَّدِ مَعًا، وَأَنَّ مُرَادَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَوَابِهٖ عَلَيْهِ:إِنَّكَ لَا تُسْبِلُ وَلَا تَفْعَلُهٗ مَخِيْلَةً وَذٰلِكَ اَنَّهٗ قَالَ:إِنَّ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ وَهٰذَا لَيْسَ بِإِسْبَالٍ فَإِنَّهٗ لَا بُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ فِعْلِ

الْـمُسْبِلِ نَـفْسِـهٖ، وَهُنَا نَسَبَ الْإِسْتِرْخَاءَ إِلَى الْإِزَارِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَتِهٖ، فَـالْـجَـوَابُ مِـنْـهُ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ بَابِ نَفْيِ الْقَيْدِ وَالْـمُـقَيَّـدِ، وَنَـظِيْـرُ مَـا قَالَهٗ صَاحِبُ (الْكَشَّافِ) رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ قَوْلِهٖ تَـعَـالٰـى ''إِنَّ الَّـذِيْـنَ كَـفَـرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ،إِنَّـهٗ نَفْيٌ لِلتَّوْبَةِ مِنَ الْقُبُوْلِ، أَيْ لَا تَوْبَةَ لَهُمْ وَلَا قُبُوْلَ وَأَنْشَدَ الْبَيْتَ الْمَعْرُوْفَ '' وَلَا تَرَى الضَّبَّ بِهَا يَنْجَحِرَ ''

(وَيُـؤَيِّـدُهٗ) أَنَّـهٗ لَا بُـدَّ مِـنَ الْقَصْدِ فِي الْإِسْبَالِ أَنَّـهٗ لَا يَحْرُمُ جَرُّهٗ حَالَ الْـفَـزْعِ وَالْـغَـضَـبِ وَالـنِّسْيَـانِ كَـمَا قَدَّمْنَا، وَلَعَلَّ هٰذَا الَّذِيْ أَرَادَهٗ صَاحِبُ (الْمَنَارِ) وَأَشَارَ إِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرٍ أَيْ لَيْسَ مِمَّنْ يَتَـعَـمَّـدُ ذٰلِكَ وَحِيْنَئِذٍ فَحَدِيْثُ أَبِيْ بَكْرٍ لَيْسَ مِنْ مَحَلِّ النِّزَاعِ فِيْ حَـدٍّ وَلَا صَـدْرٍ، إِنَّـمَـا تَـوَهَّـمَ أَبُـوْ بَـكْـرٍ فَسَأَلَ فَأُجِيْبَ بِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ.

ثُـمَّ وَجَـدْتُ فِـي (الـتَّـمْهِيْـدِ) لِابْـنِ عَبْدِ الْبَرِّ بَعْدَ أَيَّامٍ مِنْ كِتَابَةِ هٰذِهِ الـرِّسَـالَةِ مَـا لَـفْـظُهٗ '' أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: إِنَّكَ لَسْـتَ مِمَّنْ يَّرْضٰى ذٰلِكَ وَلَا يَتَعَمَّدُهٗ وَلَا يُظَنُّ بِكَ ذٰلِكَ'' اِنْتَهٰى.

وَهُـوَ بِحَمْدِ اللّٰهِ صَرِيْحٌ فِيْ مَا قُلْنَاهُ وَيَدُلُّ لَهٗ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ إِسْبَالِ ذُيُوْلِهِنَّ ذِرَاعًا، وَلَمْ يَقُلْ لِأُمِّ سَـلَـمَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَا ،وَقَـدْ سَـأَلَتْـهُ أَنَّـهٗ لَيْـسَ مِنَ الْمَخِيْلَةِ لِأَنَّهُنَّ قَـاصِـدَاتٌ لِـذٰلِكَ فَهُـوَ مَـخِيْلَةٌ أَوْ مَظَنَّةٌ لَهَا، لٰكِنْ عَارَضَ مَفْسَدَةُ الْـإِسْبَـالِ مَـفْسَـدَةٌ أَعْـظَـمُ مِنْهَا وَهِيَ: اِنْكِشَافُ أَقْدَامِ النِّسَاءِ وَهِيَ

عَوْرَةٌ، فَأَذِنَ لَهُنَّ وَإِنْ حَصَلَتِ الْمَخِيْلَةُ دَفْعًا لِأَعْظَمِ الْمَفْسَدَتَيْنِ بِأَخَفِّهِمَا ،وَحِيْنَئِذٍ يَتَوَجَّهُ الْوَعِيْدُ عَلَى الْإِسْبَالِ لِغَيْرِ النِّسَاءِ وَلٰكِنْ تَخُصُّ الْإِبَاحَةُ بِذُيُوْلِهِنَّ لا بِقَمِيْصِهِنَّ وَثِيَابِ الْبَذْلَةِ الَّتِيْ تَلْبَسُهَا فِيْ مَنْزِلِهَا خَالِيَةً عَنِ الْأَجَانِبِ.

وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الَّذِيْ أَشَارَ إِلَيْهِ(الْمَنَارُ)فِيْ خُرُوْجِ الْمَفْهُوْمِ عَلَى الْأَغْلَبِ تَنَزَّلٌ مِنْهُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْمَفْهُوْمِ، وَإِلَّا فَهُوَ يَنْفِيْهِ كَمَا يَأْتِيْ ....وَقَدْ سَبَقَتْ لَنَا الْإِشَارَةُ أَنَّهُ لا يَتِمُّ حَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ " كَمَا قَالَهُ النَّوَوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ إِلَّا مَعَ الْقَوْلِ بِمَفْهُوْمِ الصِّفَةِ وَالْقَوْلِ بِحَمْلِ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ " وَفِيْهِمَا نِزَاعٌ كَمَا أَشَرْنَا إِلَيْهِ، فَأَمَّا الْحَمْلُ فَقَدَّمْنَا الْكَلَامَ عَلَيْهِ، وَأَمَّا الْقَوْلُ بِمَفْهُوْمِ الصِّفَةِ فَلْنَذْكُرْ كَلَامَ النُّفَاةِ وَالْمُثْبِتِيْنَ، وَمَنْ لَهُ ذَوْقٌ سَلِيْمٌ يَعْرِفُ الصَّحِيْحَ مِنَ السَّقِيْمِ.

فَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ(خُيَلَاءَ)فِيْ حَدِيْثٍ " لا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ " مَفْهُوْمُهُ مِنْ مَفْهُوْمِ الصِّفَةِ لِاتِّفَاقِهِمْ بِأَنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ بِهَا (التَّجْوِيْزَ بَلْ كُلُّ مَا تَقَيَّدَ بِهَا مِنْ حَالٍ وَعِلَّةٍ وَنَحْوِهَا)

فَذَهَبَ إِلَى الْقَوْلِ بِمَفْهُوْمِ الصِّفَةِ الشَّافِعِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ، وَذَهَبَ إِلٰى نَفْيِهِ الْحَنَفِيَّةُ وَأَئِمَّةٌ مِّنَ الشَّافِعِيَّةِ: كَالْقَاضِيْ وَالْغَزَالِيْ، وَنَفَاهُ الْمُعْتَزِلَةُ وَالْمَهْدِيُّ فِيْ (الْبَحْرِ)...........وَإِذَا عَرَفْتَ مَا قَرَّرْنَاهُ وَأَحَطْتَّ عِلْماً بِمَا سُقْنَاهُ، عَرَفْتَ قُوَّةَ التَّحْرِيْمِ مُطْلَقًا لِلْإِسْبَالِ فِيْ كُلِّ حَالٍ (استيفاء الأقوال فى تحريم الإسبال على الرجال،لمحمد بن إسماعيل

الصنعانی، ص ۴۱ الیٰ ۴۸، تحریر المقال فی الاسبال)

ترجمہ: اور اکثر روایات میں کبر وعجب کی قید اس بات کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ یہ عمل کرنے والا عموماً اس چیز کا حامل ہوتا ہے، اور اسی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر کے لئے قول بھی اس بات کی علامت ہے کہ جب انہوں نے ممانعت کو سنا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ میں اپنے ازار کو روک نہیں پاتا، اور وہ لٹک جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو اس کو کبر وعجب کے طور پر کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس عمل کو قصداً وعمداً کرنے والوں میں سے نہیں، اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، مطلق پر عمل کرتے ہوئے، اور مقید کو موجبِ حکم میں زیادتی (یعنی حکم کی شدت) پر مقید کرتے ہوئے، پس تحریم عام ہوگی (مقبلی کا کلام ختم ہوا)

میں کہتا ہوں کہ مقبلی نے بہت اچھی بات فرمائی ہے، یعنی یہ حکم عام ہے کبر وعجب کی حالت میں اور دوسری حالت میں، اور ان کا اشارہ اسی بات کی طرف ہے، جس کو ہم اختیار کرتے ہیں کہ مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ اس کو محمول کرنے کے جمہور قائل ہیں، اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے، اور اسی کی طرف نووی کا کلام اشارہ کرتا ہے، اور حنفیہ نے اس کی مخالفت کی ہے، اور صاحبِ منار نے حنفیہ کی موافقت کی ہے۔

اور ''نجاح الطالب'' میں فرمایا کہ جن چیزوں پر مطلق صادق آتا ہے، مقید ان میں کا ایک فرد ہوتا ہے، اور عام افراد میں سے کسی ایک فرد کو صراحت کے ساتھ بیان کرنا یہ تخصیص نہیں ہے، جبکہ دونوں حکم متفق ہوں، پس اسی طریقہ سے یہاں (اسبالِ ازار کے مسئلہ) میں بھی ہے (نجاح الطالب کا کلام ختم ہوا)

اور ائمۂ اصول نے بحث کی ہے، جو مطلق کو مقید کرنے کے قائل ہیں، جس سے

اس بات کی تائید ہوتی ہے، جس کی طرف صاحبِ نجاح الطالب مائل ہوئے ہیں، اور اس کی طرف اس قول سے اشارہ ہو چکا کہ محمول کرنے کا مقصد غالب حالات میں ہے کہ کبر و عجب کی قید غالب حالات کے اعتبار سے بیان ہوئی ہے، جس کے مفہومِ مخالف کا جمہور اصول کے نزدیک اعتبار نہیں ہوتا، جیسا کہ جمہور کا قول اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں بھی ہے ''وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ'' کہ اس آیت میں ''حجورکم'' کی قید کے مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں، لہٰذا غیر حجر والی عورت میں حلت نہیں ہوگی۔

پس اسی طریقہ سے اسبال بھی یہاں کبر و عجب نہ ہونے کی صورت میں حلال نہیں ہوگا، اور ابنِ اثیر کے کلام میں اس کی طرف اشارہ ہے، اس طور پر کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ عمل کبر و عجب کے طور پر ہی کیا جاتا ہے، جس کی تائید بعض احادیث کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ ''اپنے آپ کو اسبالِ ازار سے بچاؤ، کیونکہ اس کا کبر و عجب سے تعلق ہے'' اس حدیث میں نفسِ اسبال کو ''مخیلہ'' کا فرد قرار دیا گیا ہے، پھر میں نے اس رسالہ کی تالیف کے تین سال بعد فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ الفاظ پائے کہ ''ابنِ عربی نے فرمایا کہ آدمی کے لئے اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا جائز نہیں، اور یہ کہنا جائز نہیں کہ میں کبر و عجب کے طور پر نہیں لٹکا رہا، کیونکہ ممانعت اس کو بھی لفظاً شامل ہے، اور جس کو لفظ کی ممانعت حکم کے اعتبار سے شامل ہو، یہ کہنا جائز نہیں ہوتا کہ میں اس کی پیروی نہیں کرتا، اس لئے کہ یہ علت میرے اندر نہیں پائی جاتی، کیونکہ یہ دعویٰ غیر مسلم ہے، بلکہ اس کا اپنے لئے لمبے بنانا (خود) اس کے کبر کی دلیل ہے (ابنِ عربی کا کلام تلخیص کے ساتھ ختم ہوا)

پھر اس کے بعد ابنِ حجر نے فرمایا کہ اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

جرِّ ثوب کو مستلزم ہے، اور جرِّ ثوب کبر و عُجب کو مستلزم ہے، اگر چہ کپڑا پہننے والا کبر و عُجب کا قصد نہ کرے، جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کو احمد بن منیع نے ایک دوسری سند سے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے، اس حدیث کے ضمن میں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ آپ ازار لٹکانے سے بچو، کیونکہ ازار لٹکانا کبر و عُجب سے تعلق رکھتا ہے، اور نسائی اور ابنِ ماجہ اور صحیح ابنِ حبان نے مغیرہ کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفیان بن سہل کی چادر پکڑ کر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''آپ کپڑا نہ لٹکایئے، کیونکہ اللہ کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا''

اور رہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث تو میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ قید اور مقید دونوں کی اکٹھی نفی کے باب سے تعلق رکھتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب سے مراد یہ ہے کہ آپ (درحقیقت) نہ تو اسبال کرتے ہیں، اور نہ اس فعل کو کبر و عجب کے طور پر کرتے ہیں، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ حضرت ابو بکر نے یہ کہا کہ میرا ازار لٹک جاتا ہے، اور یہ اسبال میں داخل ہی نہیں، کیونکہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسبال کرنے والا اپنی طرف سے یہ فعل کرے (جبکہ حضرت ابو بکر صدیق اسبال کرتے ہی نہ تھے، بلکہ ازار خود سے ڈھیلا ہو جاتا تھا اور وہ توجہ ہونے پر اسبال کے بجائے، رفعِ ازار کرتے تھے) اور یہاں لٹک جانے کی نسبت ان کے ارادہ کے بغیر ازار کی طرف منسوب ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب قید اور مقید کی نفی کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کی نظیر وہ ہے جو صاحبِ کشاف رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ'' کے ضمن میں فرمائی ہے کہ یہاں توبہ کی نفی قبول سے کی گئی ہے، یعنی ان کے لئے توبہ نہیں ہے،

اور نہ قبول ہے، اوراس کی تائید میں مشہور شعر ''وَلَا تَـرَی الـضَّـبَّ بِهَـا یَنْجَحِر'' کو بیان کیا ہے۔

نیز اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اسبال میں قصد ضروری ہے، کیونکہ گھبراہٹ، غصہ، اور بھول کی حالت میں کپڑا لٹکانا حرام نہیں ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا (کہ ان حالات میں احادیث سے ثبوت ملتا ہے) اور غالباً وہ بات جو صاحبِ منار کی مراد ہے، اور اس کی طرف انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ وہ اس کا ارادہ کرنے والوں میں سے نہیں تھے، ایسی صورت میں ابوبکر کی حدیث محلِ نزاع نہیں ہوگی، نہ انتہاء میں اور نہ ابتداء میں، بلکہ صرف حضرت ابوبکر کو (اپنے متعلق کِبر وعُجب یا ممنوع اسبال کا) وہم ہوا تھا، جس کے بارے میں انہوں نے سوال کیا، تو ان کو یہ جواب دیا گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

پھر میں نے اس رسالہ کے لکھنے کے چند دن بعد ابنِ عبدالبر کی ''التمہید'' میں یہ الفاظ پائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو یہ فرمایا کہ بے شک آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو اس عمل کو پسند کرتے ہیں، اور نہ اس کا ارادہ کرتے ہیں، اور آپ سے اس کبر وعُجب کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا (ابنِ عبدالبر کی بات ختم ہوئی)

اور یہ بحمداللہ ہمارے بیان کردہ قول کے بارے میں صریح ہے، اوراس پر دلالت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہاتُ المومنین کے لئے ان کے دامن لٹکانے میں ایک ذراع تک اجازت دی، اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کرنے کے باوجود یہ نہیں فرمایا کہ ''یہ کبر وعجب سے تعلق نہیں رکھتا'' کیونکہ عورتیں

اس کا قصد کرتی ہیں، پس وہ کبر وعجب ہے یا اس کا مظنہ ہے، لیکن اسبال کے مفسدہ کے مقابلہ میں اس سے بڑا مفسدہ عارض آ گیا، جو کہ عورتوں کے قدموں کا کھلنا ہے، اور وہ ستر میں داخل ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اجازت دے دی، اگرچہ کبر وعجب حاصل ہو، دو مفسدوں میں سے اخف کو اختیار کر کے بڑے مفسدہ کو دور کرنے کے لئے، اور ایسی صورت میں وعید کا تعلق عورتوں کے علاوہ کے لئے اسبال سے ہوگا، اور عورتوں کے لئے اباحت خاص ازار یا پاجامہ کے پائینچے لٹکانے کی حد تک ہوگی، نہ کہ ٹخنوں سے نیچے تک لمبے دامن کی قمیص استعمال کرنے، نہ گھروں کے اندر کام کاج کے کپڑوں میں ٹخنے ڈھانکنے میں، جبکہ اجانب سے آمنا سامنا نہ ہو۔ [1]

اور یہ بات جاننی چاہئے کہ جس کی طرف ''منار'' نے اشارہ کیا ہے، مفہوم کے غالب مقام پر خروج میں کہ یہ مفہوم کو معتبر قرار دینے کے قول پر مبنی ہے، ورنہ اس کی نفی آنے والے مضمون میں ہوتی ہے۔

......(پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ)......اور پہلے اس چیز کا اشارہ گزر چکا ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرنا تام نہیں ہے، جیسا کہ نووی اور بیہقی نے فرمایا ہے، مگر مفہومِ صفت کے قول اور مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے قول کے ساتھ ہی، اور ان دونوں باتوں میں اصولیین کا اختلاف ہے، جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا، جہاں تک (مطلق کو مقید پر) محمول کرنے کا تعلق ہے، اس پر تو کلام پہلے گزر چکا ہے، اور جہاں تک مفہومِ صفت کے قول کا تعلق ہے، تو ہم نفی کرنے والوں اور

---

[1] ہمیں اس موقف اس سے اتفاق نہیں، اور ہمارے نزدیک عورت کو مطلقاً اسبالِ ثوب جائز ہے، جس کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عورتوں کے حق میں یہ مباح ہے، یا مباح زینت ہونے کی وجہ سے، یا اس وجہ سے کہ ان کے حق میں اسبال نہ تو کبر کی دلیل ہے، اور نہ ہی ان کی طرف سے اس عمل سے حقیقی کبر یا ممنوع کبر کا صدور ہوتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

اثبات کرنے والوں کے کلام کا ذکر کرتے ہیں، اور جس کا ذوقِ سلیم ہوگا، وہ صحیح کو سقیم کے مقابلہ میں پہچان لے گا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث''**لا ینظر اللہ إلی من جر ثوبه خیلاء** ''میں ''خیلاء'' فرمانا، اس کا مفہوم بالاتفاق، مفہومِ صفت ہے، کیونکہ اس کی مراد تجویز نہیں ہے، بلکہ اس کو حالت اور علت وغیرہ کے ساتھ مقید کرنا ہے، پس مفہومِ صفت کے قول کی طرف امام شافعی اور ائمہ کی ایک جماعت گئی ہے، اور اس کی نفی کی طرف حنفیہ اور شافعیہ میں سے بعض ائمہ گئے ہیں، جیسا کہ قاضی اور غزالی، اور اس کی معتزلہ اور مہدی نے نفی کی ہے (بحر)

......(آگے مفہومِ صفت کے مثبتین کی دو دلیلیں اور پھر ان کے جواب دے کر فرماتے ہیں کہ)......اور جب آپ ہماری تقریر کو پہچان چکے، اور جو کچھ ہم نے بیان کیا، اس کا علمی احاطہ کر چکے، تو آپ یہ بات بھی جان چکے ہوں گے کہ ہر حالت میں اسبال کی مطلق تحریم کا قول زیادہ قوی ہے (استیفاء الاقوال)

ملحوظ رہے کہ فقہائے اصولیین کے نزدیک مطلق اور مقید اگر سبب اور حکم میں مختلف ہوں، تو بالاتفاق مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا، اور اگر مطلق ومقید سبب اور حکم میں متفق ہوں، تو بالاتفاق مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے، اور اگر مطلق ومقید سبب وحکم میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں، تو حنفیہ کے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا، اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] ذکر الأصولیون والفقهاء الأحکام الخاصة بمصطلح تقیید فی عدد من المواطن، ومن أشهر مسائله عند الأصولیین مسألة حمل المطلق علی المقید، ومما قالوه فی ذلک أن المطلق والمقید إما أن یختلفا فی السبب والحکم، وإما أن یتفقا فیهما، وإما أن یختلفا فی السبب دون الحکم، فإن کان الأول فلا حمل اتفاقا، کما قال الآمر لمن تلزمه طاعته :اشتر لحم ضأن، وکل لحما، فلا یحمل هذا علی ذاک، وإن کان الثانی فیحمل المطلق علی المقید اتفاقا، کما فی قوله تعالی کفارة الیمین :(فمن لم یجد فصیام ثلاثة أیام)) مع قراء ة ابن مسعود "فصیام ثلاثة أیام متتالیات وإن کان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جہاں تک مفہومِ صفت کا تعلق ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حکم کسی چیز پر اس کے کسی وصف کے ساتھ معلق کیا جائے، اس صورت میں شوافع اور مالکیہ کے نزدیک وہ اس وصف کے علاوہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے، اور حنفیہ وبعض دیگر حضرات کے نزدیک نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ [۱]

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک خواتین کے قدمین ''عورت'' میں داخل ہیں، لیکن حنفیہ کی اس سلسلہ میں مختلف روایات ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک خواتین کے قدمین کا ''عورت'' نہ ہونا معتمد ہے، شافعیہ میں سے مزنی اور حنابلہ میں سے علامہ ابنِ تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے، لہٰذا مندرجہ بالا عبارت میں جو خاتون کے قدمین کو عورت قرار دیا گیا ہے، وہ یا تو دیگر فقہاء کے قول پر مبنی ہے، یا پھر حنفیہ کی کسی ایک روایت پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الثالث وهو الاختلاف فى السبب دون حكم فهو محل الخلاف.

فذهب الحنفية وأكثر المالكية إلى عدم جواز حمل المطلق على المقيد، وذهب الشافعية إلى الجواز. ومثاله: قوله تعالى فى كفارة الظهار: (فتحرير رقبة) وفى القتل: (فتحرير رقبة مؤمنة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص۱۸۳، مادة "تقييد")

[۱] مفهوم الصفة:۔عرف الزركشى مفهوم الصفة بأنه تعليق الحكم على الذات بأحد الأوصاف.

واختلف العلماء فى دلالة تعليق الحكم بأحد وصفى الشىء، مثل قول النبى صلى الله عليه وسلم: فى سائمة الغنم إذا كانت أربعين ففيها شاة.

فذهب الشافعى ومالک، والأكثرون من أصحابهما إلى أنه يدل على نفى الحكم عما عداه، وإليه ذهب الأشعرى.

وذهب أبو حنيفة وجماعة عند كل من المالكية والشافعية ـ منهم الغزالى ـ إلى أن تقييد الحكم صفة لا ينفيه عما عداه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳، ص۲۱۶، مادة "وصف")

وقد ورد تقييد السوم وهو مفهوم الصفة، والمطلق يحمل على المقيد إذا كانا فى حادثة واحدة، وبالصفة إذا قرنت بالاسم العلم؛ ينزل منزلة العلة لإيجاب الحكم (التوضيح لشرح الجامع الصحيح، ج۱۰، ص۳۹۸، باب زكاة الغنم)

[۲] أما ظاهر القدمين وباطنهما فليسا من العورة على المعتمد، وقيل هما عورة خارج الصلاة (فقه العبادات على المذهب الحنفى للحاجة نجاح حلبى، ص۷۷، كتاب الصلاة، الباب الثالث، الفصل الاول)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ہمارے نزدیک اس سلسلہ میں راجح یہ ہے کہ ٹخنے ڈھانکنے میں تکبر لازم آنے یا تکبر پیدا ہونے کے معاملے کو شریعت نے مَردوں کے ساتھ خاص رکھا ہے، خواتین کو اس میں شامل نہیں کیا، بلکہ خواتین کے حق میں کبر کے معاملہ کو مرد حضرات کے برعکس رکھا ہے (اور شریعت کا جو حکم جس تقسیم وتفصیل کے ساتھ ہوتا ہے، اس تقسیم وتفصیل کی رعایت ضروری ہوتی ہے)

اور تجربہ ومشاہدہ بھی یہی ہے کہ عامۃُ الناس میں سے مرد حضرات ٹخنوں سے اوپر کپڑا کرنے میں عار اور شان کی خلاف ورزی محسوس کرتے ہیں، اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں فخر وغرور سمجھتے ہیں، اور مرد حضرات کے برعکس خواتین ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں عار اور شان کی خلاف ورزی محسوس کرتی ہیں، اور ٹخنوں سے اوپر کپڑا کرنے میں فخر وغرور سمجھتی ہیں،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وفی القدمين اختلاف المشايخ واختلاف الروايات عن أصحابنا رحمهم الله، وكان الفقيه أبو جعفر يتردد فی هذا فيقول مرة؛ إن قدميها عورة، ويقول مرة :إن قدميها ليس بعورة، فمن يجعلها عورة يقول يلزمها سترها ومن لا يجعلها عورة يقول :لا يلزمها سترها، والأصح أنه ليس بعورة، وهی مسألة كتاب الاستحسان آنفا(المحيط البرهانی، ج ا ص ۲۷۹، كتاب الصلاة، الفصل الرابع)

وأما النظر إلى القدمين هل يحرم ذكر فی كتاب الاستحسان هی عورة فی حق النظر وليس بعورة فی حق الصلاة وكذا ذكر فی الزيادات إشارة إلى أنها ليست بعورة فی حق الصلاة،

وذكر ابن شجاع عن الحسن عن أبی حنيفة أنها ليست بعورة فی حق النظر كالوجه والكفين(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۳ص ۳۳۴، كتاب الاستحسان)

(وهو الأصح) ش :أی كون القدم ليست بعورة هو الأصح .وفی "شرح الأقطع :"والصحيح أنها عورة بظاهر الخبر .وقال المرغينانی والأسبيجابی فی "شرح مختصر الطحاوی :"وقدماها فيها عورة .قال الأسبيجابی :فی حق النظر .والطحاوی لم يجعلها عورة فی حق الصلاة.

وقال الكرخی :ليست بعورة فی حق النظر .وقيل لا تكون عورة فی حق الصلاة أيضا.

وفی "المفيد "فی القدمين اختلاف المشايخ .وقال الثوری -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -والمزنی: القدمان ليستا من العورة .وقال الثوری فی قول عند الخراسانيين :وقيل وجهه أن باطن قدميها ليست بعورة(البناية شرح الهداية، ۲ ص ۱۲۶، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التی تتقدمها)

وأما القدمان فهما عورة عند المالكية والشافعية غير المزنی، وهو المذهب عند الحنابلة، وهو رأی بعض الحنفية.

والمعتمد عند الحنفية أنهما ليستا بعورة، وهو رأی المزنی من الشافعية، والشيخ تقی الدين ابن تيمية من الحنابلة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۸۶، مادة " أنوثة")

لہٰذا شریعت کی طرف سے یہ تقسیم وتفریق فطرت کے مطابق ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حوالہ

(۲)......مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

فِیْ نُوْرِالْاَنْوَارِ بَحْثِ حَمْلِ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِیْ حُکْمٍ وَّاحِدٍ مَانَصُّهٗ وَفِیْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَدَ نَصَّانِ فِی السَّبَبِ وَلَامُزَاحَمَةَ فِی الْاَسْبَابِ فَوَجَبَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا يَعْنِیْ اَنَّ مَا قُلْنَا اِنَّهٗ يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِی الْحَادِثَةِ الْوَاحِدَةِ وَالْحُکْمِ الْوَاحِدِ اِنَّمَا هُوَ اِذَا وَرَدَا فِی الْحُکْمِ لِلتَّضَادِّ وَاَمَّا اِذَا وَرَدَا فِی الْاَسْبَابِ اَوِالشُّرُوْطِ فَلَا مُضَايَقَةَ وَلَاتَضَادَّ فَيُمْکِنُ اَنْ يَّکُوْنَ الْمُطْلَقُ سَبَبًا بِاِطْلَاقِهٖ وَالْمُقَيَّدُ سَبَبًا بِتَقْيِيْدِهٖ اھ۔

اور مانحن فیہ میں حکم معصیت ہے اور مطلق جر اور جر للخیلاء اسباب اس کے ہیں، یہاں مطلق کو مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں، پس مطلق جر کو بھی حرام کہیں گے اور جر للخیلاء کو بھی، البتہ دونوں حرمتوں میں اگر کسی قدر تفاوت مانا جائے تو گنجائش ہے، کیونکہ ایک جگہ ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے، یعنی جر کا اور دوسری جگہ دو منہی عنہ کا ارتکاب ہے، یعنی جر کا اور خیلاء کا، پس یہ کہنا کہ چونکہ عرب کا دستور یہی تھا کہ فخراً ایسا کرتے تھے، اس لیے حرمت اسی کی ہوگی، بلا دلیل ہے کیونکہ خصوصِ مورد سے خصوصِ حکم لازم نہیں آتا، جب کہ الفاظ میں عموم ہو، **ویتفرع علیه کثیر من الاحکام الفقهية۔**

رہا قصہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، میرے نزدیک اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ **انک لست تفعله بالاختیار و القصد** (یعنی آپ اپنے

اختیار اور قصد سے ایسا نہیں کرتے) چنانچہ **الا ان اتعاھد** اس کی دلیل ہے کہ بلا قصد ایسا ہو جاتا تھا، اور اسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہے، رہا **للخیلاء** کی قید، یہ اس بناء پر ہے کہ اکثر جو لوگ اس فعل کو اختیار کرتے ہیں، وہ براہِ خیلاء کرتے ہیں، پس حدیث میں اطلاق سبب (**یعنی فعلہ بالخیلاء**) کا مسبب (**یعنی فعل بالاختیار**) پر ہوا ہے۔ **وھو شائع فی الکلام ای شیوع** (امداد الفتاویٰ جلد۴ صفحہ۱۲۲، احکام متعلقہ لباس)

(۷)...... ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقیید پر رہتا ہے، اور دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے، **کما ھو مصرح فی الاصول**۔

اور جو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متعلق) حدیث تائید میں نقل کی ہے، خود سوال میں تصریح ہے کہ وہ عمداً نہ کرتے تھے، پس جواب کے بھی یہی معنیٰ ہیں، **انک لست تصنع ذالک عمداً** (کہ آپ یہ عمل جان بوجھ کر نہیں کرتے) چونکہ خیلاء سبب ہوتا ہے، تعمد کا، پس سبب بول کر مسبب مراد لیا گیا (امداد الفتاویٰ جلد۴ صفحہ۱۲۳، احکام متعلقہ لباس)

ملحوظ رہے کہ اکثر اکابرِ دیوبند کے فتاویٰ بھی امداد الفتاویٰ کے مذکورہ فتویٰ کے مطابق ہیں۔

(۸)...... اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

حدیث میں جو تکبر کی قید آئی ہے، یہ کیا ضرور ہے کہ قید احترازی ہو؟ ممکن ہے کہ قید واقعی (یعنی واقعے کے مطابق) ہو، چونکہ اکثر لوگ اسی قصد سے کرتے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قید ذکر فرمائی اور ممنوع ویسے بھی ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے جو شروع فصل ہٰذا میں لکھی گئی ہے، جس میں ٹخنوں کی حد کا ذکر ہے، اس میں یہ قید تکبر کی مذکور نہیں، مطلقاً (یعنی بغیر کسی قید کے) ارشاد ہوا

ہے، جس سے یہ ثابت ہوا کہ خواہ تکبر ہو یا نہ ہو، ہر حال میں ممنوع ہے، ہاں تکبر میں (اس عمل کے ساتھ) ایک گناہ تکبر کا اور مل کر معصیت (گناہ کی بُرائی) شدید ہو جائے گی، یہ دوسری بات ہے اور بلا تکبر ایک ہی معصیت رہے گی، مگر رہے گی تو سہی؛ برأت اور جواز کی تو صورت نہ نکلی، اگر کوئی کہے ہم اس مطلق کو بھی اسی مقیّد پر محمول کرلیں گے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ امر اصولِ فقہ حنفی میں بدلیل ثابت ہو چکا ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہا کرتا ہے۔ غرض کوئی گنجائش جواز کی نہیں

(اصلاحُ الرسوم، پہلا باب، آٹھویں فصل، صفحہ ۲۷، ۲۸)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا توجیہات مختلف تعبیرات کے ساتھ اور بھی اہلِ علم حضرات نے بیان کی ہیں، لہٰذا اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کو متفرد قرار دے کر تردید کرنا راجح نہیں ہے، البتہ اہلِ علم حضرات کے ایک بڑے طبقہ کا قول اس سے مختلف بھی (یعنی کبر وعُجب کے بغیر کراہتِ تنزیہی کا) ہے، جس میں متعدد حنفیہ بھی شامل ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا، پس اگر کوئی دیانت داری کے ساتھ ان دوسرے حضرات کے قول کو راجح سمجھتا ہے، تو اس پر بھی نکیر نہیں کی جاسکتی، کیونکہ مسئلہ اس جہت سے مجتہد فیہ ہے۔

شیخ ابواسحاق حوینی کا حوالہ

(۹)...... شیخ ابواسحاق حوینی فرماتے ہیں کہ:

هُنَاکَ مَسْأَلَتَانِ.

اَلْمَسْأَلَةُ الْأُوْلٰی: اَلْجَرُّ بِغَيْرِ خُيَلاءَ، وَالْمَسْأَلَةُ الْأُخْرٰی: اَلْجَرُّ بِخُيَلاءَ، وَعُلَمَاءُ الْأُصُوْلِ يَقُوْلُوْنَ: إِذَا اِخْتَلَفَ الْحُكْمُ وَاتَّفَقَ السَّبَبُ لَا يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ، فَهؤُلَاءِ حَمَلُوْا الْمُطْلَقَ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (مَا أَسْفَلَ الْكَعْبَيْنَ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي

النَّارِ) حَمَلُوْا هٰذَا الْمُطْلَقَ عَلٰى مَعْنٰى مُقَيَّدٍ بِقَيْدِ الْخُيَلَاءِ فِي الْحَدِيْثِ الْآخِرِ، إِذاً: فَمَنْ جَرَّ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ فَهُوَ الْمُحَاسَبُ الْمُعَاقَبُ عِنْدَ هٰؤُلَآءِ.

فَنَقُوْلُ: لَا، اَلْعُلَمَاءُ لَهُمْ قَاعِدَةٌ تَقُوْلُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْحُكْمُ وَاتَّفَقَ السَّبَبُ لَا يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ، وَقَدْ وَرَدَ فِيْ سُنَنِ أَبِيْ دَاوُدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَا أَسْفَلَ الْكَعْبَيْنَ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ) فَذَكَرَهُمَا فِي سِيَاقٍ وَّاحِدٍ، فَالْحُكْمُ مُخْتَلِفٌ وَالسَّبَبُ وَاحِدٌ، فَمَا السَّبَبُ؟ اَلسَّبَبُ هُوَ جَرُّ الْإِزَارِ، وَمَا هُوَ الْحُكْمُ؟ اَلْحُكْمُ الْأَوَّلُ: يَدْخُلُ النَّارَ، اَلْحُكْمُ الثَّانِيْ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ إِعْرَاضَ اللّٰهِ عَنْهُ أَعْظَمُ مِنْ دُخُوْلِهِ النَّارَ، فَهٰذِهِ عَقُوْبَةٌ مُضَاعَفَةٌ (دروس للشيخ أبى إسحاق الحوينى، الأثرى الحجازى، حكم الإسبال والصلاة خلف المسبل)

ترجمہ: یہاں دو مسئلے ہیں، پہلا مسئلہ کپڑے کو کبر وعجب کے بغیر لٹکانے کا ہے، اور دوسرا مسئلہ کبر وعجب کے ساتھ کپڑے کو لٹکانے کا ہے، اور علمائے اصول فرماتے ہیں کہ جب حکم مختلف ہو، اور سبب متفق ہو، تو مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا، پس انہوں نے مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ ”ٹخنوں سے نیچے جو ازار ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا“ انہوں نے اس مطلق کو کبر وعجب کی قید کے ساتھ مقید کرنے کے معنیٰ پر محمول کیا ہے، جس کا دوسری حدیث میں ذکر آیا ہے، پس جس نے اپنے ازار کو کبر وعجب کے ساتھ لٹکایا، تو ان حضرات کے نزدیک وہی سزا کا مستحق ہوگا۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں، علماء کا بیان کردہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حکم

مختلف ہو اور سبب متفق ہو، تو مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا، اور سنن ابی داؤد میں یہ حدیث آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو ازار ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا، اور جس نے اپنے ازار کو کبر و عجب کی وجہ سے لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، پس ان دونوں باتوں کو ایک سیاق میں ذکر فرمایا ہے، پس حکم مختلف ہے اور سبب ایک ہے، وہ سبب کیا ہے؟ سبب ''ازار کو لٹکانا'' ہے، اور حکم کیا ہے؟ پہلا حکم ''جہنم میں داخل ہونا ہے'' اور دوسرا حکم ''اس کی طرف اللہ کا نظر نہ فرمانا ہے'' اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کا اس سے اعراض فرمانا زیادہ شدید ہے، اس کے جہنم میں داخل ہونے سے، پس یہ سزا زیادہ بڑھی ہوئی ہے (دروس ابی اسحاق)

علامہ انور شاہ کشمیری کا حوالہ

(۱۰)...... علامہ انور شاہ کشمیری صاحب فرماتے ہیں کہ:

وَجَرُّ الثَّوُبِ مَمُنُوُعٌ عِنُدَنَا مُطُلَقًا، فَهُوَ إِذَنُ مِنُ أَحُكَامِ اللِّبَاسِ، وَقَصَّرَ الشَّافِعِيَّةُ النَّهُيَ عَلٰى قَيُدِ الْمَخِيُلَةِ ، فَإِنُ كَانَ الُجَرُّ بِدُوُنِ التَّكَبُّرِ، فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِذَنُ لَا يَكُوُنُ الُحَدِيُثُ مِنُ أَحُكَامِ اللِّبَاسِ وَالُأَقُرَبُ مَا ذَهَبَ إِلَيُهِ الُحَنَفِيَّةُ، لِأَنَّ الُخُيَلَاءَ مَمُنُوُعٌ فِيُ نَفُسِهٖ، وَلَا اِخُتِصَاصَ لَهٗ بِالُجَرِّ، وَأَمَّا قَوُلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيُ بَكُرٍ: إِنَّكَ لَسُتَ مِمَّنُ يَجُرُّ إِزَارَهٗ خُيَلَاءَ ، فَفِيُهِ تَعُلِيُلٌ بِأَمُرٍ مُّنَاسِبٍ، وَإِنُ لَّم يَكُنُ مُنَاطًا فَعِلَّةُ الُإِبَاحَةِ فِيُهِ عَدَمُ الُاِسُتِمُسَاكِ إِلَّا بِالتَّعَهُّدِ، إِلَّا أَنَّهٗ زَادَ عَلَيُهِ بِأَمُرٍ يُفِيُدُ الُإِبَاحَةَ، وَيُؤَكِّدُهَا ،وَلَعَلَّ الُمُصَنِّفَ أَيُضًا يُوَافِقُنَا، فَإِنَّهٗ أَخُرَجَ الُحَدِيُثَ فِي اللِّبَاسِ، وَسُؤَالُ أَبِيُ بَكُرٍ أَيُضًا

يُؤَيِّدُ مَا قُلْنَا، فَإِنَّهُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ حَمَلَ النَّهْيَ عَلَى الْعُمُوْمِ، وَلَوْ كَانَ عِنْدَهُ قَيْدُ الْخُيَلَاءِ مَنَاطًا لِلنَّهْيِ، لَمَا كَانَ لِسُؤَالِهِ مَعْنًى،وَالتَّعْلِيْلُ بِأَمْرٍ مُّنَاسِبٍ طَرِيْقٌ مَعْهُوْدٌ ،وَلَنَا أَنْ نَّقُوْلَ أَيْضًا:إِنَّ جَرَّ الْإِزَارِ خُيَلَاءَ مَّمْنُوْعٌ لِمَنْ يَّتَمَسَّكُ إِزَارَهُ، فَلَيْسَ الْمُحَطُّ اَلْخُيَلَاءَ فَقَطْ (فيض البارى جلد٦ صفحه ٧٣،كتاب اللباس، باب من جر ازاره من غير خيلاء)

ترجمہ: اور کپڑے کو لٹکانا ہمارے نزدیک مطلقاً (کبر وعجب کی صورت میں اور اس کے بغیر دونوں صورتوں میں) ممنوع ہے، پس اس صورت میں اس کا تعلق احکامِ لباس سے ہے، اور شافعیہ نے ممانعت کو کبر وعجب کی قید پر منحصر رکھا ہے، پس (ان کے نزدیک) اگر لٹکانا بغیر تکبر کے ہو، تو وہ جائز ہے، پس اس صورت میں حدیث کا تعلق احکامِ لباس سے نہیں ہوگا، اور زیادہ راجح وہ ہے، جس کی طرف حنفیہ گئے ہیں، کیونکہ کبر وعجب اپنی ذات میں ممنوع ہے، جو لٹکانے کے ساتھ خاص نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ فرمانا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جو کبر وعجب کے طور پر لٹکاتے ہیں، تو اس میں مناسب امر کی تعلیل ہے، اگرچہ اس پر حکم کا مدار نہیں، پس اس واقعہ میں اباحت کی علت خاص اہتمام وتوجہ کئے بغیر روک کر نہ رکھ پانا ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سوال بھی ہماری اس بات کی تائید کرتا ہے، کیونکہ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نہی کو عموم پر محمول کیا جائے گا، اور اگر ان کے نزدیک کبر وعجب کی قید پر ممانعت کا مدار ہوتا، تو ان کے سوال کرنے کے کوئی معنیٰ نہیں تھے، اور مناسب امر کی تعلیل ایک مشہور طریق ہے، اور ہمیں یہ حق بھی ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ازار کو لٹکانا کبر وعجب کے طور پر اس کے لئے بھی ممنوع ہے، جو اپنے ازار کو روک کر رکھ سکتا ہو، پس صرف کبر وعجب کی قید پر ممانعت کا مدار نہیں ہے (فیض الباری)

ملحوظ رہے کہ پیچھے علامہ عینی، فتاویٰ ھندیہ اور دیگر متعدد حنفیہ سے عُجب و کبر کے بغیر اسبالِ ازار کی کراہتِ تنزیہی کی صراحت گزر چکی ہے، اس لئے یہ کہنا محلِ نظر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ممانعت ہے، برخلاف شافعیہ کے۔

البتہ بعض اہلِ علم حضرات نے مطلق کو مقید پر محمول کرنے نہ کرنے کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حنفیہ و شافعیہ کے فقہی اصول پر منطبق کر کے جو تخریج کی ہے، اس اعتبار سے اس مسئلہ کو حنفیہ و شافعیہ کے مابین مختلف فیہ قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن اگر کوئی کبر و عُجب کے بغیر کراہتِ تنزیہی کا قائل ہو، تو اس کو حنفیت سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا، ورنہ تو متعدد حنفیہ کا اس کے خلاف قول کرنا درست نہ ہوتا۔

مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھی کا حوالہ

(۱۱)......مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھی فرماتے ہیں کہ:

اَلشَّرُعُ جَعَلَ نَفُسَ الُجَرِّ مَخِيُلَةً، فَإِنَّ الَّذِيُنَ يَجُرُّوُنَ ثِيَابَهُمُ لَا يَجُرُّوُنَ إِلَّا تَكَبُّرًا وَفَخُرًا، وَكَذٰلِكَ جَرَّبُنَا فِيُ زَمَانِنَا أَيُضًا، وإِنُ لَّمُ يَكُنُ فِيُ زَمَانِنَا كَذٰلِكَ، فَإِنَّهُ قَدُ كَانَ فِي الُعَرَبِ، وَقَدُ كَانَ وَإِذَنُ هُوَ مِنُ بَابِ إِقَامَةِ السَّبَبِ مَقَامَ الُمُسَبَّبِ، كَالنَّوُمِ، فَإِنَّهُ لَيُسَ بِحَدَثٍ، وَلٰكِنَّهُ سَبَبٌ لِاِسُتِرُخَاءِ الُمَفَاصِلِ، وَأَنَّهُ لَا يَخُلُوُ عَنُ خُرُوُجِ شَيُءٍ مِنُهُ غَالِبًا، فَأُقِيُمَ النَّوُمُ الَّذِيُ هُوَ سَبَبٌ مَقَامَ الُحَدَثِ: وَكَالسَّفَرِ، فَإِنَّهُ أَيُضًا أُنِيُبَ مَنَابَ الُمَشَقَّةِ، وَكَالُمُبَاشَرَةِ الُفَاحِشَةِ، فَإِنَّهَا سَبَبٌ لِخُرُوُجِ شَيُءٍ عَادَةً، فَأُدِيُرَ الُحُكُمُ عَلَى الُمُبَاشَرَةِ، فَهٰكَذَا جَرُّ الثَّوُبِ، فَإِنَّ سَبَبَهُ الُمَخِيُلَةُ، وَهِيَ أَمُرٌ خَفِيٌّ يَتَعَسَّرُ إِدُرَاكُهَا، كَالُمُشَقَّةِ فِيُ بَابِ السَّفَرِ، وَالُحَدَثِ فِي النَّوُمِ، وَخُرُوُجِ

شَیْءٍ فِی الْمُبَاشَرَۃِ الْفَاحِشَۃِ، فَأُدِیْرَ الْحُکْمُ عَلٰی جَرِّ الثَّوْبِ.
عَلٰی أَنَّا قَدْ جَرَّبْنَا أَنَّ لِلظَّاھِرِ تَأْثِیْرًا فِی الْبَاطِنِ، وَمِنْ ھٰذَا الْبَابِ تَحْسِیْنُ الْأَسْمَاءِ ، فَمَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ لَا یَأْمَنُ أَنْ یَّسْرِیَ الْکِبْرُ إِلٰی بَاطِنِہٖ، أَلَا تَرٰی أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِجْعَلُوْا أُزْرَکُمْ عَلٰی أَنْصَافِ سِیْقَانِکُمْ، فَإِنْ أَبَیْتُمْ فَلَا حَقَّ لَکُمْ فِی الْکَعْبَیْنِ ،بِالْمَعْنٰی فَدَلَّ عَلٰی أَنَّ الْحَدِیْثَ مِنْ أَحْکَامِ اللِّبَاسِ، وَأَنَّہٗ لَا حَقَّ لَنَا فِیْمَا دُوْنَ الْکَعْبَیْنِ.
وَھٰذَا التَّعْبِیْرُ یُشْعِرُ بِنَفْیِ التَّخْصِیْصِ بِالْمَخِیْلَۃِ، وَغَیْرِھَا ،وَأَوْضَحُ مِنْہُ أَنَّہٗ لَمْ یُرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ فِیْ إِرْخَاءِ ذُیُوْلِھِنَّ، فَوْقَ شِبْرٍ، مَعَ شِدَّۃِ اِحْتِیَاجِھِنَّ إِلَیْہِ، وَسُؤَالِھِنَّ عَنْہُ، وَلَمْ یُفْصَلْ لَھُنَّ بِالْمَخِیْلَۃِ، أَوْ غَیْرِھَا (حاشیۃ البدر الساری إلی فیض الباری،ج۶،ص ۸۳، ۸۴،کتاب اللباس، باب الثیاب البیض)

ترجمہ: شریعت نے صرف لٹکانے کو کبر وعجب قرار دے دیا، کیونکہ جولوگ اپنے کپڑوں کولٹکاتے ہیں، تو وہ تکبر اور فخر کے طور پر ہی لٹکاتے ہیں، ہمارے زمانہ میں تجربہ (ومشاہدہ) بھی اسی کا ہے، اور اگر ہمارے زمانہ میں اس طرح نہ ہو، تو عرب میں تو اس طرح تھا، اور اس صورت میں یہ سبب کو مسبب کی جگہ قائم کرنے کے باب سے تعلق رکھے گا، جیسے نیند، کیونکہ وہ بذاتِ خود حدث نہیں ہے، بلکہ وہ استرخاءِ مفاصل کا سبب ہے، لیکن وہ غالباً کسی چیز کے خارج ہونے سے خالی نہیں ہوتا، لہٰذا نیند کو حدث کے سبب کی جگہ رکھ دیا گیا، اور جیسا کہ سفر، کہ اس کو بھی مشقت کے قائم مقام کردیا گیا ہے، اور جیسا کہ مباشرتِ فاحشہ کہ یہ عادتاً کسی چیز کے خروج کا سبب ہوتی ہے، پس حکم کا مدار مباشرت پر رکھ دیا گیا، پس اسی طرح

سے کپڑا لٹکانا ہے کہ اس کا سبب کبر وعجب ہے، لیکن یہ امرِ مخفی ہے، جس پر مطلع ہونا دشوار ہے، جیسا کہ سفر کے باب میں مشقت، اور نیند کے باب میں حدث، اور مباشرتِ فاحشہ کے باب میں کسی چیز کا نکلنا، پس حکم کا مدار کپڑا لٹکانے پر رکھ دیا گیا۔

اس کے علاوہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ظاہر کو باطن میں تاثیر و دخل ہوتا ہے، چنانچہ اچھے نام رکھنا اسی قبیل سے ہے، پس جو شخص اپنے کپڑے کو لٹکاتا ہے، تو وہ اس بات سے محفوظ نہیں رہ پاتا کہ کبر اس کے باطن تک سرایت کر جائے، کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ازار کو اپنی نصف پنڈلیوں تک رکھو، اور اگر تم اس پر عمل نہ کرو، تو ٹخنوں (سے نیچے لٹکانے) میں تمہیں کوئی حق نہیں، یہ روایت بالمعنیٰ ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ حدیث لباس کے احکام سے تعلق رکھتی ہے، اور یہ بات کہ ہمیں ٹخنوں (سے نیچے لٹکانے) میں کوئی حق نہیں، یہ تعبیر کبر وعجب کے ساتھ تخصیص کی نفی کی خبر دیتی ہے، اور اس سے بھی زیادہ واضح بات یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے دامن کو ایک یا دو بالشت سے زائد لٹکانے کی اجازت نہیں دی گئی، باوجودیکہ ان کو اس کی زیادہ ضرورت تھی، اور انہوں نے اس کے متعلق سوال بھی کیا تھا، اور ان کے لئے کبر وعجب وغیرہ کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی (حاشیہ فیض الباری)

تکملہ فتح الملہم کا حوالہ

(۱۲)......اور ''تکملہ فتح الملہم'' میں ہے کہ:

اِنَّ الْعِلَّةَ الْاَصْلِيَّةَ مِنْ وَّرَاءِ تَحْرِيْمِ الْإِسْبَالِ هِيَ الْخُيَلَاءُ، كَمَا صَرَّحَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ، وَلٰكِنْ تَحَقَّقَ

الْـخُيَلَاءِ اَمْـرٌ مَخْفِيٌّ، رُبَمَا لَايَطَّلِعُ عَلَيْهِ مَنْ اِبْتَلٰى بِهٖ فَأُقِيْمَ سَبَبُهٗ مَقَامَ الْعِلَّةِ وَهُـوَ الْإِسْبَـالُ وَهٰـذَا كَـالْـقَـصْـرِ فِـى السَّفَرِ، فَإِنَّ عِلَّتَـهٗ هِيَ الْـمُشَـقَّةُ، وَلٰكِنَّ الْمُشَقَّةَ أَمْـرٌ مُـجْـمَلٌ لَا يُنْضَبَطُ بِضَوَابِطَ، فَأُقِيْمَ سَبَبُـهٗ مَـقَـامَ الْعِلَّةِ،وَهُـوَ السَّـفَرُ، وَعَلٰى هٰذَا، كُلَّمَا تَحَقَّقَ الْإِسْبَالُ تَـحْـتَ الْـكَـعْبَيْـنِ جَـاءَ الْمَنْعُ،اِلَّا فِيْ غَيْرِ حَالَةِ الْإِخْتِيَارِ، فَإِنَّ اِنْتِفَاءَ الْـخُيَلَاءِ،فِيْ ذٰلِكَ مُتَيَـقَّـنٌ، لِأَنَّ الْـخُيَلَاءَ لَا تَتَحَقَّقُ بِفِعْلٍ لَا قَصْدَ لِـلْـعَبْدِ فِيْهِ، وَمِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ أَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِسْبَـالَ لِأَبِـيْ بَـكْـرٍ، وَقَـالَ لَهٗ: ’’لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ‘‘وَبِهٰذَا تَنْطَبِقُ الرِّوَايَاتُ (تـكـمـلة فتح الملهم جلد۴ صفحه ۱۲۳، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب)

ترجمہ: کپڑا لٹکانے کے حرام ہونے کی اصل علت کبر وعجب ہی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ باب میں تصریح فرمائی ہے، لیکن کبر وعجب کا تحقق امرِ مخفی ہے، جس پر بسا اوقات مبتلیٰ بہٖ مطلع نہیں ہو پاتا، پس اس وجہ سے اس کے سبب کو علت کے قائم مقام کر دیا گیا ہے، جو کہ اسبال ہے اور یہ سفر میں قصر کی طرح ہے کہ جس کی علت مشقت ہے، لیکن مشقت امرِ مجمل ہے، جس کو ضابطوں کے تحت منضبط نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اس کے سبب یعنی سفر کو علت کے قائم مقام کر دیا گیا ہے، پس اس اصول کی بناء پر جب کعبین سے نیچے کپڑا لٹکانا متحقق ہوگا تو ممانعت کا حکم ہوگا، الا یہ کہ غیر اختیاری طور پر یہ عمل سرزد ہو، کیونکہ اس صورت میں کبر وعُجب کا نہ ہونا یقینی ہے، کیونکہ کبر وعُجب ایسے فعل سے متحقق نہیں ہوتا کہ جس میں بندہ کا قصد وارادہ نہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسبال کی اجازت دی اور فرمایا کہ آپ ان

لوگوں میں سے نہیں، جو یہ عمل کبر وعُجب کی بناء پر کرتے ہیں اور اس تفصیل کے مطابق تمام روایات باہم منطبق ہوجاتی ہیں (تکملہ فتح الملہم)

تقریرِ ترمذی کا حوالہ

(۱۳)......اور تقریرِ ترمذی میں ہے کہ:

جو بات زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حقیقتاً نہی خیلاء کے ساتھ اس معنیٰ میں مقید نہیں، کہ جب تک آدمی کو تکبر ہونے کا یقین نہ ہوجائے، اس وقت تک ''جرازار'' کرسکتا ہے۔

بلکہ صحیح صورتِ حال یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ممانعت کی اصل وجہ تکبر ہی ہے، لیکن تکبر کا ذریعہ بطورِ حکمت ہے نہ کہ بطورِ علت، یعنی عام طور پر تکبر ہی کی وجہ سے جرازار کیا جاتا ہے، گویا کہ اس ممانعت کا اصل مدار تکبر پر تھا۔

لیکن تکبر ایک امرِ مخفی ہے، اس کا پتہ لگانا آسان نہیں کہ فلاں شخص یہ عمل تکبر کی وجہ سے کررہا ہے، اور فلاں شخص تکبر کے بغیر یہ عمل کررہا ہے۔

ایسے مواقع پر جہاں امور منضبط نہ ہوسکتے ہوں، اور ان کا پتہ آسانی سے نہ چلتا ہو، وہاں شریعت کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ حکم کا مدار ایسے امور پر رکھنے کے بجائے کسی منضبط علامت پر اس کا مدار رکھ دیا جاتا ہے کہ جب یہ علامت پائی جائے گی تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ علت پائی گئی اور علت کے پائے جانے کے نتیجے میں حکم پایا گیا۔

مثلاً سفر میں قصر کرنے کی اصل علت مشقت ہے، لیکن مشقت کا پتہ لگانا کہ کہاں مشقت پائی گئی اور کہاں نہیں پائی گئی، یہ پتہ لگانا آسان نہیں، اور نہ ہی اس کو منضبط کیا جاسکتا ہے، کہ کتنی مشقت موجبِ قصر ہے اور کتنی مشقت موجبِ قصر نہیں اور کس

کو مشقت ہوئی اور کس کو نہیں ہوئی، تو چونکہ مشقت منضبط ہونے والی چیز نہیں تھی، اس لیے اس پر مدار رکھنے کے بجائے علامت پر مدار رکھ دیا گیا، اور وہ علامت سفر ہے، لہٰذا جب بھی سفر پایا جائے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ قصر کرنا واجب ہے۔

اسی طرح یہاں ممانعت کا اصل مدار تکبر پر تھا، لیکن تکبر امرِ مخفی ہے، اس کا پتہ نہیں چلتا کہ تکبر پایا گیا یا نہیں؟

اور بعض اوقات خود متکبر کو پتہ نہیں چلتا کہ میں تکبر میں مبتلا ہوں۔

اس لیے اس ممانعت کا مدار اس کی علامت پر رکھ دیا گیا، اور وہ علامت ٹخنوں سے نیچے ازار کا ہونا ہے، جب یہ علامت پائی جائے گی تو سمجھیں گے کہ تکبر ہے، اِلّا یہ کہ کسی دلیلِ خارجی سے اس تکبر کی نفی ہو جائے (تقریرِ ترمذی جلد۲ صفحہ ۳۴۰، باب ماجاء فی کراھیۃ جرالازار)

مذکورہ عبارات میں جو استدلال پیش کیا گیا ہے، وہ فقہی قواعد کی روشنی میں کوئی بے جا استدلال نہیں ہے، بلکہ مضبوط استدلال ہے، اور دیگر کئی اہلِ علم حضرات نے بھی اس استدلال کو اختیار فرمایا ہے، اگرچہ ان کی تعبیرات مختلف ہیں، چنانچہ بعض حضرات نے اس کو ’’کبر کے مظنہ‘‘ سے تعبیر کیا ہے، اور نیند وغیرہ کے مسئلہ کو یہاں بطورِ تمثیل پیش کیا گیا ہے، لہٰذا بعض حضرات نے جو اس استدلال کو غلط قرار دینے کی کوشش کی ہے اس سے اتفاق مشکل ہے، البتہ کوئی صاحبِ علم یہاں مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے استدلال کو راجح سمجھے، تو یہ بھی متعدد علماء سمیت حنفیہ اہلِ علم کے ایک بڑے طبقے کا موقف رہا ہے، اور مجتہد فیہ مسئلہ میں اس طرح کا اختلاف شائع ہے، اس لئے اسے لینے یا ترجیح دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

شیخ ناصرُ الدین البانی کا حوالہ

(۱۴)...... شیخ ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا بِالنِّسْبَةِ لِلْإِزَارِ، فَالْأَحَادِيْثُ صَرِيْحَةٌ فِيْ تَحْرِيْمِ جَرِّهِ خُيَلاءَ، وَأَمَّا بِدُوْنِهَا فَقَدْ اِخْتَلَفُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ حَرَّمَهُ أَيْضًا، وَهُوَ الَّذِيْ يَدُلُّ عَلَيْهِ تَدَرُّجُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَمْرٍو فِيْ بَيَانِ مَوَاضِعِ الْإِزَارِ اِسْتِحْبَابًا وَجَوَازًا، ثُمَّ اِنْتِهَاؤُهُ بِهٖ إِلٰى مَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، وَقَوْلُهُ لَهُ "هٰذَا مَوْضَعُ الْإِزَارِ" فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ أَنَّهُ لَا جَوَازَ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِلَّا لَمْ يُفِدِ التَّدَرُّجُ مَعَ الْقَوْلِ الْمَذْكُوْرِ شَيْئًا كَمَا لَا يَخْفٰى،وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ،وَيَزِيْدُهُ قُوَّتاً قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ حُذَيْفَةَ الْمُتَقَدِّمِ "وَلَا حَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِي الْإِزَارِ" قَالَ أَبُو الْحَسَنِ السِّنْدِيُّ فِيْ تَعْلِيْقِهٖ عَلَيْهِ:وَالظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا هُوَ التَّحْدِيْدُ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ هُنَاكَ خُيَلاءَ، نَعَمْ إِذَا انْضَمَّ إِلَى الْخُيَلاءِ اِشْتَدَّ الْأَمْرُ، وَبِدُوْنِهِ الْأَمْرُ أَخَفُّ، قُلْتُ:نَعَمْ، وَلٰكِنْ مَعَ التَّحْرِيْمِ أَيْضًا لِمَا سَبَقَ.

وَيُقَوِّيْهِ" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَذِنَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُّرْخِيْنَ ذُيُوْلَهُنَّ ثُمَّ أَذِنَ لَهُنَّ أَنْ يَّزِدْنَ شِبْرًا" لِكَيْ لَا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ بِرِيْحٍ أَوْ غَيْرِهَا، لَمْ يَأْذَنْ لَهُنَّ أَنْ يَّزِدْنَ عَلٰى ذٰلِكَ، إِذْ لَا فَائِدَةَ مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِكَ فَالرِّجَالُ أَوْلٰى بِالْمَنْعِ مِنَ الزِّيَادَةِ ، اِسْتَفَدْتُ هٰذَا مِنَ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي " الْفَتْحِ"

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ:إِنَّ إِطَالَةَ الثَّوْبِ إِلٰى مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ لَا يَجُوْزُ لِلرِّجَالِ، فَإِذَا اقْتَرَنَ مَعَ ذٰلِكَ قَصْدُ الْخُيَلاءِ اِشْتَدَّ الْإِثْمُ.

فَمِنْ مَصَائِبِ الشَّبَابِ الْمُسْلِمِ اَلْيَوْمَ إِطَالَتُهُ سَرْوَالَهُ (اَلْبَنْطَلُوْنَ)إِلٰى مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ، لَاسِيَّمَا مَا كَانَ مِنْهُ مِنْ جِنْسِ (الشَّرْلَسْتُوْنِ)فَإِنَّهُ

مَعَ هٰذِهِ الْآفَةِ الَّتِيْ فِيْهِ، فَهُوَ عَرِيْضٌ جِدًّا عِنْدَ الْكَعْبَيْنِ، وَضِيْقٌ جِدًّا عِنْدَ الْفَخِذَيْنِ وَالْأَلْيَتَيْنِ، مِمَّا يَصِفُ الْعَوْرَةَ وَيَجْسِمُهَا، وَتَرَاهُمْ يَقِفُوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ يُصَلُّوْنَ وَهُمْ شِبْهُ عُرَاةٍ ،فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

وَمِنَ الْعَجِيْبِ أَنَّ بَعْضَهُمْ مِمَّنْ هُوَ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الثَّقَافَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ يُحَاوِلُ أَنْ يَّسْتَدِلَّ عَلٰى جَوَازِ الْإِطَالَةِ الْمَذْكُوْرَةِ بِقَوْلِ أَبِيْ بَكْرٍ لَمَّا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ ،أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهٗ كَأَحْمَدَ، وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: يَسْتَرْخِيْ أَحْيَانًا، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ (۲/۲۲۱)

قُلْتُ:فَالْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِيْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه لَمْ يَكُنْ يُطِيْلُ ثَوْبَهٗ، بَلْ فِيْهِ أَنَّهٗ كَانَ يَسْتَرْخِيْ بِغَيْرِ قَصْدٍ مِنْه، وَأَنَّهٗ كَانَ مَعَ ذٰلِكَ يَتَعَاهَدُهٗ، فَيَسْتَرْخِيْ عَلَى الرَّغْمِ مِنْ ذٰلِكَ أَحْيَانًا ،قَالَ الْحَافِظُ (۱۰/۲۱۷) عَقْبَ رِوَايَةِ أَحْمَدَ:فَكَانَ شَدَّهٗ كَانَ يَنْحَلُّ إِذَا تَحَرَّكَ بِمَشْيٍ أَوْ غَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِخْتِيَارِهٖ، فَإِذَا كَانَ مُحَافِظًا عَلَيْهِ لَا يَسْتَرْخِيْ ، لِأَنَّهٗ كُلَّمَا كَادَ يَسْتَرْخِيْ شَدَّهٗ ،ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ كَانَ نَحِيْفًا.

قُلْتُ:فَهَلْ يَجُوْزُ الْإِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا وَالْفَرْقُ ظَاهِرٌ كَالشَّمْسِ بَيْنَ مَا كَانَ يَقَعُ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ بِغَيْرِ قَصْدٍ، وَبَيْنَ مَنْ يَّجْعَلُ ثَوْبَهٗ مُسْبِلًا دَائِمًا

قَصْدًا! نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعِصْمَةَ مِنَ الْهَوٰى.

وَإِنَّمَا تَكَلَّمْتُ عَنْ إِطَالَةِ الْبَنْطُلُوْنِ وَالسَّرَوَالِ، لِطُرُوِّ هٰذِهِ الشُّبْهَةِ عَلٰى بَعْضِ الشَّبَابِ، وَأَمَّا إِطَالَةُ بَعْضِ الْمَشَايِخِ أَذْيَالَ جُبَبِهِمْ خَاصَّةً فِيْ مِصْرَ، وَإِطَالَةُ الْأُمَرَاءِ فِيْ بَعْضِ الْبِلَادِ الْعَرَبِيَّةِ لِأَعْبِئَتِهِمْ فَأَمْرٌ ظَاهِرٌ نَكَارَتُهُ،نَسْأَلُ اللّٰهَ السَّلَامَةَ وَالْهِدَايَةَ.

كَتَبْتُ هٰذَا لَعَلَّ فِيْمَنْ طَرَأَتْ عَلَيْهِ الشُّبْهَةُ السَّابِقَةُ كَانَ مَخْلَصًا، فَحِيْنَمَا تَتَجَلّٰى لَهُ الْحَقِيْقَةُ يُبَادِرُ إِلَى الْإِنْتِهَاءِ عَنْ تِلْكَ الْآفَةِ كَمَا انْتَهٰى ذٰلِكَ الشَّابُّ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ صَنْعَانِيَّةٌ يَجُرُّهَا سُبُلًا ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا فَتٰى هَلُمَّ! قَالَ: مَا حَاجَتُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: وَيْحَكَ أَتُحِبُّ أَنْ يَّنْظُرَ اللّٰهُ إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَمَا يَمْنَعُنِيْ أَنْ لَّا أُحِبَّ ذٰلِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ، فَلَمْ يُرَ ذٰلِكَ الشَّابُّ إِلَّا مُشْمِرًا حَتّٰى مَاتَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ، وَرَوَاهُ أَحْمَدُ(٢/٦٥) مِنْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ دُوْنَ قَوْلِهٖ" فَلَمْ يُرَ " (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ، ٢٦٨٢)

ترجمہ: اورازار کے اعتبار سے احادیث صریح ہیں، کبر وعُجب کے طور پر لٹکانے کے حرام ہونے میں اور کبر وعُجب کے بغیر لٹکانے کے حکم میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے، اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمرو کے ساتھ ازار کے مواضع کے بیان میں استحباب اور جواز کے اعتبار سے، پھر ٹخنوں سے اوپر اس کی انتہاء بیان کرنے کے اعتبار سے قول دلالت کرتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمرو کو یہ فرمانا کہ یہ ازار کی جگہ ہے،

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے بعد جواز نہیں ہے، ورنہ تو مذکور قول کے ساتھ اس بات کو بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں، اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں جائے گا، جس کو بخاری نے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے، اور اس کو مزید قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے، جو حضرت حذیفہ کی مذکورہ حدیث میں گزرا کہ ٹخنوں میں ازار کو کوئی حق نہیں، ابوالحسن سندی نے اس کی تعلیق کرتے ہوئے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تحدید ہے، اگرچہ کِبر وعُجب نہ ہو، البتہ جب کِبر وعُجب بھی شامل ہو جائے، تو حکم زیادہ شدید ہو جاتا ہے، اور اس کے بغیر حکم خفیف ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ بات تو اسی طریقہ سے ہے، لیکن حرمت پھر بھی موجود ہوتی ہے، جیسا کہ گزرا۔

اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں کو اپنے دامن لٹکانے کی اجازت دی، پھر ان کو مزید ایک بالشت کی اجازت دی، تاکہ ان کے قدم ہوا وغیرہ سے نہ کھل جائیں، تو ان کو اس مقدار سے زیادہ کی اجازت نہیں دی، کیونکہ اس سے زیادہ میں کوئی فائدہ نہیں، پس مرد بدرجہ اولیٰ زیادتی کی ممانعت کے حقدار ہیں، میں نے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری سے یہ استفادہ کیا ہے۔

اور خلاصۂ اقوال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑے لمبا کرنا مرد حضرات کے لئے جائز نہیں، پس جب اس کے ساتھ کِبر وعُجب کا قصد شامل ہو جائے گا، تو گناہ زیادہ شدید ہو جائے گا۔

پس مسلم نوجوانوں کے مصائب میں سے ان کا پتلون کو ٹخنوں سے نیچے تک پہننا ہے، خاص طور پر جب کہ پینٹ کی جنس سے تعلق رکھتی ہو، کیونکہ اس میں اس

آفت کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی پائی جاتی ہے کہ وہ ٹخنوں کے قریب سے بہت وسیع ہوتی ہے، اور رانوں اور سُرینوں کے پاس سے نہایت تنگ ہوتی ہے، جس سے ستر نمایاں ہوتا ہے، اور جسم کے خدوخال ظاہر ہوتے ہیں، اور آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے سامنے نماز پڑھتے ہیں، دراں حالیکہ (اس طرح کا تنگ اور چست لباس پہن کر) وہ ننگوں کے مشابہ ہوتے ہیں ’’**فإنا للّٰه وإنا إليه راجعون**‘‘۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض ثقافتِ اسلامیہ کے دعویدار بھی ہوتے ہیں، جو مذکورہ طریقہ پر کپڑے کو لمبا کرنے کے جواز پر استدلال کی کوشش کرتے ہیں، حضرت ابوبکر کے قول سے، جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں کرے گا، عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ازار کا ایک پہلو لٹک جاتا ہے، الّا یہ کہ میں اس کی مسلسل نگرانی رکھوں (تب لٹکنے سے بچت ہوسکتی ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں جو اس کو کِبر وعُجب کے طور پر کرتے ہیں، اس کو بخاری اور اس کے علاوہ احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں کہ بعض اوقات ان کا کپڑا لٹک جاتا تھا، جس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: پس یہ حدیث اس بارے میں صریح ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کپڑے کو لٹکایا نہیں کرتے تھے، بلکہ ان کے قصد وارادہ کے بغیر وہ خود بخود لٹک جایا کرتا تھا، اور اس کے باوجود بھی وہ اس کو اوپر کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، پھر اس کے باوجود بھی وہ بعض اوقات لٹک جایا کرتا تھا، حافظ ابنِ حجر نے احمد کی روایت کے بعد فرمایا کہ پس گویا کہ وہ اس کو باندھا کرتے تھے، تو وہ چلنے وغیرہ

سے غیر اختیاری طور پر ڈھیلا ہو جایا کرتا تھا۔

پس جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی حفاظت ونگرانی کرتے تھے، تو وہ لٹکتا نہیں تھا، کیونکہ جب بھی وہ لٹکتا تھا، وہ اس کو باندھ لیا کرتے تھے، پھر ابنِ حجر نے یہ بات ذکر کی ہے کہ بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کمزور آدمی تھے۔

میں کہتا ہوں کہ کیا اس سے استدلال کرنا جائز ہے؟ جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغیر قصد کے لٹکنے کے واقع ہونے اور ہمیشہ بالقصد اپنے کپڑے کو لٹکانے والے کے درمیان سورج کی طرح فرق ظاہر ہے، ہم اللہ سے خواہش پرستی سے حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

اور میں نے پتلون اور پاجامہ کو لمبا کرنے پر اس لئے کلام کیا ہے کہ بعض نوجوانوں کو یہ شبہ پیدا ہو جاتا ہے، رہا بعض مشائخ کا اپنے جُبّوں کو لمبا کرنا، خاص طور پر مصر میں اور بعض عربی شہروں میں اُمراء کا اپنے عباؤں کو لمبا کرنا تو اس کا بُرا ہونا بالکل ظاہر ہے، ہم اللہ سے سلامتی اور ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

میں نے یہ بات اس لئے تحریر کی ہے کہ شاید کسی کو گزشتہ شبہ پیش آ جائے، تو اس کو نجات مل جائے، پس جب اس کے سامنے حقیقت کھل جائے گی، تو وہ اس آفت سے نجات پالے گا، جیسا کہ اس نوجوان نے نجات پائی، جس نے صنعانی حُلّہ پہن رکھا تھا، جس کو اس نے لٹکا رکھا تھا، تو اس کو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ اے نوجوان ادھر آیئے، اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمان! کیا کام ہے؟

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا بھلا ہو، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ تمہیں قیامت کے دن اپنا دیدار کرائیں، اس نے کہا کہ ''سبحان اللہ'' مجھے یہ چیز پسند کرنے سے کیا مانع ہے، تو حضرت ابنِ عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا، آخر حدیث تک، پھر

یہ نوجوان ہمیشہ اپنے کپڑے کو اوپر رکھتے ہوئے ہی دیکھا گیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوگیا، اس کو بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کو احمد نے بھی ایک دوسرے طریق سے اسی طرح ابنِ عمر سے روایت کیا ہے، لیکن اس میں ”فلم یر“ کے الفاظ نہیں ہیں (سلسلة الاحاديث الصحيحة)

شیخ عبدُالمحسن العباد کا حوالہ

(۱۵)......عرب کے عالم شیخ عبدالمحسن العباد البدر فرماتے ہیں کہ:

وَقَوْلُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ”مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ إِسْبَالَ الثِّيَابِ مِنَ الْكَبَائِرِ، وَأَنَّهُ خَطِيْرٌ، وَأَنَّهُ إِذَا كَانَ مَوْصُوْفاً بِهٰذَا الْوَصْفِ الَّذِىْ هُوَ الْخُيَلَاءُ فَهُوَ فِيْ غَايَةِ الْخُطُوْرَةِ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ بِوَصْفِ الْخُيَلَاءِ -أَوْ قَصْدِ الْخُيَلَاءِ- فَإِنَّ ذٰلِكَ حَرَامٌ.

وَالْأَحَادِيْثُ جَاءَ تْ فِى النَّهْيِ عَنِ الْإِسْبَالِ عَلٰى سَبِيْلِ الْعُمُوْمِ؛ لٰكِنْ جَاءَ فِيْ بَعْضِهَا بَيَانُ خُطُوْرَةِ الْإِسْبَالِ مَعَ الْخُيَلَاءِ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْإِسْبَالَ بِقَصْدِ الْخُيَلَاءِ فِيْهِ وَعِيْدٌ شَدِيْدٌ، وَأَنَّ الْإِسْبَالَ بِدُوْنِ قَصْدِ الْخُيَلَاءِ فِيْهِ وَعِيْدٌ، وَلٰكِنَّهُ دُوْنَ الشَّيْءِ الَّذِىْ جَاءَ فِيْهِ الْخُيَلَاءُ، وَجَاءَ فِيْ بَعْضِ الْأَحَادِيْثِ الْعُمُوْمُ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ، يَعْنِيْ: أَنَّ الْمُسْبِلَ ذَنْبُهُ كَبِيْرٌ وَجُرْمُهُ عَظِيْمٌ، وَلٰكِنْ يَّشْتَمِلُ مَا كَانَ بَخُيَلَاءَ وَمَا كَانَ بِغَيْرِ خُيَلَاءَ، وَمَا كَانَ فِيْهِ تَقْيِيْدٌ بِخُيَلَاءَ يَكُوْنُ أَخْطَرَ وَأَشَدَّ

(شرح سنن أبى داوٗد، ج۸۵، ص۱۶، شرح حديث: من أسبل إزاره فى صلاته خيلاء فليس من الله فى حل ولا حرام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ جس نے اپنے کپڑے کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائے گا، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کپڑوں کو لٹکانا کبیرہ گناہوں سے تعلق رکھتا ہے، جو کہ سخت خطرناک ہے، اور یہ عمل جب اس وصف کے ساتھ موصوف ہوگا، جو کہ کِبر وعُجب ہے، تو یہ انتہائی خطرناک ہوگا، اور جب کِبر وعُجب کے وصف یا کبر کے قصد کے ساتھ موصوف نہیں ہوگا، تو بھی حرام ہوگا، اور کپڑا لٹکانے کی ممانعت کے بارے میں عموم کے طریقہ پر احادیث آئی ہیں، البتہ بعض میں کِبر وعُجب کے ساتھ لٹکانے کی وعید کا ذکر آیا ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کِبر وعُجب کے ارادہ سے لٹکانے میں سخت وعید ہے۔

اور کِبر وعُجب کے قصد کے بغیر لٹکانے میں بھی وعید ہے، لیکن اس سے کم وعید ہے، جو کِبر وعُجب کی صورت میں آئی ہے، اور بعض احادیث میں قید کے بغیر عمومی حکم آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ کپڑا لٹکانے والے کا گناہ بڑا ہے، اور اس کا جرم عظیم ہے، لیکن یہ اس کو بھی شامل ہے، جب کہ کِبر وعُجب کے ساتھ ہو، اور اس کو بھی جب کہ کِبر وعُجب کے بغیر ہو، اور جس میں کِبر وعُجب کی قید ہے، تو وہ زیادہ خطرناک اور زیادہ شدید ہے (شرح سنن ابی داود)

شیخ محمد بن محمد مختار شنقیطی کا حوالہ

(۱۶)......اور عرب کے عالم شیخ محمد بن محمد مختار شنقیطی فرماتے ہیں کہ:

مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ أَنَّ مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ لا حَرَجَ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ لِغَيْرِ خُيَلاءَ ، وَاحْتَجُّوا لَهُ بِمَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيحِ أَنَّهُ لَمَّا سَأَلَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ " يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ

أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنِّيْ أَتَعَاهَدُهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ ؟" وَاحْتَجُّوْا أَيْضًا بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامَ "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ " وَكِلَا النَّصَّيْنِ مَحَلُّ نَظَرٍ، فَإِنَّ الصَّحِيْحَ أَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ إِسْبَالُ الْإِزَارِ مُطْلَقًا وَلَوْ كَانَ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ ، وَذٰلِكَ لِوُرُوْدِ النُّصُوْصِ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ، مِنْهَا: مَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ مِنْ قَوْلِهٖ " مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ.

وَأَمَّا حَدِيْثُ " لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ " فَإِنَّ الْوَعِيْدَ فِيْ جَرِّ الثَّوْبِ بِالْخُيَلَاءَ مَبْنِيٌّ عَلٰى نَفْيِ النَّظْرِ، وَالْوَعِيْدَ لِمَنْ أَرْخٰى ثَوْبَهٗ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ بِالنَّارِ، وَالْقَاعِدَةُ أَنَّ حَمْلَ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ شَرْطُهٗ اِتِّحَادُ الْمَوْرَدِ، فَهٰذَا وَارِدٌ فِي الْجَرِّ، وَهٰذَا وَارِدٌ فِي الْإِسْبَالِ.

وَبِنَاءً عَلٰى ذٰلِكَ يَبْقٰى حَدِيْثُ الْإِسْبَالِ عَلَى الْأَصْلِ أَنَّهٗ لِلتَّحْرِيْمِ، وَنَقُوْلُ: اَلْوَعِيْدُ بِنَفْيِ النَّظْرِ وَعِيْدٌ خَاصٌّ زَائِدٌ عَلَى الْعُقُوْبَةِ بِالنَّارِ؛ لِأَنَّ هٰذَا النَّصَّ دَلَّ عَلٰى حُكْمٍ وَهٰذَا النَّصَّ دَلَّ عَلٰى حُكْمٍ.

فَنَقُوْلُ: كُلُّ مَنْ أَسْفَلَ عَنِ الْكَعْبَيْنِ فَإِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِالنَّارِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ، وَمَنْ جَرَّ فَقَدْ زَادَ عَلٰى كَوْنِهٖ ظَالِمًا بِمَا أَسْفَلَ عَنِ الْكَعْبَيْنِ بِالْخُيَلَاءِ .

وَيَبْقَى الْإِشْكَالُ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ " إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ "

وَالْحَقِيْقَةُ هٰذَا الْحَدِيْثُ يَحْتَاجُ إِلٰى نَظَرٍ، وَتَأَمُّلِ أَلْفَاظِ الْحَدِيْثِ

”إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنِّيْ أَتَعَاهَدُهُ“ وَالْإِزَارُ مِثْلُ الْفُوْطَةِ أَوِ الْإِحْرَامِ الْمَوْجُوْدِ الْآنَ، فَعِنْدَ رَبْطِكَ لَهُ قَدْ يَنْحَلُّ بِسَبَبِ الْمَشْيِ فَيَسْقُطُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ” إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ “ فَهَلْ مَعْنَاهُ أَنَّ الثَّوْبَ بِذَاتِهِ طَوِيْلٌ، أَمْ أَنَّ الْوَصْفَ بِالسُّقُوْطِ وَالزِّيَادَةَ عَلَى الْمَوْضِعِ وَصْفٌ عَارِضٌ؟ اَلْجَوَابُ: وَصْفٌ عَارِضٌ، وَإِذَا كَانَ وَصْفاً عَارِضاً فَإِنَّهُ لَا يُشْبِهُ الثَّوْبَ بِحَالٍ.

وَهٰذَا وَاضِحٌ جِدًّا وَلَا إِشْكَالَ فِيْهِ، فَقَوْلُهُ ” إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْقُطُ إِلَّا أَنِّيْ أَتَعَاهَدُهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ“ مَعْنَاهُ: أَنَّنِيْ أَسْهُوْ وَلَا أَنْتَبِهُ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهُ، أَيْ: اَنْتَبِهُ لَهُ، وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ إِذَا اِنْتَبَهَ إِلٰى وُجُوْدِهِ جَرَّهُ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ”إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ“ فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ مَنْ تَرَكَ ثَوْبَهُ يَجُرُّ أَنَّهُ مِمَّنْ جَرَّهُ خُيَلَاءَ ؛ لِأَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَسْقُطُ الْإِزَارُ عَنْهُ دُوْنَ عِلْمٍ؛ لِقَوْلِهِ ” إِلَّا أَنِّيْ أَتَعَاهَدُهُ “ وَأَنَّهُ مَتٰى عَلِمَ كَفَّ، فَكَيْفَ يُقَالُ لَكَ أَنْ تُرْخِيَ الْإِزَارَ مَعَ عِلْمِكَ وَلَا حَرَجَ عَلَيْكَ وَلَا تَكُفُّه؟ فَهٰذَا شَيْءٌ وَهٰذَا شَيْءٌ .

وَلِذٰلِكَ حَدِيْثُ أَبِيْ بَكْرٍ يَحْتَاجُ إِلٰى تَأَمُّلٍ، وَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ الْجَرِّ مِنْ غَيْرِ الْخُيَلَاءِ اَلْبَتَّةَ؛ لِأَنَّهُ ذَكَرَ صُوْرَةً مُعَيَّنَةً قَيَّدَ الْحُكْمَ بِهَا، فَقَالَ ” إِنَّكَ“ أَيْ: مَا دُمْتَ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ مِنْ كَوْنِكَ رَافِعاً لَهُ عِنْدَ الْعِلْمِ فَلَسْتَ مِمَّنْ يَتَوَعَّدُ بِالْعَذَابِ بِالْخُيَلَاءِ .

وَهٰذَا أَمْرٌ وَاضِحٌ جِدًّا لَيْسَ فِيْهِ مُعَارَضَةٌ لِلنَّصِّ الَّذِيْ يَقُوْلُ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ” مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ“

قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّ الْعَبْدَ يُعَذَّبُ بِالْعَضُوِ الَّذِىْ عَصَى اللّٰهَ بِهٖ، كَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ "قَالُوْا: لَمَّا تَرَكَ الْعَقِبَ فِى الْوُضُوْءِ، عُذِّبَ فِى الْمَوْضِعِ الَّذِىْ عَصَى اللّٰهَ بِهٖ، فَإِذَا نَزَلَ الْإِزَارُ عَنِ الْكَعْبَيْنِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ بِالزِّيَادَةِ، فَيُعَذَّبُ فِىْ مَوْضِعِهِمَا، أَىْ: تَكُوْنُ النَّارُ فِىْ هٰذَا الْمَوْضِعِ، وَإِذَا بَلَغَتِ النَّارُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ فَقَدْ ثَبَتَ فِى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ أَنَّ أَهْوَنَ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ هُوَ أَبُوْ طَالِبٍ حِيْنَ يُوْضَعُ فِىْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَارٍ يَغْلِىْ بِهِمَا دِمَاغُهٗ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ، وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهٗ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً فِى النَّارِ، وَهُوَ أَهْوَنُهُمْ، فَكَيْفَ إِذَا كَانَ مَا أَسْفَلَ الْكَعْبَيْنِ كُلَّهٗ فِى النَّارِ؟نَعُوْذُ بِاللّٰهِ، فَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ لَا يَعْرِضُنَا لِسَخَطِهٖ، وَنَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَّعْصِمَنَا بِعِصْمَتِهٖ، وَأَنْ يَّلْطِفَ بِنَا بِرَحْمَتِهٖ؛ إِنَّهٗ وَلِىٌّ ذٰلِكَ وَالْقَادِرُ عَلَيْهِ، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

(شرح زاد المستقنع، ج۳۴ص ۲۱،باب شروط الصلاة،حكم الإسبال من غير خيلاء للحاجة)

ترجمہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی ازار کو کبر وعُجب کے بغیر لٹکایا، اس میں کوئی حرج نہیں، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث میں اس قول سے دلیل پکڑی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکر نے سوال کیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میری ازار کا ایک پہلو لٹک جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کا دھیان رکھتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو اس کو کبر وعُجب کے طور پر کرتے ہیں، اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس قول سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا، جو اپنے

کپڑے کو، کبر وعُجب کے طور پر لٹکائے۔

حالانکہ یہ دونوں نصوص محلِ نظر ہیں، کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ اسبالِ ازار مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ کبر وعُجب کے بغیر ہو، جس کی وجہ ان احادیث کا وارد ہونا ہے، جو اس پر دلالت کرتی ہیں، جن میں سے ایک صحیح حدیث ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔

اور رہی وہ حدیث کہ اللہ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، جو اپنے کپڑے کو، کبر و عُجب کے طور پر لٹکائے، تو کبر وعُجب کے طور پر کپڑا لٹکانے میں وعید نظر نہ فرمانے پر مبنی ہے، اور جو اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے، اس پر آگ کی وعید ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرنے کی شرط یہ ہے کہ مورد متحد ہو، حالانکہ ایک وعید جر میں وارد ہے، اور دوسری وعید اسبال میں وارد ہے۔

اس تفصیل کی بنیاد پر اسبال کی حدیث اپنی اصل پر باقی رہے گی حرام ہونے میں، اور ہم کہیں گے کہ اللہ کے نظر فرمانے کی نفی کی وعید خاص وعید ہے، جو جہنم کے عذاب سے زائد ہے، اس لئے کہ یہ نص ایک حکم پر دلالت کرتی ہے، اور دوسری نص الگ حکم پر دلالت کرتی ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ جس نے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکایا، تو اس کو آگ کا عذاب دیا جائے گا، جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے، اور جس نے جرِّ ازار کیا (یعنی کپڑے کو گھسیٹا) کبر وعُجب کی وجہ سے، تو وہ ٹخنوں سے نیچے کرنے والوں سے بھی بڑا ظالم ہوگا۔

البتہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا (حضرت ابوبکر کے لئے) ارشاد کہ بے شک آپ ان لوگوں میں سے نہیں کہ جو یہ عمل کبر وعُجب کے طور پر کرتے ہیں، اس پر اشکال باقی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث غور کرنے کی محتاج ہے، اور حدیث کے ان الفاظ میں تامل کرنے کی ضرورت ہے کہ میرے ازار کا ایک پہلو ڈھیلا ہو جاتا

ہے، مگر یہ کہ میں اس کا دھیان رکھوں، اور ازار پاجامے یا احرام وغیرہ کی چادر کی شکل میں آج بھی موجود ہے، پس آپ کے اس کو باندھنے کے بعد کبھی چلنے وغیرہ سے ڈھیلا ہو کر نیچے ہو جائے، تو اسی پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ازار کا ایک پہلو ڈھیلا ہو جاتا ہے، تو کیا اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ کپڑا اپنی ذات میں لمبا ہے یا یہ معنیٰ ہوں گے کہ اس کے نیچے ہو جانے اور اپنی جگہ سے آگے بڑھ جانے کی وجہ سے یہ وصف عارضی وصف ہے؟ جس کا جواب یہ ہے کہ یہ وصفِ عارضی ہے، اور جب یہ وصفِ عارضی ہے، تو یہ بذاتِ خود لمبے کپڑے کے کسی حال میں مشابہ نہیں ہوگا، اور یہ بات بالکل واضح ہے، جس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

پس حضرت ابو بکر کا یہ قول کہ میرے ازار کا ایک پہلو نیچے ہو جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کا دھیان رکھوں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں، جو اس کو کِبر وعُجب کے طور پر کرتے ہیں، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ میں بھول جاتا ہوں، اور مجھے انتباہ نہیں ہوتا، مگر یہ کہ میں اس کو اوپر کرنے کا اہتمام کرتا ہوں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اس کے وجود پر متنبہ ہو جاتے تھے، تو اس کو اوپر کر لیا کرتے تھے، پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں، جو اس کو کِبر وعُجب کے طور پر کرتے ہیں، جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس نے اپنے کپڑے کو لٹکانے کے لئے چھوڑ دیا، تو وہ ان لوگوں میں سے ہے، جس نے اس کو کِبر وعُجب کے طور پر لٹکایا، اور حضرت ابو بکر کا ازار ان کے علم کے بغیر لٹک جاتا تھا، جیسا کہ ان کا قول ”**الا انی اتعاهده**“ سے معلوم ہوتا ہے، اور جب ان کو علم ہو جاتا تھا، تو وہ اس سے رک جاتے تھے، پس آپ کو یہ کیونکر اجازت دی جاسکتی ہے کہ آپ اپنے ازار کو لٹکا لیں، باوجودیکہ آپ کو علم بھی ہو،

اور آپ پر کوئی حرج لازم نہ آئے، اور آپ اس کو لٹکنے سے روکیں بھی نہیں، پس یہ اور چیز ہے، اور وہ اور چیز ہے۔

اور اسی وجہ سے حضرت ابوبکر کی حدیث تامل کی محتاج ہے، جس میں کِبر وعُجب کے بغیر کپڑا لٹکانے کے جائز ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک معین صورت ہے، جس کا حکم اسی صورت کے ساتھ مقید ہے (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آتی تھی) جس کے بارے میں فرمایا کہ بے شک آپ جب تک اس صفت پر رہیں گے، یعنی علم ہو جانے کے بعد اس کو اوپر کرتے رہیں گے، تو آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے، جو کِبر وعُجب کی وجہ سے عذاب کی وعید کے مستحق ہوتے ہیں، اور یہ بہت واضح بات ہے، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی مخالفت نہیں ہے، جس میں آپ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو ازار کا حصہ لٹکا ہوا ہو، وہ جہنم میں جائے گا۔

علماء نے فرمایا کہ بندہ کے اس عضو کو عذاب دیا جاتا ہے، جس سے وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ قول کہ ویل ہے آگ کی ایڑیوں کو خشک رکھنے والوں کے لئے، اہلِ علم نے فرمایا کہ جب وضو میں ایڑی کو خشک چھوڑ دے گا، تو اس جگہ میں عذاب دیا جائے گا، جس سے اللہ کی نافرمانی کی، پس جب ازار ٹخنوں سے نیچے آئے گا، تو وہ ٹخنوں سے نیچے کر کے اللہ کی نافرمانی کرے گا، تو ان مقامات کو عذاب دیا جائے گا، یعنی اس جگہ میں آگ ہوگی، اور جب آگ ٹخنوں کو پہنچے گی، تو صحیح حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب ''ابو طالب'' کو ہوگا، جس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے، جس سے اس کا دماغ کھولے گا، اللہ حفاظت فرمائے، اور وہ یہ گمان کرے گا کہ اس کو سب لوگوں سے زیادہ آگ کا عذاب دیا جا رہا ہے، حالانکہ وہ

دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ہلکا عذاب ہوگا، پس اس وقت کیا بنے گا، جب ٹخنوں سے نیچے کا سارا حصہ ہی (جہاں تک کپڑا لٹکا ہوگا) آگ میں ہوگا، ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، اور اللہ سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی ناراضگی میں مبتلا نہ کرے، اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں وہ اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے، اور ہمارے ساتھ اپنی رحمت کا لطف وکرم کا معاملہ کرے، جو رحمت کا مالک ہے، اوراس پر پوری طرح قادر ہے، **وصلى الله وسلم على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم** (شرح زاد المستقنع)

شیخ محمد بن صالح عثیمین کا حوالہ

(۱۷)...... عرب کے ایک اور عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین فرماتے ہیں کہ:

إِسْبَالُ الْإِزَارِ إِذَا قَصَدَ بِهِ الْخُيَلَاءَ فَعُقُوبَتُهُ أَنْ لَّا يَنْظُرَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُكَلِّمَهُ، وَلَا يُزَكِّيهِ، وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.

وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَقْصُدْ بِهِ الْخُيَلَاءَ فَعُقُوبَتُهُ أَنْ يُّعَذَّبَ مَا نَزَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ بِالنَّارِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلَفِ الْكَاذِبِ) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) فَهٰذَا فِيْمَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

وَأَمَّا مَنْ لَمْ يَقْصُدِ الْخُيَلَاءَ فَفِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ) وَلَمْ يُقَيِّدْ ذٰلِكَ بِالْخُيَلَاءِ، وَلَا يَصِحُّ

أَنْ يُّقَيَّدَ بِهَا بِنَاءً ا عَلَى الْحَدِيْثِ الَّذِىْ قَبْلَهٗ، لِأَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ ،أَوْ قَالَ: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فَمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ فِى النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْ دَاوٗدَ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَابْنُ حَبَّانَ فِىْ صَحِيْحِهٖ ذَكَرَهٗ فِىْ كُتُبِ التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ فِى التَّرْغِيْبِ فِى الْقَمِيْصِ ج۳ص۸۸.

وَلِأَنَّ الْعَمَلَيْنِ مُخْتَلِفَانِ، وَالْعُقُوْبَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَانِ، وَمَتٰى اِخْتَلَفَ الْحُكْمُ وَالسَّبَبُ اِمْتَنَعَ حَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ، لِمَا يَلْزِمُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ التَّنَاقُضِ.

وَأَمَّا مَنْ اِحْتَجَّ عَلَيْنَا بِحَدِيْثِ أَبِىْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَقُوْلُ لَهٗ لَيْسَ لَكَ حُجَّةٌ فِيْهِ مِنْ وَجْهَيْنِ:

اَلْوَجْهُ الْأَوَّلُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (إِنَّ أَحَدَ شِقَّىْ ثَوْبِىْ يَسْتَرْخِىْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ) فَهُوَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَرْخِ ثَوْبَهٗ اِخْتِيَارًا مِّنْهُ، بَلْ كَانَ ذٰلِكَ يَسْتَرْخِىْ، وَمَعَ ذٰلِكَ فَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ، وَالَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقْصُدُوْا الْخُيَلَاءَ يَرْخُوْنَ ثِيَابَهُمْ عَنْ قَصْدٍ، فَنَقُوْلُ لَهُمْ :إِنْ قَدَتَمَّ إِنْزَالُ ثِيَابِكُمْ إِلٰى أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ بِدُوْنِ قَصْدِ الْخُيَلَاءِ عُذِّبْتُمْ عَلٰى مَا نَزَلَ فَقَطْ بِالنَّارِ، وَإِنْ جَرَرْتُمْ ثِيَابَكُمْ خُيَلَاءَ عُذِّبْتُمْ بِمَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكُمْ، لَا يُكَلِّمُكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ، وَلَا يُزَكِّيْكُمْ، وَلَكُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.

اَلْوَجْهُ الثَّانِىْ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَكَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَشَهِدَ لَهُ أَنَّهُ لَيْسَ مِمَّنْ يَصْنَعُ خُيَلَاءَ ، فَهَلْ نَالَ أَحَدٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ تِلْكَ التَّزْكِيَةَ وَالشَّهَادَةَ؟ وَلٰكِنَّ الشَّيْطَانَ يَفْتَحُ لِبَعْضِ النَّاسِ اِتِّبَاعَ الْمُتَشَابِهِ مِنْ نُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لِيُبَرِّرَ لَهُمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا الْهِدَايَةَ وَالْعَافِيَةَ (مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ج ۱۲، ص ۳۰۹، رقم السؤال ۲۲۳)

ترجمہ: ازار کو لٹکانے سے جب کبر وعجب کا قصد ہو، تو اس کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں کرے گا، اور نہ اس سے کلام کرے گا، اور نہ اس کو پاک کرے گا، اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

لیکن جب اس سے کبر وعجب کا قصد نہ ہو، تو اس کی سزا یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے جس حصہ پر ازار ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، اور ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، اور ان کو پاک نہیں کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، ایک تو (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والا، دوسرے احسان جتلانے والا، تیسرے اپنے سودے کو جھوٹی قسم کے ساتھ بیچنے والا'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے ساتھ لٹکایا تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائے گا'' پس یہ وعید تو اس کے بارے میں ہے کہ جو اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے ساتھ لٹکاتا ہے۔

اور جو کبر وعجب کا ارادہ نہیں کرتا، تو صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ازار جتنا ٹخنے سے نیچے ہوگا، تو وہ حصہ جہنم میں جائے گا'' اب یہاں کبر وعجب کی قید نہیں لگائی گئی، اور نہ ہی کبر

وعجب کی قید لگانا صحیح ہے، اس حدیث کی بناء پر جو اس سے پہلے ذکر کی گئی، اس لئے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا ازار آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدھی پنڈلی سے ٹخنوں کے درمیان ہو، اور جو اس سے نیچے ہوگا تو وہ جہنم میں جائے گا، اور جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے طور پر لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائے گا“ اس کو امام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، جس کو ترغیب وترہیب کی کتب میں قمیص کی ترغیب کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ دونوں عمل مختلف ہیں، اور دونوں کی سزائیں بھی مختلف ہیں، اور جب حکم اور سبب مختلف ہو، تو مطلق کو مقید پر محمول کرنا منع ہوتا ہے، کیونکہ اس صورت میں تناقض لازم آتا ہے۔

اور جو ہمارے خلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑے گا، تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ آپ کو اس میں دو وجہ سے دلیل پکڑنا درست نہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کا دھیان رکھوں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کو اپنے اختیار سے نہیں لٹکایا، بلکہ وہ خود سے لٹک جاتا تھا، اور اس کے باوجود بھی وہ اس کا دھیان رکھا کرتے تھے، اور جو لوگ اپنے کپڑے کو لٹکاتے ہیں، اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کبر وعجب کا قصد نہیں کرتے، تو وہ اپنے کپڑوں کو اپنے قصد سے لٹکاتے ہیں، تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے بغیر کبر وعجب کے قصد کے لٹکاؤ گے، تو تمہارے اس ٹخنوں سے نیچے والے حصہ کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا، اور اگر تم اپنے کپڑوں کو کبر وعجب کے طور پر

لٹکاؤ گے، تو تمہیں اس سے بھی شدید عذاب دیا جائے گا کہ اللہ قیامت کے دن تم سے کلام نہیں کرے گا، اور نہ تمہاری طرف نظر کرے گا، اور نہ تمہیں پاک کرے گا، اور تمہارے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ فرمادیا تھا، اور ان کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گواہی دے دی تھی کہ وہ کبر وعجب کے طور پر کرنے والوں میں سے نہیں ہیں، تو کیا ان (آج کل کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے) لوگوں میں سے کوئی اس طرح کے تزکیہ اور شہادت کو پاسکتا ہے؟ لیکن شیطان نے بعض لوگوں کے لئے کتاب وسنت کی نصوص میں سے متشابہ چیزوں کی اتباع کا راستہ کھول دیا ہے، تاکہ وہ ان کے اعمال کو پاک صاف کر کے دکھلائے، اور اللہ جس کو چاہتا ہے، صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے، ہم اللہ سے ہدایت اور عافیت کا سوال کرتے ہیں (مجموع فتاویٰ ورسائل)

(۱۸)......اور ایک مقام پر شیخ عثیمین فرماتے ہیں کہ:

إِسْبَالُ الثَّوْبِ عَلٰى نَوْعَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَّكُوْنَ خُيَلَاءَ وَفَخْرًا فَهٰذَا مِنْ كَبَائِرِ الذُّنُوْبِ وَعُقُوْبَتُهٗ عَظِيْمَةٌ، فَفِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلَفِ وَالْكِذْبِ) فَهٰذَا

النَّوْعُ هُوَ الْإِسْبَالُ الْمَقْرُوْنُ بِالْخُيَلاءِ ، وَفِيْهِ هٰذَا الْوَعِيْدُ الشَّدِيْدُ أَنَّ اللّٰهَ لا يَنْظُرُ إِلٰى فَاعِلِهٖ، وَلَا يُكَلِّمُهُ، وَلَا يُزَكِّيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ،وَهٰذَا الْعُمُوْمُ فِىْ حَدِيْثِ أَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مَخَصِّصٌ بِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَكُوْنُ الْوَعِيْدُ فِيْهِ عَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ خُيَلاءَ لِاتِّحَادِ الْعَمَلِ وَالْعُقُوْبَةِ فِى الْحَدِيْثَيْنِ.

اَلنَّوْعُ الثَّانِىُ مِنَ الْإِسْبَالِ :أَنْ يَّكُوْنَ لِغَيْرِ الْخُيَلاءِ ، فَهٰذَا حَرَامٌ وَيُخْشٰى أَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْكَبَائِرِ، لِأَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَعَّدَ فِيْهِ بِالنَّارِ، فَفِىْ صَحِيْحِ الْبُخَارِىِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ(مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِى النَّارِ)وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُخَصَّصًا بِحَدِيْثِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لِأَنَّ الْعُقُوْبَةَ مُخْتَلِفَةٌ، وَيَدُلُّ لِذٰلِكَ حَدِيْثُ أَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(أُزْرَةُ الْمُؤمِنِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ،أَوْ قَالَ: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا كَانَ أَسْفَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ فِى النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَالنِّسَائِىُّ، وَابْنُ مَاجَهُ، وَابْنُ حَبَّانَ فِىْ صَحِيْحِهٖ،فَفَرَّقَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ وَمَنْ كَانَ إِزَارُهُ أَسْفَلَ مِنْ كَعْبَيْهِ.

لٰكِنْ إِنْ كَانَ السِّرْوَالُ يَنْزِلُ عَنِ الْكَعْبَيْنِ بِدُوْنِ قَصْدٍ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَيَرْفَعُهُ فَلَا حَرَجَ، فَفِىْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ :إِنَّ أَحَدَ شِقَّىْ ثَوْبِىْ يَسْتَرْخِىْ إِلَّا أَنْ

أَتَعَاهَدَ ذٰلِکَ مِنْه، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ(مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ج ۱۲، ص ۳۱۰، رقم السؤال ۲۲۴)

ترجمہ: کپڑے کو لٹکانا دو طرح سے ہوتا ہے، ایک تو یہ کہ کبر و عجب اور فخر کے طور پر ہو، تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جس کی سزا بڑی سخت ہے، صحیحین میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کبر و عجب کے طور پر لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائے گا‘‘ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا، اور نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ تو ہلاک ہوگئے اور خسارے میں پڑ گئے، اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، اور دوسرے احسان جتلانے والا، اور تیسرے اپنے سودے کو قسم اور جھوٹ کے ساتھ بیچنے والا‘‘ تو یہ صورت تو وہ ہے، جب اس طرح کپڑا لٹکایا جائے، جس میں کبر و عجب شامل ہو، اور اسی کے بارے میں یہ سخت وعید ہے کہ اس عمل کے مرتکب کی طرف اللہ نہیں دیکھے گا، اور نہ اس سے کلام کرے گا، اور نہ اس کو پاک کرے گا قیامت کے دن، اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا، اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور عموم خاص ہے، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے، پس اس میں مذکور وعید اس کے لئے ہوگی، جو یہ عمل کبر و عجب کے طور پر کرے، دونوں حدیثوں میں عمل اور سزا کے متحد ہونے کی وجہ سے۔

اور دوسری صورت وہ ہے، جس میں کپڑا لٹکانا کبر وعجب کے بغیر ہو، تو یہ عمل حرام ہے، جس کے بارے میں ڈر یہ ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں جہنم کی وعید سنائی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا'' اور یہ بات ممکن نہیں کہ اس حدیث کو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے خاص کر دیا جائے، کیونکہ سزا مختلف ہے، جس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کی ازار آدھی پنڈلی تک ہوتی ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدھی پنڈلی سے ٹخنوں کے درمیان ہو، اور جو اس سے نیچے ہوگی، تو وہ جہنم میں جائے گی، اور جس نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے طور پر لٹکایا، تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائے گا'' اس کو امام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو کبر وعجب کے طور پر لٹکانے والے اور جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو، اس کے درمیان فرق کر دیا۔

لیکن اگر پاجامہ بغیر قصد وارادہ کے ٹخنوں سے نیچے سرک جائے، اور وہ اس کو باندھ لے اور اوپر کر لے، تو کوئی حرج نہیں، پس ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث میں ہے کہ ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بے شک میرے ازار کا ایک پہلو لٹک جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اس کا دھیان رکھوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں، جو یہ عمل کبر وعجب کی وجہ سے کرتے ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے (مجموع فتاویٰ ورسائل)

شیخ ابو زید بکر بن عبداللہ کا حوالہ

(۱۹)......عرب کے ایک اور عالم شیخ ابو زید بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

وَجَمِيعُهَا تُفِيدُ النَّهْىَ الصَّرِيحَ نَهْىَ تَحْرِيمٍ ،لِمَا فِيهَا مِنَ الْوَعِيدِ الشَّدِيدِ ،وَمَعْلُومٌ أَنَّ كُلَّ مُتَوَعَّدٍ عَلَيْهِ بِعِقَابٍ مِّن نَّارٍ ،أَوْ غَضَبٍ ،أَوْ نَحْوِهَا ،فَهُوَ مُحرَّمٌ ،وَهُوَ كَبِيرَةٌ ،وَلَا يَقْبَلُ النَّسخَ ،وَلَا رَفْعَ حُكْمِهِ ،بَلْ هُوَ مِنَ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْمُؤَبَّدَةِ فِى التَّحْرِيمِ ،وَ(الْإِسْبَالُ)هُنَا كَذٰلِكَ لِوُجُوهٍ:

١ ـ مُخَالَفَةُ السُّنةِ . ٢ ـ اِرْتِكَابُ النَّهْيِ .

٣ ـ اَلْإِسْرَافُ: وَهٰذَا ضِيَاعٌ لِتَدْبِيرِ الْمَالِ ،وَلِهٰذَا أَمرَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ ابْنَ أَخِيهِ بِرَفْعِ إِزَارِهِ وَقَالَ لَهُ(هُوَ أَبْقىٰ لِثَوْبِكَ وَأَتْقٰى لِرَبِّكَ)

٤ ـ اَلْمَخِيلَةُ ،وَالْخُيَلَاءُ،والتَّبَخْتُرُ،وَهٰذَا ضِيَاعٌ مُضِرٌّ بِالْدِّيْنِ ،يُوْرِثُ فِى النَّفْسِ: اَلْعُجْبَ ،وَالتَّرَفُّعَ،وَالْفَخْرَ،وَالْكِبْرَ،وَالزَّهْوَ،والْأَشَرَ، وَالْبَطَرَ،وَنِسْيَانَ نِعْمَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰى عَبْدِهِ،وَكُلُّ هٰذَا مِنْ مُوْجِبَاتِ مَقْتٍ لِلْمُسْبِلِ ،وَمَقْتِ النَّاسِ لَهُ،وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍوَإِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ .وَالدَّارُ الْآخِرَةُ كَمَا قَالَ تَعَالٰى:تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

٥ ـ التَّشَبُّهُ بِالنِّسَاءِ . ٦ ـ تَعْرِيْضُ الْمَلْبُوسِ لِلنَّجَاسَةِ ،وَالْقَذَرِ، وَمَسْحِ مَوَاطِءِ الْقَدَمِ . ٧ ـ لِشِدَّةِ تَأْثِيرِ الْإِسْبَالِ عَلٰى نَفْسِ الْمُسْبِلِ وَمَا لِكَسْبِ الْقَلْبِ مِنْ حَالَةٍ وَهَيْئَةٍ مَنَافِيَةٍ لِلْعُبُوْدِيَةِ،مُنَافَاةٌ

ظَاهِرَةٌ.........لِهٰذِهِ الْوُجُوْهِ وَرَدَ النَّهْيُ عَنِ الْإِسْبَالِ مُطْلَقاً فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ،وَهٰذَا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ،وَهُوَ كَبِيْرَةٌ إِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ،فَإِنْ كَانَ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ فَهُوَ مُحَرَّمٌ مَذْمُوْمٌ فِيْ أَصَحِّ قَوْلَيِ الْعُلَمَاءِ، وَالْخِلَافُ لِلْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ وَالشَّافِعِيَّةِ فِيْ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْخُيَلَاءِ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيْهٍ.

عَلٰى أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ بِأَنَّ مُجَرَّدَ الْإِسْبَالِ(خُيَلَاءَ)فَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَامَرْفُوْعاً (وَإِيَّاكَ وَجَرَّ الْإِزَارِ فَإِنَّ جَرَّ الْإِزَارِ مِنَ الْمَخِيْلَةِ) (رَوَاهُ ابْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ)وَعَنْ أَبِيْ جَرِّى الْهُجَيْمِيِّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ،مَرْفُوْعاً(وَإِيَّاكَ وَالْإِسْبَالَ فَإِنَّهُ مِنَ الْمَخِيْلَةِ)(رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي الْمُسْنَدِ)فَظَاهِرُهُمَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَجَرَّدَ الْجَرِّ، يَسْتَلْزِمُ الْخُيَلَاءَ ،وَلَوْ لَمْ يَقْصُدِ اللَّابِسُ ذٰلِكَ،فَالْمُسْلِمُ مَمْنُوْعٌ مِنْهُ لِكَوْنِهٖ مَظَنَّةَ الْخُيَلَاءِ ،وَلَوْ كَانَ النَّهْيُ مَقْصُوْراً عَلٰى قَاصِدِ الْخُيَلَاءِ غَيْرَ مُطْلَقٍ،لَمَا سَاغَ نَهْيُ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ مُنكَرِ الْإِسْبَالِ مُطْلَقاً ،لِأَنَّ قَصْدَ الْخُيَلَاءِ مِنْ أَعْمَالِ الْقُلُوْبِ، لٰكِنْ ثَبَتَ الْإِنْكَارُ عَلَى الْمُسْبِلِ إِسْبَالَهُ دُوْنَ الْالْتِفَاتِ إِلٰى قَصْدِهٖ، وَلِهٰذَا أَنْكَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْبِلِ إِسْبَالَهُ دُوْنَ النَّظْرِ فِيْ قَصْدِهِ الْخُيَلَاءَ أَمْ لَا ،فَقَدْ أَنْكَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَنْكَرَ عَلٰى جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ ،وَعَلٰى رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ،وَعَلٰى:عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ، فَرَفَعُوْا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ،أُزُرَهُمْ إِلٰى أَنْصَافِ سُوْقِهِمْ.

وَهٰذَا يَدُلُّكَ بِوُضُوْحٍ عَلٰى أَنَّ الْوَصْفَ بِالْخُيَلَاءِ ،وَتَقْيِيْدِ النَّهْيِ بِهٖ

فِيْ بَعْضِ الْأَحَادِيْثِ ،إِنَّمَا خَرَجَ مَخْرَجَ الْغَالِبِ ،وَالْقَيْدُ إِذَا خَرَجَ مَخْرَجَ الْأَغْلَبِ ، فَإِنَّهُ لَا مَفْهُوْمَ لَهُ عِنْدَ عَامَّةِ الْأُصُوْلِيِّيْن، كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى، وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ .فَاسْتَقَرَّ بِهٰذِهٖ التَّوْجِيْهَاتِ السَّلِيْمَةِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَنَّ الْإِسْبَالَ فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ مَنْهِيٌّ عَنْهُ مُطْلَقاً ،وَأَنَّهُ فِيْ ذَاتِهٖ خُيَلَاءَ، وَأَنَّ الْمُسْبِلَ مُرْتَكِبٌ لِمُحَرَّمٍ، مُجَاهِرٌ بِهٖ،مُعَرِّضٌ نَفْسَهُ لِمَا وَرَدَ مِنَ الْوَعِيْدِ لِلْمُسْبِلِيْنَ .

وَيُسْتَثْنٰى مِنْ هٰذَا الْأَصْلِ ثَلَاثُ حَالَاتٍ:

۱ ۔مَنْ لَّمْ يَقْصُدِ الْإِسْبَالَ ،لِعَارِضٍ مِّنْ نِسْيَانٍ ،أَوْ اِسْتِعْجَالٍ،أَوْ فَزَعٍ، أَوْ حَالِ غَضَبٍ ،أَوِ اسْتِرْخَاءٍ مَعَ تَعَاهُدٍ لَهُ بِرَفْعِهٖ ،كَمَا فِيْ قِصَّةِ اِسْتِرْخَاءِ إِزَارِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ،إِذَا كَانَ يَسْتَرْخِيْ لِنَحَافَةِ جِسْمِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَنْجَرُّ فَيَتَعَاهَدُهُ بِرَفْعِهٖ ،فَهُوَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَقْصُدِ الْإِسْبَالَ فَضْلاً عَنِ الْخُيَلَاءِ ،وَلِهٰذَا قَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ وَكَمَا فِيْ بَعْضِ الْوَقَائِعِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْهُوْرَةُ فِيْ السُّنَنِ ،وَهِيَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .

۲ ۔ لِلْضَّرُوْرَةِ مُقَدَّرَةٌ بِقَدْرِهَا ،كَمَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ عَلٰى قَدَمَيْهِ لِمَرَضٍ فِيْهِمَا ،وَنَحْوِهٖ،وَهٰذَا كَالْتَّرْخِيْصِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلْحَكَّةِ،وَكَشْفِ الْعَوْرَةِ لِلتَّدَاوِيْ،وَالْخُيَلَاءِ فِي الْحَرْبِ،وَنَحْوِهَا .

۳ ۔ اِسْتِثْنَاءُ النِّسَاءِ،فَقَدْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ بِإِرْخَاءِ ذُيُوْلِ ثِيَابِهِنَّ شِبْراً ،اِسْتِحْبَاباً لِسَتْرِ الْقَدَمَيْنِ ،وَهُمَا مِنْ عَوْرَةِ النِّسَاءِ ،فَإِنْ كَانَتَا تَنْكَشِفَانِ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعاً ،جَوَازاً: وَهٰذَا مَحَلُّ إِجْمَاعٍ ،وَجَرُّ الْمَرْأَةِ ذَيْلَ ثِيَابِهَا ،لِسَتْرِ أَقْدَامِهَا، كَانَ مَعْرُوْفاً عِنْدَ

نِسَاءِ الْعَرَبِ (حد الثوب والازرة وتحريم الاسبال ولباس الشهرة، ص ۱۳ الیٰ ۱۷، تحريم ما نزل من الكعبين من كل ما يلبس من ازار)

ترجمہ: اور یہ تمام احادیث (ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی) صریح ممانعت کا فائدہ دیتی ہیں، ایسی ممانعت کا جو کہ حرام درجے کی ہے، کیونکہ ان میں شدید وعید بیان کی گئی ہے، اور یہ بات واضح طور پر معلوم ہے کہ ہر وہ وعید جس پر جہنم کے عذاب یا اللہ کے غضب وغیرہ کا ذکر ہو، تو وہ حرام اور کبیرہ گناہ ہوا کرتی ہے، جو نسخ کو قبول نہیں کرتی، اور نہ اس حکم کے مرتفع ہونے کو قبول کرتی ہے، بلکہ وہ شریعت کے ہمیشہ کے لئے حرام کردہ احکام میں سے ہوا کرتی ہے، اور یہاں کپڑے کو لٹکانا مندرجہ ذیل چند وجوہات کی بناء پر اسی طرح کا حکم رکھتا ہے:

(۱)......ایک تو اس میں سنت کی مخالفت پائی جاتی ہے (۲)......دوسرے شریعت کی منع کردہ چیز کا ارتکاب کرنا پایا جاتا ہے (۳)......تیسرے اس میں اسراف پایا جاتا ہے، اور یہ مال کو بے جا ضائع کرنا ہے، اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے کو ازار اوپر کرنے کا حکم دیا، اور ان کو یہ فرمایا کہ یہ آپ کے لباس کو زیادہ باقی رکھنے اور آپ کے رب کے ہاں زیادہ تقویٰ کا ذریعہ ہے (۴)......چوتھے اس میں کبر وعجب پایا جاتا ہے، اور یہ دین کے لئے مضر اور دین کو ضائع کرنے والا ہے، جو نفس میں عجب اور اونچا پن اور فخر اور کبر اور اتراہٹ اور بغاوت اور سرکشی اور اللہ سبحانہٗ کے اپنے بندہ پر نعمت کے نسیان کا سبب ہے، اور یہ سب کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کے وبال کا باعث ہے، اور اس پر لوگوں کی طرف سے بھی ناراضگی کا باعث ہے، اور بے شک اللہ نہیں پسند کرتا، ہر عجب کرنے والے اور فخر کرنے والے کو، اور بے شک اللہ تکبر اختیار کرنے والوں کو بھی پسند نہیں کرتا، اور آخرت کا گھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اس آخرت کے

گھر کو ہم ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں، جونہیں ارادہ کرتے سرکشی کا زمین میں اور نہ فساد کا، اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔

(۵)...... پانچویں اس میں عورتوں کے ساتھ تشبہ لازم آتا ہے (۶)......اور چھٹے اس میں لباس کو نجاست اور گندگی کے لئے پیش کرنا اور اس کو آلودہ قدموں کے نیچے روندنا پایا جاتا ہے (۷)......ساتویں اس میں کپڑا لٹکانے کی تاثیر کی شدت پائی جاتی ہے، جو کپڑا لٹکانے والے کے نفس میں پیدا ہوتی ہے، اور یہ حالت بندے کی عبدیت والی حالت کے منافی ہے، جس کا منافی ہونا ظاہر ہے......(چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ)......ان وجوہات کی بناء پر مرد حضرات کے حق میں کپڑا لٹکانے کی مطلق ممانعت وارد ہوئی ہے، جس پر امت کا اجماع ہے، اگر یہ کبر وعجب کی وجہ سے ہو، تو کبیرہ گناہ ہے، اور اگر کبر وعجب کے بغیر ہو، تو بھی علماء کے صحیح تر قول کے مطابق حرام اور مذموم ہے، اور اس میں اختلاف امام شافعی اور شافعیہ کا ہے، اس بارے میں کہ جب کبر وعجب کے طور پر نہ ہو، تو مکروہ تنزیہی ہے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات ثابت ہے، اور وہ جس بات کا تقاضا کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ محض کپڑا لٹکانا ہی عجب وکبر ہے، چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''اپنے آپ کو کپڑا لٹکانے سے بچایئے، کیونکہ کپڑا لٹکانا کبر وعجب سے تعلق رکھتا ہے'' اس کو ابنِ منیع نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے، اور ابو جری ھجیمی جابر بن سلیم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ''کپڑا لٹکانے سے اپنے آپ کو بچائیں، کیونکہ یہ کبر وعجب سے تعلق رکھتا ہے'' اس کو احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے، پس ان دونوں حدیثوں کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ محض لٹکانا کبر وعجب کو مستلزم ہے، اگرچہ کپڑا پہننے والا اس کا قصد نہ کرے، پس مسلمان کو کپڑا لٹکانا ممنوع ہے، کیونکہ یہ کبر وعجب کا مظنہ ہے، اور اگر

ممانعت کبر و عجب کا قصد کرنے والے پر منحصر ہوتی، مطلق اور عام نہ ہوتی، تو مسلمانوں کو مطلق لٹکانے پر نکیر کرنے اور منع کرنے کی گنجائش نہ ہوتی، کیونکہ کبر وعجب کا قصد دل کے اعمال میں سے ہے، لیکن کپڑا لٹکانے والے کے لٹکانے پر بغیر اس کے قصد کی طرف توجہ کیے ہوئے نکیر ثابت ہے، اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا لٹکانے والے پر نکیر فرمائی، اس کے کبر وعجب کا قصد ہونے نہ ہونے کو نظر انداز کرتے ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما پر نکیر فرمائی، اور جابر بن سلیم پر نکیر فرمائی، اور ثقیف قبیلہ کے ایک آدمی پر نکیر فرمائی، اور عمرو انصاری رضی اللہ عنہم پر نکیر فرمائی، جنہوں نے اپنے کپڑوں کو آدھی پنڈلیوں تک اونچا کرلیا۔

اور یہ امور وضاحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کبر وعجب کا وصف اور بعض احادیث میں ممانعت کو اس کے ساتھ قید لگا کر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اکثر وبیشتر یہ عمل کبر وعجب کی بناء پر کیا جاتا ہے، اور قید جب اس طرح کے غالب مقام پر بیان کی جائے، تو عام اصولیین کے نزدیک اس کا مفہومِ مخالف معتبر نہیں ہوا کرتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ **"وربائبکم اللاتی فی حجورکم"** پس ان مسلّمہ توجیہات سے یہ بات مضبوط طریقہ پر الحمدللہ ثابت ہوگئی کہ کپڑا لٹکانا مرد حضرات کے حق میں مطلقاً ممنوع ہے، اور یہ اپنی ذات میں ہی کبر وعجب (یا اس کے قائم مقام) ہے، اور کپڑا لٹکانے والا حرام چیز کا مرتکب ہوتا ہے، اور اس کو کھلم کھلا کرنے والا ہوتا ہے، اور اپنے آپ کو ان وعیدوں میں شامل کرنے والا ہوتا ہے، جو کپڑا لٹکانے والوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

البتہ اس ممانعت وگناہ کے اصول سے تین حالتیں مستثنیٰ ہیں:

ایک تو یہ صورت گناہ سے مستثنیٰ ہے کہ جس کے لٹکانے کا قصد نہ ہو، کسی عارض مثلاً

نسیان یا جلدی یا گھبراہٹ یا غصہ کی حالت کی وجہ سے ہو، یا اس کو اوپر رکھنے کا اہتمام کرنے کے باوجود کسی وقت ڈھیلا ہوجانے کی وجہ سے، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈھیلا ہونے کے قصہ میں مذکور ہے، کیونکہ ان کا ازار ان کے جسم کے نحیف وکمزور ہونے کی وجہ سے لٹک جاتا تھا، پھر جب بھی لٹکتا تھا، تو وہ اس کو اوپر کر کے باندھ لیا کرتے تھے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لٹکانے کا قصد نہیں کیا کرتے تھے، چہ جائیکہ کبر وعجب کا قصد کریں، اور اسی وجہ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں، جو یہ عمل کبر وعجب کے طور پر کرتے ہیں، اور جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات میں جو سنن میں مشہور ہیں، وہ اسی باب سے تعلق رکھتے ہیں۔

دوسرے یہ صورت گناہ سے مستثنیٰ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے ہو، جبکہ بقدرِ ضرورت پر اکتفاء کیا جائے، جیسا کہ وہ شخص جس نے اپنے ازار کو اپنے قدموں پر ان میں مرض وبیماری وغیرہ کی وجہ سے لٹکایا، اور یہ اسی طرح کی رخصت ہے، جس طرح کی رخصت خارش کی وجہ سے ریشم پہننے میں ہے، اور دوا وعلاج کے لئے کشفِ عورت میں ہے، اور جنگ وغیرہ میں کبر وعجب اختیار کرنے میں ہے۔

تیسرے اس گناہ سے عورتیں مستثنیٰ ہوں گی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنے کپڑوں کے دامن ایک بالشت تک لٹکانے کو مستحب قرار دیا ہے، تاکہ ان کے قدموں کا پردہ ہوجائے، جو کہ (بعض فقہاء کے نزدیک) خواتین کے ستر (یعنی پردہ) میں داخل ہیں، پس اگر پھر بھی ان کے قدم کھلیں، تو ان کو ایک ذراع تک لٹکا لینا جائز ہے، جس پر امت کا اجماع ہے، اور عورت کا اپنے کپڑوں کے دامن کو لٹکانا اپنے قدموں کو چھپانے کے لئے عرب کی عورتوں میں معروف تھا

(حد الثوب والازرۃ)

ابوعبدالرحمٰن بسام تمیمی کا حوالہ

(۴۰)...... ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بسام تمیمی (المتوفی ۱۴۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

وَإِذَا تَأَمَّلَهَا الْقَارِئُ وَجَدَ أَنَّ بَعْضَهَا مُطْلَقٌ، وَبَعْضَهَا مُقَيَّدٌ بِقَصْدِ الْخُيَلَاءِ ،وَالْقَاعِدَةُ الْأُصُوْلِيَّةُ هِيَ " حَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ" فَيَكُوْنُ الَّذِيْ لَمْ يُرِدِ الْخُيَلَاءَ غَيْرُ دَاخِلٍ فِي الْوَعِيْدِ الَّذِيْ يَقْتَضِيْ تَحْرِيْمَ الْإِسْبَالِ، وَلِذَا قَالَ الْإِمَامُ النَّوَوِيُّ فِيْ "شَرْحِ مُسْلِمٍ"مَا يَأْتِيْ: وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ" فَمَعْنَاهُ: اَلْمُرْخِيْ لَهُ، اَلْجَارُّ لَهُ خُيَلَاءَ ، وَهٰذَا يُخَصِّصُ عُمُوْمَ الْمُسْبِلِ إِزَارَهُ، وَيَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْوَعِيْدِ:مَنْ جَرَّهُ خُيَلَاءَ ، وَقَدْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ لِأَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "لَسْتَ مِنْهُمْ" إِذْ كَانَ جَرُّهُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ، وَظَوَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ فِيْ تَقْيِيْدِهِ بِالْجَرِّ خُيَلَاءَ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ التَّحْرِيْمَ مَخْصُوْصٌ بِالْخُيَلَاءِ ، وَهٰكَذَا نَصَّ الشَّافِعِيُّ عَلٰى هٰذَا الْفَرْقِ كَمَا ذَكَرْنَا ،وَأَمَّا الْقَدْرُ الْمُسْتَحَبُّ فِيْمَا يَنْزِلُ إِلَيْهِ طَرَفُ الْقَمِيْصِ وَالْإِزَارِ :فَنِصْفُ السَّاقَيْنِ، وَالْجَائِزُ بِلَا كَرَاهَةٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، فَمَا نَزَلَ عَنِ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ، فَإِنْ كَانَ لِلْخُيَلَاءِ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ مَنْعَ تَحْرِيْمٍ، وَإِلَّا فَمَنْعَ تَنْزِيْهٍ ،وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ الْمُطْلَقَةُ:بِأَنَّ مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ، فَالْمُرَادُ بِهَا:مَا كَانَ لِلْخُيَلَاءِ ، لِأَنَّهُ مُطْلَقٌ فَوَجَبَ حَمْلُهُ عَلَى الْمُقَيَّدِ،اهـ كَلَامُ النَّوَوِيِّ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

وَبَعْضُهُمْ:لَا يَرَوْنَ حَمْلَ مُطْلَقِ أَحَادِيْثِ الْإِسْبَالِ عَلٰى مُقَيَّدِهَا، وَإِنَّمَا

جَعَلُوْا هٰذَا مِنْ بَابِ اِخْتِلَافِ السَّبَبِ وَالْحُكْمِ فِي الدَّلِيْلَيْنِ، وَإِذَنْ فَلَا يُحْمَلُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخِرَةِ؛ ذٰلِكَ أَنَّ الْوَعِيْدَ فِيْمَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ ، هُوَ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ، نَظَرَ رَحْمَةٍ وَعَطْفٍ.

وَأَمَّا الْوَعِيْدُ فِيْمَنْ أَنْزَلَ ثَوْبَهُ عَنْ كَعْبَيْهِ أَنَّ النَّارَ لَهُمَا وَحْدَهُمَا، فَالْعُقُوْبَةُ الْأُوْلٰى عَامَّةٌ، وَالْعُقُوْبَةُ الثَّانِيَةُ جُزْئِيَّةٌ، وَكَذٰلِكَ السَّبَبُ مُخْتَلَفٌ فِيْهِمَا، فَأَحَدُهُمَا: جَرُّ إِزَارِهٖ خُيَلَاءَ ، وَالثَّانِيْ: أَنْزَلَهُ إِلٰى أَسْفَلَ مِنْ كَعْبِهٖ بِلَا خُيَلَاءٍ ، وَهٰذَا الْقَوْلُ أَحْوَطُ، وَأَمَّا الْقَوْلُ الْأَوَّلُ فَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيْلِ، وَأَجْوَدُ مِنْ حَيْثُ التَّأْصِيْلِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ (توضيح الأحكام من بلوغ المرام، ج٣، ص١٢٦، باب اللباس، الناشر: مكتبة الأسدي، مكّة المكرّمة)

ترجمہ: اور جب قاری غور کرے گا، تو اس بات کو پائے گا کہ بعض احادیث مطلق ہیں، اور بعض کبر وعُجب کے قصد کے ساتھ مقید ہیں، اور اصولی قاعدہ مطلق کو مقید پر محمول کرنے کا ہے، پس جس کا ارادہ کبر وعجب کا نہ ہو، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوگا، جس کا تقاضا اسبال کے حرام ہونے کا ہے، اور اسی وجہ سے امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ''اپنی ازار کو لٹکانے والا'' تو اس کے معنیٰ یہ ہے کہ جو ازار کو کبر وعُجب کے طور پر لٹکاتا ہے، اور یہ اپنے ازار کو لٹکانے کے عموم کو خاص کرتا ہے، اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وعید سے مراد وہ ہے جو اپنے ازار کو کبر وعُجب کے طور پر لٹکاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، اور فرمایا کہ آپ ان میں سے نہیں ہو، اس لئے کہ ان کا لٹکانا کبر وعُجب کے بغیر تھا۔

اور احادیث کا ظاہر کبر کے ساتھ لٹکانے کی قید کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتا

ہے کہ حرمت کبر وعجب کے ساتھ مخصوص ہے، اسی طرح امام شافعی نے فرق کے ساتھ تصریح بیان کی ہے، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

اور جو مستحب مقدار اس لباس کی اوپر سے نیچے کو آتی ہے، یعنی قمیص اور ازار کے کنارے کی، سو وہ آدھی پنڈلی پر ہے، اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ ممنوع ہے، پس اگر کبر وعُجب کے طور پر ہو، تو اس کا منع ہونا منع تحریم کے طور پر، ورنہ منع تنزیہ کے طور پر ہے۔

اور جو احادیث مطلق آئی ہیں کہ ’’کعبین سے نیچے جو حصہ ہوگا وہ جہنم میں جائے گا‘‘ تو اس سے مراد وہ ہے جو کبر وعُجب کے طور پر ہو، اس لئے کہ یہ مطلق ہے، پس اس کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے، امام نووی کا کلام ختم ہوا، واللہ اعلم۔

اور بعض حضرات اسبال کی مطلق احادیث کو مقید پر محمول کرنے کے قائل نہیں، اور وہ اس کو سبب اور حکم کے دو دلیلوں میں اختلاف کے باب سے قرار دیتے ہیں، اور اس صورت میں ان میں سے ایک کو دوسرے پر محمول نہیں کیا جائے گا، وہ اس طرح سے ہے کہ جو شخص اپنے کپڑے کو کبر وعُجب کے طور پر گھسیٹتا ہے، اس کے لئے یہ وعید ہے کہ اللہ اس کی طرف نظرِ رحمت وشفقت نہیں فرمائے گا۔

اور جو شخص اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے، تو اس کے لئے یہ وعید ہے کہ ان ٹخنوں کو صرف آگ پہنچے گی، پس پہلا عذاب عام ہے، اور دوسرا عذاب جزئی ہے، اور اسی طریقہ سے سبب بھی ان میں مختلف ہے، پس ایک تو اپنے ازار کو کبر وعجب سے گھسیٹنا ہے، اور دوسرے اپنے ٹخنے سے نیچے بغیر کبر وعجب کے لٹکانا ہے، اور یہ قول زیادہ احتیاط پر مبنی ہے، اور پہلا قول دلیل کی حیثیت سے زیادہ صحیح ہے، ، اور اصولی لحاظ سے زیادہ عمدہ ہے، واللہ اعلم (توضیح الاحکام)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ اہلِ علم حضرات کا ایک بڑا طبقہ وہ بھی ہے کہ جو کبر وعُجب کی

صورت میں بھی اسبالِ ازار وثوب یا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو حرام قرار دیتا ہے، اور نسیان اور معقول عذر کے بغیر قصداً وعمداً بھی حرام وناجائز قرار دیتا ہے، البتہ دونوں صورتوں میں گناہ کی شدت کے کم یا زیادہ ہونے میں قدرے فرق کا قائل ہے، اوراس طبقہ کے دلائل بھی مضبوط ومستحکم ہیں، البتہ ان حضرات کے طریقۂ استدلال میں باہم کچھ فرق پایا جاتا ہے، جو علمی نوعیت کا ہے، لہٰذا اگر کسی صاحبِ علم کو کسی ایک طریقۂ استدلال سے اختلاف ہو، اس سے اصل مسئلہ پر فرق واقع نہیں ہوتا۔

تاہم مستند اہلِ علم حضرات کے ایک بڑے طبقہ کی رائے یہ بھی ہے کہ اگر کبر وعُجب کی نیت نہ ہو تو اسبالِ ازار یا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام یا مکروہ تحریمی نہیں، بلکہ مکروہ تنزیہی ہے، اور ان حضرات کے دلائل بھی اپنی جگہ وزنی ہیں، جیسا کہ گزرا۔[1]

اب اگر کوئی صاحبِ علم فیمابینہٗ وبین اللہ دیانت داری کے ساتھ ایک رائے کو دلائل سے قوی سمجھ کر اختیار کرتا ہے، اوراس کو دوسری رائے کے مقابلہ میں راجح سمجھتا ہے اور دوسری رائے کو مرجوح سمجھتا ہے، تو اس کو اس کا حق حاصل ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس پر ضروری ہے کہ مسئلہ ھٰذا کے مجتہد فیہ ہونے کی وجہ سے دوسری رائے کو راجح سمجھنے اوراس کے مطابق عمل پیرا ہونے والوں پر بے جا نکیر کرنے سے احتیاط کرے اوراس مسئلہ کے مجتہد فیہ ہونے کی حیثیت سے اگر کوئی شخص اسبالِ ازار کرتا ہے، اوراس کی طرف سے کبر وعُجب کا ہونا ظاہر نہیں ہوتا، تو اس پر دوسرے کو فسق کا حکم لگانے سے پرہیز کرنے میں احتیاط معلوم ہوتی ہے، خواہ دوسرا اس قول کو راجح بھی نہ سمجھتا ہو، جس کی رُو سے کبر وعجب کے بغیر بھی اسبالِ ازار یا ٹخنوں سے

---

[1] رہی یہ بات کہ حنفیہ کی اس بارے میں کیا رائے ہے، تو مذکورہ حوالہ جات کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک اب راجح یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حنفیہ کے دونوں قول ہیں، جس سے متعلق تفصیلی عبارات پہلے گزر چکی ہیں، بعض نے جرّ اور اسبال کو ایک معنیٰ میں لے کر دونوں طرح کی وعیدوں سے حکمِ معصیت نکال کر مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے قاعدہ پر عمل کیا، اور بعض نے اس سے اختلاف کیا، لہٰذا مطلق کو مقید پر محمول کرنے والوں کو حنفیہ کے فقہی قاعدہ کا مخالف قرار نہ دیا جائے گا، صرف طرزِ استدلال اوراس کے انطباق کا فرق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نیچے کپڑا لٹکانا جائز نہیں۔ [1]

اور اگر مکروہ تنزیہی کے قول کو لیا جائے، تب بھی عام لوگوں کو ٹخنوں سے اوپر ہی لباس رکھنے کی ترغیب دینی چاہئے، بلکہ اس کی تاکید کرنی چاہئے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی کے مطابق عمل کرنا اور دوسروں کو ترغیب دینا ثابت ہے، اور بعض اوقات ان کی ترغیب دینا تاکید کی حد تک پہنچا ہوا ہے، جس میں فریقین کا کوئی اختلاف نہیں، اس لئے ہر طرح کی سلامتی و عافیت اسی میں ہے کہ ہر مؤمن مرد اپنے ازار و لباس اور کپڑے کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا اہتمام کیا کرے، اور بغیر معقول عذر کے قصداً و عمداً اس کی خلاف ورزی نہ کیا کرے، خواہ کبر و عُجب کی نیت نہ بھی ہو، تاکہ تمام احادیث و روایات پر عمل ہو جائے، اور کسی کے نزدیک بھی گناہ گار نہ ہو، اور احادیث میں بیان کردہ ہر طرح کی وعیدوں سے محفوظ رہے، خاص طور پر عُجب و کبر کی بناء پر اور زینت حاصل کرنے کی خاطر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے اہتمام کے ساتھ بچا کرے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

---

[1] مندرجہ بالا تحریر کے بعد ''اشرف التوضیح'' کی درج ذیل عبارت نظر سے گزری۔

''کسی جگہ کا عرف ایسا ہو جائے کہ متکبر اور غیر متکبر سب کرتے ہیں اور نیچے کرنا کوئی فخر کی بات نہیں سمجھی جاتی، کس نے نیچے کی ہوئی ہے یا کس نے نیچے نہیں کی، کسی کو فرق معلوم نہیں ہوتا، اس کی خاص نشانی نہیں سمجھی جاتی کہ اس کی شلوار یا اس کی لنگی ٹخنوں سے نیچے ہے، تو وہاں ہو سکتا ہے کہ ویسے ان میں تکبر ہو، لیکن یہ فعل اس نے تکبر کی وجہ سے نہ کیا ہو، ایسی صورت میں آدمی دوسروں کے بارے میں سخت فتویٰ نہ لگائے، البتہ اپنے عمل میں احتیاط کرے، اپنا عمل ایسا رکھے، جیسا کہ مکروہ تحریمی ہوتا ہے، لیکن دوسروں کے بارے میں کراہتِ تنزیہیہ والا قول بھی مدِ نظر رکھے، گویا حاصل یہ کہ حرمت کی علت تکبر ہونا احادیث سے واضح ہے، اور جب حکم کی علت معلوم ہو جائے تو مدارِ حکم علت ہی ہوتی ہے، لیکن آدمی اپنے بارے میں یہی سوچے کہ ہو سکتا ہے کہ میرے اس کام کا منشاء تکبر ہو، اور مجھے تکبر کا احساس نہ ہو، اور دوسرے کے بارے میں یہ سمجھے کہ اس کا منشاء تکبر نہیں ہوگا، بلکہ ویسے ہی اس نے کر لیا ہوگا'' (اشرف التوضیح، ج ۳ ص ۳۱۷، کتاب اللباس، الفصل الاول، افادات: مولانا محمد زاہد صاحب، ناشر: مکتبۃ العارفی، فیصل آباد، طبع اول: ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ)

(خاتمہ)

چند متعلِّقہ مسائل

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق تفصیل اور دلائل ماقبل میں ذکر کئے جا چکے ہیں، جس کے ضمن میں متعدد مسائل بھی گزر چکے ہیں، اب اختصار کے ساتھ متعلقہ مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ اختصار کے خواہش مند حضرات کو متعلقہ پہلوؤں کو سمجھنے میں سہولت رہے۔

مسئلہ نمبر ۱...... بہت سی احادیث میں کبر وعجب کی نیت سے مرد کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اور بہت سی احادیث میں کبر وعجب کی نیت کے بغیر بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت اور اس پر وعید بیان کی گئی ہے۔

جس کی وجہ سے اہلِ علم حضرات کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کبر وعجب کے قصد وارادہ سے مرد کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور سخت گناہ کا باعث ہے اور اس کے گناہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور اگر کبر وعجب کے قصد وارادہ کے بغیر لٹکائے تو بعض اہلِ علم حضرات اس کو حرام قرار نہیں دیتے، البتہ مکروہ یا خلافِ سنت قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک یہ صورت بھی حرام اور گناہ میں داخل ہے، البتہ اس صورت کا گناہ، اس صورت کے مقابلہ میں کچھ کم ہے کہ جس صورت میں کبر وعجب کا قصد وارادہ ہوتا ہے، بلکہ ان میں سے بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جب کبر وعجب کے قصد وارادہ سے یہ گناہ کیا جائے، تو دو گناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اور جب کبر وعجب کے قصد وارادہ کے بغیر کیا جائے، تو ایک گناہ ہوتا ہے، اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ کبر وعجب کا ارادہ ہو یا نہ ہو، بہرحال اس عمل سے بچنا ہی چاہئے۔

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ کبر وعجب اور فخر وتفاخر کے بغیر بلا عذر قصداً وعمداً ٹخنوں سے نیچے

کپڑا لٹکانا بطورِ خاص اس کی عادت بنانا مکروہ تحریمی یا کم از کم سنتِ مؤکدہ کے خلاف ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے قول وفعل سے اس کی تاکید واہتمام ثابت ہے، اور نصف پنڈلی تک مستحب ہے، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عام معمول نصف پنڈلی تک ازار رکھنے کا تھا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں تک کی جگہ کو بھی ''موضعِ ازار'' قرار دیا ہے، البتہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔ [1]

پھر اصل وعید اور گناہ تو اس صورت میں ہے، جبکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے تک ہو، اور اگر ٹخنوں کی اس ہڈی سے نیچے نہ ہو، جو ہڈی اوپر پنڈلی کی ہڈی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے (جس کی پہچان یہ ہے کہ نیچے صرف پاؤں کے حصہ کو حرکت دینے سے اس ہڈی کو حرکت نہیں ہوتی) تو گناہ لازم نہیں آئے گا، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ کپڑا ٹخنے کی ابھری ہوئی ہڈی سے اوپر ہو، اور ٹخنے کی دونوں طرف کی ابھری ہوئی ہڈیاں کپڑے سے ڈھانپی ہوئی نہ ہوں۔ [2]

اگر کوئی ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے کا اہتمام کرتا ہو، اور پھر کسی وقت اتفاقاً ٹخنوں سے نیچے ہوجائے، اور یاد آنے پر اوپر کرلے، یا کسی معقول عذر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا

---

[1] اور سنتِ مؤکدہ کو اگر کبھی کبھار ترک کیا جائے، بالخصوص جبکہ کسی عذر کی وجہ سے ہو، تو اس میں گناہ لازم نہیں آتا، البتہ بلا عذر اس کی عادت بنائی جائے، تو گناہ لازم آتا ہے۔

ترک السنة قد لا یوجب الإثم، کما أن التثلیث سنة وترکه لا یوجب الإثم .قلت :وینبغی أن یقید بترکه أحیانا، أو بقدر ما ثبت عنه صلی الله علیه وسلم لا مطلقا .وهو الذی اختاره المحقق ابن أمیر حاج تلمیذ ابن الهمام رحمه الله تعالی وصرح بالإثم إذا اعتاد الترک(فیض الباری علی صحیح البخاری، ج ۱ ص ۲۱۷، کتاب الایمان، باب الزکاة من الاسلام)

[2] **(ما أسفل من الکعبین) من الرجل (من الإزار ففی النار) وما موصولة فی محل رفع علی أنها مبتدأ وفی النار الخبر وأسفل خبر مبتدأ محذوف وهو العائد علی الوصول أی ما هو أسفل وحذف العائد لطول الصلة أو المحذوف کان وأسفل نصب خبر لکان ومن الأولی لابتداء الغایة والثانیة لبیان الجنس(ارشاد الساری، ج۸ص ۴۱۸، کتاب اللباس، باب ما أسفل من الکعبین فهو فی النار)**

فقد جعل النبی صلی الله علیه وسلم الغایة فی لباس الإزار الکعب وتوعد ما تحته بالنار(تفسیر القرطبی، ج ۱۹، ص ۶۶،تفسیر سورة المدثر)

وأما الکعبان انفسهما فقد قال بعض أصحابنا یجوز إرخاؤه إلی اسفل الکعب وأما المنهی عنه ما نزل عن الکعب(شرح العمدة فی الفقه،لابن تیمیة، ج۴، ص ۳۶۷)

لٹکائے، مثلاً پاؤں میں زخم ہے، اور اس پر مکھی، مچھر وغیرہ بیٹھتا ہے، جس سے بچنے کے لئے وہ اس جگہ کو چھپانے اور محفوظ رکھنے کے لئے کپڑا لٹکائے، تو گناہ نہیں۔

یا اسی طرح کی اور کوئی معقول ضرورت وعذر ہو، تو بھی گناہ نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عذر یا ضرورت معقول اور واقعی درجہ میں ہو۔

مسئلہ نمبر ۲...... جو شخص کبر وعُجب کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا تا ہے، تو وہ جب تک اس گناہ میں مبتلا رہے اتنی دیر تک وہ گناہ اُس کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے، اور اگر کوئی پورا دن اس گناہ میں مبتلا رہے، تو پورے دن اس گناہ کے وبال کا مستحق رہتا ہے۔

اور جن حضرات کے نزدیک کبر وعُجب کے بغیر بھی یہ عمل گناہ ہے، ان کے نزدیک کبر وعُجب کی نیت کے بغیر بھی گناہ گار رہتا ہے، جبکہ قصداً وعمداً اس عمل کو اختیار کرے، اور کوئی معقول عذر بھی نہ ہو۔

اور آج کل جو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کے عادی بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہماری شلوار یا پاجامہ بلاقصد وارادہ نیچے ہوجاتا ہے، اس کے جواب میں اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ ان کا یہ کہنا درست نہیں، بلکہ یہ لوگ ارادتاً ایسا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاجامہ/شلوار سلواتے وقت پہلے ہی سے بڑی سلواتے ہیں، اور پہنتے وقت پھر ٹخنوں سے نیچے کر کے پہنتے ہیں، اور اگر کسی وقت نماز وغیرہ کے موقع پر اوپر کرنی پڑ جائے تو نماز سے فارغ ہو کر اہتمام اور کوشش کے ساتھ اسے نیچے کرتے ہیں۔

اور اگر کسی کو ٹخنوں سے اوپر لباس کر کے دوسرے کے سامنے جانے میں شرم وعار محسوس ہوتی ہو اور اس وجہ سے ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو، یا زینت کے مقام پر بطور زینت ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکائے، تو اہلِ علم حضرات کے نزدیک یہ کبر وعجب کی علامت ہے۔

مسئلہ نمبر ۳...... جو شخص کبر وعجب کے طور پر ٹخنوں سے نیچے لباس لٹکانے کا عادی ہو، وہ تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، جس کی وجہ سے اس پر فسق کا حکم عائد ہوتا ہے، اور اگر کوئی کبر وعجب

کے بغیر اس عمل کا مرتکب ہو، اور اس کو کوئی معقول مجبوری بھی نہ ہو، تو بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک وہ بھی کبیرہ گناہ کا عادی ہونے کی وجہ سے فسق کا مرتکب شمار ہوتا ہے، لیکن اہلِ علم حضرات کے ایک طبقہ کی رائے یہ بھی ہے کہ اگر کبر وعُجب کی نیت نہ ہو تو اسبالِ ازار یا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام یا مکروہ تحریمی نہیں، بلکہ مکروہ تنزیہی ہے، اور ان حضرات کے دلائل بھی وزن رکھتے ہیں، اب اگر کوئی شخص اسبالِ ازار کرتا ہے، اور اس کی طرف سے کبر وعُجب کا مقصود ہونا ظاہر نہیں ہوتا، تو مذکورہ اختلاف کے پیشِ نظر اس پر فسق کا حکم لگانے سے پرہیز کرنے میں احتیاط معلوم ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴...... اگر کوئی بچہ چھوٹا اور نابالغ ہے، اور وہ خود سے کپڑا ٹخنوں سے اوپر کرنے کا شعور نہیں رکھتا، اور اس کے والدین یا سرپرست اسے ایسا لباس پہناتے ہیں، جو ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے (جیسا کہ آج کل چھوٹے بچوں کو ایسا لباس پہنایا جاتا ہے) تو اس صورت میں جو حضرات کبر وعجب کی بنیاد پر ہی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو گناہ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک تو وہ بچہ گناہ گار نہیں ہوگا، البتہ اگر اس کے والدین یا سرپرست یہ عمل کبر وعجب کے طور پر اختیار کریں، تو وہ گناہ گار ہوں گے، اور جو حضرات کبر وعجب کی قید کے بغیر اس عمل کو گناہ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک دونوں صورتوں میں اس کے والدین یا سرپرست گناہ گار شمار ہوں گے، اور اگر خدانخواستہ بچپن کی یہ عادت اس کو بالغ ہونے کے بعد بھی رہی تو جب تک وہ اس گناہ کا عادی رہے گا وہ تو گناہ گار ہوتا ہی رہے گا، اسی کے ساتھ اس کے سرپرست اور والدین بھی گناہگار ہوتے رہیں گے، جو اس کو عادی بنانے کا سبب بنے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵...... مرد حضرات کو بطورِ خاص نماز پڑھتے وقت اپنے لباس وکپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچنا چاہئے، اور اگر کوئی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھے، تو اگر وہ کبر وعجب کی نیت سے ایسا کرے، تو وہ سخت گناہ گار ہوتا ہے، اور اس کی نماز بھی مکروہ اور غیر مقبول شمار ہوتی ہے، جس کی کراہت کو دور کرنے کے لئے بعض حضرات اس نماز کے اعادہ

کا حکم دیتے ہیں، اور جب کبر وعجب کی نیت نہ ہو، تب بھی بعض حضرات یہی حکم لگاتے ہیں، لیکن بعض دیگر حضرات اس صورت میں نماز کے مکروہ ہونے کا حکم نہیں لگاتے۔ [1]

مسئلہ نمبر۶ ...... آج کل بعض ناواقف لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ مرد حضرات کو نماز کی حالت میں پتلون وغیرہ موڑ کر (یعنی فولڈ کر کے) ٹخنوں سے اوپر کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا نماز پڑھنے کے لیے ایسا نہیں کرنا چاہئے، اس کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے ان ناواقف لوگوں کی اتباع میں پتلون وغیرہ ٹخنوں سے اوپر کرنا چھوڑ دیا ہے، اور وہ ٹخنوں سے

---

[1] وإذا كان الإسبال حراما فإن أهل العلم اختلفوا فى صلاة المسبل.
فبعض أهل العلم يرى أن صلاته تبطل؛ لأن من شرط الساتر أن يكون مباحا ,ساترا طاهرا ,فالمحرم لا يحصل الستر به؛ لأنه ممنوع من لبسه ,والنجس لا يحصل الستر به؛ لأنه يجب اجتناب النجاسة ,والشفاف لا يحصل الستر به كما هو ظاهر.
وقال بعض العلماء :إن صلاة المسبل تصح ,ولكن مع إصراره على ذلک يكون فاسقا ,وإمامته لا تصح عند بعض العلماء ,ولكن إذا وجدته يصلى فادخل معهم ,والإثم عليه ,ولأنت صلاتک صحيحة؛ لأن من صحت صلاته صحت إمامته(مجموع فتاویٰ ورسائل للعثيمين، ج۱۵ ص ۱۴۱، ۱۴۲، باب صلاة الجماعة، احكام الامامة)
ثم إسبال الثوب خارج الصلاة إن كان لأجل الاختيال يكره -أيضا-، وإن لم يكن للاختيال لا يكره، وكرهه البعض "مطلقا فى الصلاة وغيرها للاختيال وغيرها(شرح ابی داؤد للعينی، ج۳ص ۱۷۰، كتاب الصلاة، باب الاسبال فى الصلاة)
(إن الله تعالى لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره) أى مرخيه إلى أسفل كعبيه أى لا يثيب رجلا على صلاة أرخى فيها إزاره اختيالا وعجبا (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۱۸۲۷)
إذا توضأ المسلم وضوءاً صحيحاً سليماً وكذلک صلى صلاة كاملة فلا يجوز أن يقال :إن وضوءه باطل وصلاته باطلة، إنما تبطل فيما إذا أبطلها، والوضوء لا يبطله إلا الحدث والناقض، والصلاة لا يبطلها إلا ما يبطلها من النواقض والمبطلات.
فقد ورد فى المسبل فى سنن أبى داود ، ولكن الحديث فى إسناده مقال، وإن ذكره النووى فى رياض الصالحين، وفى الحديث أنه قال له :(ارجع فأعد وضوءک مرتين، ثم قال :إنه مسبل، وإن الله لا يقبل صلاة مسبل) وهذا الحديث الذى فى السنن فيه رجل ضعيف، وإن كان يروى حديثه للاعتبار، وبكل حال فالحديث لا يقبل بكل حال، وإذا صح فإنما هو زجر عن الإسبال (شرح أخصر المختصرات لابن جبرين، ج۶۴، ص ۶۲، حكم صلاة المسبل و وضوئه)
قلت :جر الإزار وإسبال الثوب فى الصلاة؟قال :إذا لم يرد به الخيلاء فلا بأس به .قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم " :-من جر ثوبه من الخيلاء .قال إسحاق :كما قال(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، ج۹ص ۴۶۹۱، رقم المسئلة ۳۳۴۹، مسائل شتى)

نیچے پتلون کا کپڑا لٹکا ہوا ہونے کی حالت میں نماز پڑھتے ہیں۔

یہ کم علمی کی بات ہے، کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مرد حضرات کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں بچنا چاہئے، خاص طور پر کبر و عجب کی بنیاد پر ایسا کرنا نماز میں زیادہ شدید گناہ ہے، اور اس گناہ سے بچنے کی اصل صورت اور اصل طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے ہی اس گناہ سے اپنے آپ کو بچایا جائے، اور شروع سے ہی لباس ٹخنوں سے اوپر تک کے ناپ کا تیار کرایا اور حاصل کیا جایا کرے۔

اور اگر کوئی شخص نماز کے علاوہ اس گناہ سے نہیں بچتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز میں بھی وہ اس گناہ میں مبتلا رہا کرے، بلکہ اس کے لئے نماز میں اس گناہ سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تہبند، شلوار وغیرہ کو تو اوپر کھینچ کر ٹخنوں سے اونچا کیا جا سکتا ہے، مگر مروجہ پتلون کو اس طرح اوپر کھینچ کر ٹخنوں سے اونچا کرنا مشکل ہے، کیونکہ اس کی وضع اور بناوٹ عام طور پر اتنی چست ہوتی ہے کہ اس میں اوپر کھینچنے کی گنجائش نہیں ہوتی، اس لئے گناہ سے بچنے کی آسان صورت تو یہ ہوگی کہ پتلون پہننا ہی چھوڑ دیا جائے۔

لیکن اگر کوئی پتلون کا استعمال نہیں چھوڑتا تو ایسے شخص کو چاہئے کہ کم از کم نماز پڑھنے سے پہلے اسے تبدیل کر دے اور اس کے بجائے دوسرا لباس پہن کر نماز پڑھے جس میں یہ گناہ لازم نہ آئے، اور اگر کوئی شخص اس کو پہن کر ہی نماز پڑھتا ہے، تو سرِ دست نماز میں اس سے بچنے کی یہی صورت قابلِ عمل ہو سکتی ہے کہ اس کے نیچے والے سِرے کو موڑ کر اوپر کی طرف (فولڈ) کر دیا جائے۔

اور اگرچہ نماز میں اس طرح کپڑے کا الٹا ہونا بھی مکروہ و ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ جو وضع فطری طور پر انسان کسی معزز مجلس میں اختیار کر کے جانا پسند نہ کرتا ہو، مثلاً کپڑا اس طرح الٹا پہن کر یا موڑ کر تو اس وضع میں نماز پڑھنا مکروہ و ناپسندیدہ عمل ہے۔

لیکن احادیث وروایات سے واضح ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے بالخصوص جبکہ کبر وعجب کے طور پر ہو، وہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول نہیں ہوتی، اس لئے یہ عمل پتلون کو فولڈ کرنے کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے۔

مسئلہ نمبر ۷...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پائجامہ کی جگہ زیادہ تر ازار استعمال کیا جاتا تھا، اور ازار دراصل تہبند کو کہا جاتا ہے، اس لیے کثرت سے احادیث میں ازار کا ذکر تو ملتا ہے، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ پائجامہ، شلوار، پتلون وغیرہ اور یہاں تک کہ قمیص اور لمبا کُرتہ جو ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہو (جیسا کہ آج کل بعض عرب لوگ لمبا کرتہ پہنتے ہیں) اُن سب کا یہی ازار لٹکانے والا حکم ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۸...... بعض علاقوں میں ایک پائجامہ چوڑی دار پہنا جاتا ہے، جس کو عورتیں اور

---

[1] أن التعبير بالثوب يشمل الإزار وغيره وقد جاء التصريح بما اقتضاه ذلک(فتح الباری ج۱۰ ص ۲۶۲، کتاب اللباس،قوله باب من جرثوبه من الخيلاء)

وذكر إسبال الإزار وحده لأنه كان عامة لباسهم وحكم غيره من القميص وغيره حكمه(شرح النووی علیٰ مسلم، ج۲ص۱۱۶، باب بيان غلظ تحريم الاسبال)

فهذا عموم للسراويل، والإزار، والقميص وسائر ما يلبس(المحلیٰ بالآثار لابنِ حزم، ج۲ص۳۹۲، کتاب الصلاۃ)

الازاروالسراويل والجبة ونحوها من كل ملبوس فيه الوعيد (فيض القدير ج۶ص۱۴۵،رقم الحديث ۸۶۱۴)

قال الطبری :إنما خص الإزار بالذكر فی حديث أبی هريرة -والله أعلم -لأن أكثر الناس فی عهده عليه السلام كانوا يلبسون الإزار والأردية(شرح صحيح البخاری لابنِ بطال ،ج۹ص۸۱، کتاب اللباس،باب :من جر ثوبه من الخيلاء)

وكذا الطيلسان والرداء والشملة أی لايختص الازار فقط (بذل المجهود جلد۶ صفحه۵۳)

قال الحافظ كان سبب السوال ان اكثر الطرق جاء ت بلفظ الازار وحاصل جواب محارب ان التعبير بالثوب يشمل الازار وغيره وقد جاء ت تصريح بمقتضاه .... قال الطبری: وانما ورد الخبر بلفظ الازار لان اكثر الناس فی عهدهٖ كانوا يلبسون الازار والاردية فلما لبس الناس القميص والدراريع كان حكمها حكم الازار فی النهی، قال ابن بطال: هٰذا قياس صحيح لو لم يأت النص بالثوب فانه يشمل جميع ذالک (اوجز المسالک جلد۶ صفحه ۲۰۷،باب ماجاء فی اسباب الرجل ثوبه)

بعض مَرد بھی پہنتے ہیں۔

یہ پاجامہ اگر ایسا چُست ہو کہ اس میں اندرونی ستر والے اعضاء کی ساخت اور بناوٹ باہر محسوس ہوتی ہو تو اس کا پہننا منع ہے۔

اس کے علاوہ یہ لباس نیک صالح لوگوں کا شمار نہیں ہوتا، جس سے بچنا بہتر ہے۔

اور اگر یہ چوڑی دار پائجامہ ٹخنوں سے نیچے تک لٹکا ہوا ہو تو مَرد کے لیے گناہ ہے، خصوصاً کبر وعجب کے طور پر ممانعت مسلّم ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک اس کے بغیر بھی ممنوع ہے، اور اگر ٹخنوں سے اونچا ہو تو یہ عورت کے لیے گناہ ہے۔

البتہ اگر پائجامہ تنگ نہ ہو، اور مرد وعورت کے ستر کو پوری طرح چھپا رہا ہو، اور مذکورہ کوئی گناہ بھی لازم نہ آ رہا ہو، تو پھر جائز ہوگا۔

مسئلہ نمبر۹...... مرد حضرات کو جن صورتوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام وناجائز ہے، یہ حکم عوام کو بھی شامل ہے، اور اہلِ علم حضرات کو بھی شامل ہے، اور اگر کسی جگہ کے علماء اس گناہ کا ارتکاب کریں، تو اس کی وجہ سے یہ گناہ جائز نہیں ہوگا۔ [1]

---

[1] وأما ما نقل عن ابن حجر الهيتمى : أن الإسبال صار الآن شعار العلماء ، وكأنه يريد علماء الحرمين لا غيرهم، قال :(فلا يحرم عليهم بل يباح لهم)، فهو كلام يكاد يضحک منه الحبر والورق، وكأنه يريد إذا صار شعارا لهم لم يبق فيه للخيلاء مجال .ولكنه يقال :وهل يجعل ما نهى عنه رسوله صلى الله عليه وآله وسلم حلالا إذا صار شعارا معتادا لطائفة لا سيما أشرف الطوائف، وهم هداة الناس وقدوتهم وأعيانهم فيصير حلالا وينتفى عنه النهى؟وهل قدوة العلماء والعباد وإمام المبدأ والمعاد، سوى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الذى أرسله معلماً للعباد كل ما يقربهم إلى ربهم ويبعدهم عن معصيته حتى قال بعض الصحابة :لقد علمنا نبينا كل شىء حتى الخراء ة - أى آداب التخلى-فالشعار للعلماء هو شعاره صلى الله عليه وآله وسلم وشعار أصحابه، فهم القدوة لا ما جعله من ارتكب ما نهى عنه شعارا، فإن أول من خالف النهى واتخذه له لباسا قبل أن يسبقه إليه أحد مبتدع قطعا آتيا بما نهى عنه لا تتم فيه هذه المقدرة القبيحة لأنه لم يكن شعاراً إلا من بعده، فمن تبعه تبعه على :الابتداع وارتكاب المنهى عنه، ثم اعتذر لنفسه بأنه مار له شعارا.

وسبحان الله تعالى ما أقبح بالعالم ان يروج فعله لما نهى عنه نهى تحريم أو كراهة شعارا مأذونا فيه، وكان خيرا منه الاعتراف بأنه خطيئة أقل الأحوال مكروهة ومحل ريبة، فإن هذه الأحاديث التى سمعتها من أول الرسالة تثير ريبة إذا لم يحصل التحريم، وقد شرح حديث دع ما يريبک إلى ما لا يريبک، وإذا لم تثر هذه الأحاديث ريبة توجب الترک للمنهى عنه وعدم حِلّهِ حلاً خالصاً فليس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۰...... احادیث میں ٹخنے ڈھانکنے کا ذکر نہیں آیا، بلکہ کپڑا یا ازار لٹکانے یا گھسیٹنے کا ذکر آیا ہے، اور لٹکانا یا گھسیٹنا اس چیز کو کہا جاتا ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف کو لٹکی ہوئی ہو، جیسے شلوار، پائجامہ، لنگی، تہبند، پتلون اور لمبا کرتہ وغیرہ کہ یہ سب کپڑے اوپر سے نیچے کی طرف کو لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔

رہا موزوں اور جرابوں کا معاملہ تو وہ لٹکی ہوئی نہیں ہوتیں، اسی طرح ٹخنوں سے اوپر تک کے فُل بوٹوں اور اسی طرح فوجی بوٹوں کا بھی معاملہ ہے، اس لیے موزوں، جرابوں اور جوتوں کی وجہ سے اگر ٹخنے ڈھک اور چھپ جائیں تو گناہ نہیں۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عند من سمعها أهلية) لفهم التكاليف الشرعية، كيف وقد قال صلى الله عليه وآله وسلم فى الحديث الذى أخبرت فيه امرأة بإرضاعها امرأة رجل فأمره صلى الله عليه وآله وسلم بفراقها وقال له، كيف وقد قيلوهذا كله منا تنزُّل وإلا مما قدمناه من الأدلة وبيان دلالتها ما ينادى على التحريم أعظم نداء ، والاعتذار بكون النهى للخيلاء عرفت بطلانه وهل أوضح من قول الشارع ما زاد على الكعبين ففى النار دلالة على إطلاق التحريم وشدة الوعيد، وهو كقوله صلى الله عليه وآله وسلم : ويل للعراقيب من النار فى حديث الوضوء .ولم يستفصل صلى الله عليه وآله وسلم ابن عمر ولا الذى أمره بإعادة الوضوء ولا غيرهما ممن نهاه :هل كان إسباله للخيلاء أو لغيرها فى حديث واحد، وقد عرفت القاعدة الأصولية وهى :أن ترك الاستفصال فى موضع الاحتمال ينزل منزلة العموم فى المقال.

ولا يروج جواز الإسبال إلا من جعل الشرع تبعا لهواه، وذلک ليس من شأن المؤمن وقد قال صلى الله عليه وآله وسلم:(والذى نفسى بيده لا يؤمن أحدكم حنى يكون هواه تبعا لما جئت به)

ومما يدل على عدم النظر إلى الخيلاء أمره صلى الله عليه وآله وسلم لابن عمر رضى الله عنه، وهل يظن بأن ابن عمر يخبل ذلک للخيلاء -مع شدة تأسيه به صلى الله عليه وآله وسلم-؟ وكيف يتأسى به فى الفضائل ولا يتأسى به صلى الله عليه وآله وسلم فى ترک الحرمات**؟

ما ذاک إلا أنه أرخى إزاره غير عالم بالتحريم قطعاً، وقد قال صلى الله عليه وآله وسلم) :(إياک والإسبال، فإن الإسبال من المخيلة، ولو جاز لغير المخيلة لما جاز أن يطلق صلى الله عليه وآله وسلم النهى فإن المقام مقام بيان ولا يجوز تأخيره عن وقت الحاجة، وأى حاجة أشد من مقام النهى والله أعلم(استيفاء الأقوال فى تحريم الإسبال على الرجال،لمحمد بن إسماعيل الصنعانى،ص۴۸ الى ۵۱، تحرير المقال فى الاسبال)

[۱] (اياک وأسبال الازار)وهو تطويلهٔ وترسيلهٔ نازلاًعن الكعبين الى الارض اذا مشى (بذل المجهود جلد۶ صفحه ۵۳)

مسئلہ نمبر۱۱...... لیٹنے اور سونے کے وقت خصوصاً سردی کے وقت انسان چادر یا رضائی اوڑھ کر اپنے ٹخنوں کو چھپا لیتا ہے، اور اسی طرح بیٹھنے کی حالت میں بعض اوقات کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹک جاتا ہے، تو ان صورتوں میں گناہ نہیں ہوتا، کیونکہ اصل ممانعت کھڑے ہونے اور خصوصاً چلنے کی حالت میں ہے، اور بیٹھنے اور لیٹنے کی حالت میں چادر و رضائی کو اوڑھنا کپڑے کو لٹکانے اور گھسیٹنے کے مفہوم میں شامل نہیں۔ [۱]

مسئلہ نمبر۱۲...... پہلے زمانے میں تو پتلون (پینٹ) خاص غیر مسلموں کا لباس تھا، اور وہی اس کو استعمال کیا کرتے تھے۔

لیکن آج کل پتلون کا مسلمانوں میں بھی رواج ہوگیا ہے، اور اسی وجہ سے بعض مسلمانوں نے بغیر کسی قید کے پتلون پہننے کو جائز سمجھنا شروع کردیا ہے، مگر یہ بات درست نہیں۔

کیونکہ اس کے باوجود یہ ہمارے بعض علاقوں کے عرف میں غیر مسلموں یا کم از کم غیر دینداروں کا لباس سمجھا جاتا ہے۔

اور اگر پتلون اتنی چست ہو کہ اس سے اعضائے مستورہ کی ساخت اور بناوٹ نمایاں ہوتی ہو (جیسا کہ آجکل ایسی پتلون کا ہی کثرت سے رواج ہے) تو یہ ویسے بھی ممنوع ہے۔

اس کے علاوہ عموماً پتلون اتنی نیچی پہنی جاتی ہے کہ ٹخنے اس کے کپڑے میں چھپ جاتے ہیں، جو کہ گناہ ہے، بطور خاص جبکہ کبر و عجب مقصود ہو۔

اگر کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے اتفاقاً پتلون پہننی پڑ جائے، تو اس وقت بھی اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اتنی ڈھیلی ہو کہ اعضاء نمایاں نہ ہوں، اور صرف ضرورت و مجبوری کی حد تک اس کو استعمال کیا جائے اور اس کو پہن کر فخر بھی محسوس نہ کیا جائے، نیز ٹخنوں سے اونچی رکھی جائے۔ [۲]

---

[۱] وإطالة الذيل عند الشافعي مكروهة، سواء كانت في الصلاة أو غيرها، ومالك يجوزها في الصلاة، ولا يجوزها في المشي؛ لظهور الخيلاء فيه، وليس كذلك في الصلاة (شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، ج۳ص ۹۶۵، كتاب الصلاة، باب الستر)

[۲] أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۳...... اگر کوئی شخص کبر وعجب کے طور پر اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے نہیں لٹکاتا، بلکہ عام حالات میں ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا اہتمام کرتا ہے، البتہ کسی جگہ جائز کام کی ملازمت کے دوران اس کو ایسا لباس پہننے کی پابندی ہے کہ جو اس کے ٹخنوں سے نیچے تک لٹکتا ہے، جیسا کہ آج کل کی مروجہ پتلون کی حالت ہوتی ہے، اور اس کو ٹخنوں سے اوپر کرنے کی بھی اجازت نہیں، تو امید ہے کہ ایسے شخص کو بقدرِ ضرورت ٹخنے ڈھانکنے میں گناہ نہ ہوگا، بشرطیکہ اپنے دل کو عجب وکبر سے محفوظ رکھے، اور اس عمل کو بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت اختیار کرے، ہمارے نزدیک یہی راجح ہے۔

اور بعض حضرات کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ایسی مجبوری کی صورت میں بھی ٹخنوں سے نیچے تک لباس پہننا جائز نہیں، اور ایسی ملازمت کرنا بھی جائز نہیں۔

مگر ہمارے نزدیک پہلا قول راجح ہے، لہٰذا ہمارے نزدیک بوقتِ مجبوری وضرورت مذکورہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے گنجائش پائی جاتی ہے، جس پر نکیر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، چہ جائیکہ ایسے شخص کی تنخواہ کو حرام قرار دیا جائے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر۱۴...... آج کل بعض لوگ بارش وبرسات یا شدید سردی وغیرہ سے حفاظت کے لئے ایسا لباس پہن لیتے ہیں کہ جو ٹخنوں سے نیچے تک ہوتا ہے، جیسا کہ موٹر سائیکل پر سوار

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر .اهـ .قال ط :وانظر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقا أو حيث وجدت الشهوة؟ .اهـ .قلت :سنتكلم على ذلك في كتاب الحظر، والذى يظهر من كلامهم هناك هو الأول (ردالمحتار، ج ا ص ۴۱۰، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة)

وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها فيحمل ما مر على ما إذا لم يصف حجمها فليتأمل (ردالمحتار، ج۶ ص ۳۶۶، كتاب الحظر والاباحة، فصل في النظر والمس)

وكذالك اللباس الرقيق او اللاصق بالجسم الذى يحكى للناظر شكل حصة من الجسم الذى يجب ستره، فهو في حكم ماسبق في الحرمة وعدم الجواز (تكمله فتح المهلم ، جلد ۴ صفحه ۸۸، كتاب اللباس والزينة)

ہوتے وقت، یا بارش وکیچڑ میں چلتے وقت، تو یہ صورت بھی ضرورت میں داخل ہے، اور گناہ نہیں، جبکہ اپنے دل کو عجب وکبر سے محفوظ رکھے، اور اس عمل کو بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت اختیار کرے۔

مسئلہ نمبر ۱۵...... اگر کوئی تہبند یا پاجامہ یا جبہ وغیرہ اس طرح پہنے کہ اس کے اگلے والا حصہ تو ٹخنوں سے نیچا ہو، مگر پیچھے والا حصہ ٹخنوں سے اوپر ہو، تو یہ جائز ہے، جیسا کہ آج کل بعض دیہاتی لوگ اسی طرح سے تہبند باندھتے ہیں کہ آگے والا حصہ نیچا ہوتا ہے، جو آگے قدموں کی پشت پر لگتا ہے، اور پیچھے والا حصہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا ہے، اسی طرح بعض پاجامے اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان کا اگلا حصہ پاؤں کے قدموں کی پشت تک پہنچ جاتا ہے، لیکن پچھلا حصہ ایڑیوں سے اونچا ہوتا ہے، جیسا کہ علیگڑھی پاجامہ میں اس طرح کا امکان زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ وہ پیچھے سے اوپر کی طرف کو اٹھا ہوا ہوتا ہے، اور اسی طرح بعض جبے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا اگلا حصہ نیچے جھکا ہوا ہوتا ہے، اور پیچھے والا حصہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا ہے۔

اس طرح تہبند باندھنا یا اس طرح کا پاجامہ یا جبہ پہننا شرعاً جائز ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۶...... اگر کوئی شخص غیر مسلموں سے جنگ وجہاد کے موقع پر ان کے سامنے بڑائی جتلانے اور ان پر رعب قائم کرنے کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکائے، تو بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ [2]

---

[1] عن محمد بن أبي يحيى، قال :حدثني عكرمة أنه رأى ابن عباس يأتزر فيضع حاشية إزاره من مقدمه على ظهر قدمه، ويرفع من مؤخره، قلت :لم تأتزر هذه الإزرة؟ قال :رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يأتزرها(سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ۴۰۹۶)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية ابى داوٗد)

[2] عن جابر بن عتيك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إن من الغيرة ما يحب الله ومنها ما يبغض الله، وإن من الخيلاء ما يحب الله، ومنها ما يبغض الله، وأما الغيرة التى يحب الله فالغيرة التى فى الريبة، وأما الغيرة التى يبغض الله فالغيرة فى غير الريبة، وأما الخيلاء التى يحب الله فاختيال الرجل بنفسه عند القتال، واختياله عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۱۷......ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت مَرد حضرات کے ساتھ خاص ہے، عورتوں کے لئے یہ ممانعت نہیں، اورعورتوں کے حق میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا (شلوار وغیرہ) لٹکانا گناہ میں داخل نہیں؛ بلکہ عبادت میں داخل ہے۔ [۱]

مگرافسوس کہ آج کل خواتین نے تو شلوار ٹخنوں سے اونچی کرنا شروع کردی ہے، اور مَرد حضرات نے ٹخنوں سے نیچے کرنا شروع کردی ہے۔

اسی حالت کا نقشہ ایک اللہ والے نے یوں کھینچا ہے۔

لاحولَ ولاقوۃ کیا اُلٹا زمانہ ہے ۔۔۔ عورت تو ہے مردانی اور مرد زنانہ ہے

مسئلہ نمبر ۱۸......بعض فقہائے کرام کے نزدیک خواتین کے ٹخنوں سے نیچے قدموں کا حصہ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الصدقة، والخيلاء التي يبغض الله فاختيال الرجل في الفخر والبغي (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۷۵۲)

قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

قال ابن إسحاق :فحدثني جعفر بن عبد الله بن أسلم مولى عمر بن الخطاب، عن معاوية بن معبد بن كعب بن مالك :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حين رأى أبا دجانة يتبختر :إنها لمشية يبغضها الله إلا في مثل هذا الموطن (دلائل النبوة للبيهقي، ج۳ص ۲۳۳، ۲۳۴ ،باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه على القتال يوم أحد وثبوت من عصمه الله -عز وجل)

وقد استثنى العلماء من الفخر المذموم الفخر والخيلاء في الحرب، ونصوا على استحباب الفخر والخيلاء في الحرب لإرهاب العدو. وكان أبو دجانة رضي الله تعالى عنه يتبختر في الحرب، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :إن هذه لمشية يبغضها الله إلا في هذا الموطن (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص ۵۹، مادة"فخر")

وقد جاء ت في ذلك كله أحاديث صحيحة في الرخصة فيه، وكذلك إن كان جره خيلاء على الكفار أو في الحرب؛ لأن فيه إعزازاً للإسلام وظهوره في استحقار عدوه وغيظه، بخلاف الأول الذي إنما فيه استحقارُ المسلمين وغيظهم والاستعلاء عليهم، وفي ذلك أيضاً أثر صحيح، وإن كان قد روى عن ابن عمر كراهة ذلك على كل حال (شرح صحيح مسلم للقاضي عياض المسمى إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج٦،ص۵۹۸و ۵۹۹،باب تحريم جر الثوب خيلاء وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه، وما يستحب)

[۱] وأجمع العلماء على جواز الإسبال للنساء وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم الإذن لهن في إرخاء ذيولهن ذراعا والله أعلم (شرح النووي علىٰ مسلم، ج۱۴ص ۶۲، باب تحريم جرالثوب خيلاء)

''عورت یعنی ستر و پردہ'' میں داخل ہے، لیکن حنفیہ کی اس سلسلہ میں مختلف روایات ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک ''عورت یعنی ستر'' نہ ہونا معتمد ہے، شافعیہ میں سے مزنی اور حنابلہ میں سے علامہ ابنِ تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے، لہٰذا اگر کوئی عورت اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے ٹخنوں سے نیچے کے قدم والا حصہ کپڑے وغیرہ میں چھپا ہوا نہ ہو (جیسا کہ آج کل عموماً خواتین کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے) تو ان حضرات کے نزدیک نماز درست ہوجاتی ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۹...... مرد کے ستر کا حصہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، اور اس کا عام حالات

---

[1] أمـا ظاهر القدمين وباطنهما فليسا من العورة على المعتمد، وقيل هما عورة خارج الصلاة(فقه العبادات على المذهب الحنفى للحاجة نجاح حلبى، ص۷۷، كتاب الصلاة، الباب الثالث ، الفصل الاول)

وفى القدمين اختلاف المشايخ واختلاف الروايات عن أصحابنا رحمهم الله، وكان الفقيه أبو جعفر يتـردد فـى هذا فيقول مرة؛ إن قدميها عورة، ويقول مرة :إن قـدميهـا ليس بعورة، فمن يجعلها عورة يـقـول يـلـزمها سترها ومن لا يجعلها عورة يقول :لا يـلـزمهـا سترها، والأصح أنه ليس بعورة، وهى مسألة كتاب الاستحسان آنفا(المحيط البرهانى، ج ا ص ۲۷۹، كتاب الصلاة، الفصل الرابع)

وأمـا الـنـظـر إلى القدمين هل يحرم ذكر فى كتاب الاستحسان هى عورة فى حق النظر وليس بعورة فى حق الصلاة وكذا ذكر فى الزيادات إشارة إلى أنها ليست بعورة فى حق الصلاة،

وذكـر ابن شجاع عن الحسن عن أبى حنيفة أنها ليست بعورة فى حق النظر كالوجه والكفين(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج۳ص ۳۳۴، كتاب الاستحسان)

(وهو الأصح) ش :أى كون القدم ليست بعورة هو الأصح .وفى "شرح الأقطع :"والصحيح أنها عورة بظاهر الخبر .وقـال المرغيناني والأسبيجابى فى "شرح مختصر الطحاوى :"وقدماها فيها عورة .قال الأسبيجابى :فى حق النظر .والطحاوى لم يجعلها عورة فى حق الصلاة.

وقال الكرخى :ليست بعورة فى حق النظر .وقيل لا تكون عورة فى حق الصلاة أيضا.

وفى "الـمفيد "فـى الـقـدمين اختلاف المشايخ .وقال الثورى -رَحِـمَـهُ الـلَّهُ تَعَالَى -والـمـزنى: الـقـدمان ليستا من العورة .وقـال الثـورى فـى قول عند الخراسانيين :وقيـل وجـهـه أن باطن قدميها ليست بعورة(البناية شرح الهداية، ۲ ص ۱۲۶ ، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التى تتقدمها)

وأمـا القدمان فهما عورة عند المالكية والشافعية غير المزنى، وهو المذهب عند الحنابلة، وهو رأى بعض الحنفية.

والـمـعـتـمـد عـنـد الحنفية أنهما ليستا بعورة، وهو رأى المزنى من الشافعية، والشيخ تقى الدين ابن تيمية من الحنابلة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷،ص ۸۶،ماده،أنوثة)

میں بھی پردہ ہے اور اس کی خلاف ورزی گناہ ہے، لہٰذا آج کل جو بعض نوجوان اور بڑی عمر کے لوگ گھٹنوں سے اونچا لباس (مثلاً نیکر یا ہاف پتلون) پہن کر کھلے عام پھرتے ہیں، اور ان کے گھٹنوں سے اوپر تک کا حصہ نظر آتا ہے، وہ گناہ گار ہوتے ہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر ۲۰...... جن اہلِ علم حضرات کے نزدیک ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا لباس پہننا مطلقاً گناہ ہے، ان کے نزدیک اگر کپڑا سینے والے کو معلوم ہو کہ وہ جو لباس سی رہا ہے، وہ پہننے والا ٹخنوں سے نیچا کر کے پہنے گا، تو اتنا لمبا لباس سینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] عورة الرجل بالنسبة إلى رجل آخر -سواء كان قريبا له أو أجنبيا عنه -هى ما بين سرته إلى ركبته عند الحنفية ، ويستدلون بما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :ما تحت السرة عورة والسرة عندهم ليست بعورة استدلالا بما روى أن الحسن بن على رضى الله عنهما أبدى سرته فقبلها أبو هريرة رضى الله عنه، ولكن الركبة عورة عندهم ، بدليل ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :الركبة من العورة.

وما جاز نظره من الرجل بالنسبة للرجل جاز لمسه .

والشافعية والحنابلة فى المذهب يرون أن الركبة والسرة ليستا من العورة فى الرجل، وإنما العورة ما بينهما فقط .

لما روى عن أبى أيوب الأنصارى رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما فوق الركبتين من العورة، وما أسفل السرة وفوق الركبتين من العورة .

والرواية الأخرى عند الحنابلة أنها الفرجان استدلالا بما روى أنس رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم حسر يوم خيبر الإزار عن فخذه حتى أنى لأنظر إلى بياض فخذه عليه الصلاة والسلام.

وجواز نظر الرجل من الرجل إلى ما هو غير عورة منه مشروط بعدم وجود الشهوة وإلا حرم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱،ص ۵۰،مادة "عورة")

[2] چنانچہ اصلاح الرسوم میں ہے کہ:

یادر ہے کہ درزی کو بھی ایسا کپڑا سینا جائز نہیں، کیونکہ گناہ کی اعانت گناہ ہے، صاف انکار کر دینا چاہئے، کچھ رزق ایسے ہی کپڑے سینے پر منحصر نہیں ہے (اصلاح الرسوم، پہلا باب، فصل ہشتم، صفحہ ۴۲)

اور مجموع فتاویٰ ورسائل میں ہے کہ:

وسئل فضيلة الشيخ :هل يجوز للخياط أن يفصل للرجال ثيابا تنزل عن الكعبين؟

فأجاب بقوله :لا يحل لصاحب محل الخياطة أن يفصل للرجال ثيابا تنزل عن الكعبين، لأن إسبال الثياب عن الكعبين من كبائر الذنوب

فقد صح عن النبى صلى الله عليه وسلم :(أن ما أسفل من الكعبين من الإزار ففى النار.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن جو حضرات گناہ کو کبر وعجب کے قصد وارادہ کے ساتھ خاص کرتے ہیں، ان کے نزدیک لباس سینے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۲...... بعض لوگوں کے سامنے جب ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کے عمل کا گناہ ہونا بیان کیا جاتا ہے، تو اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر یہ عمل گناہ ہے تو اس کا گناہ ہونا قرآن مجید سے دکھلانا چاہئے، اور اگر اس کا گناہ ہونا قرآن مجید سے نہ ثابت کیا جاسکے تو پھر ہم اس عمل کا گناہ ہونا تسلیم نہیں کریں گے۔

حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی تعمیل ضروری ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی تعمیل بھی ضروری ہے، اور یہ بات خود قرآن مجید ہی سے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"مَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (سورة الحشر، رقم الآية ۷)

ترجمہ: جس چیز کا تم کو اللہ کا رسول حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ (سورہ حشر)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحیح وصریح احادیث میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے بطور خاص کبر وعجب کے طور پر لٹکانے کو مَردوں کے حق میں گناہ قرار دیا ہے، اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، لہٰذا قرآن مجید کے مذکورہ فرمان کے پیشِ نظر اس کا گناہ ہونا اصولی انداز میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وهذا وعيد وتحذير، وكل ذنب فيه وعيد فإنه من الكبائر، ومن فصل للرجال ثيابا تنزل عن الكعبين فقد شاركهم في هذه الكبيرة وله منها نصيب من ذلك، قال تعالى: (وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الأثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب (مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ج ۱۲، ص ۳۱۱، رقم السؤال ۲۲۵)

[1] اور لمبا لباس سینے کے بعد اس کا جائز استعمال بھی ممکن ہے، مثلاً کوئی اس لباس کو ٹخنوں سے اوپر کر کے پہنا کرے، البتہ کسی ضرورت کے وقت نیچے کر لیا کرے، اس لئے بظاہر یہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ لباس سینے والا گناہ گار نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

قرآن مجید سے بھی ثابت ہوا۔

اوراحادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

سن لو! اور آگاہ ہو جاؤ! کہ مجھے اللہ کی طرف سے (ہدایت کے لئے) قرآن مجید بھی عطا ہوا ہے، اوراس کے جیسا اور بھی (یعنی احادیثِ مبارکہ)

سن لو! عنقریب کچھ پیٹ بھرے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنے شاندار تخت (اور عمدہ نشست گاہوں) پر (آرام سے) بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہیں گے کہ بس قرآن ہی کو لے لو، اس میں جس چیز کا حلال ہونا آیا ہے اس کو حلال سمجھو اور جس کا حرام ہونا آیا ہے اس کو حرام سمجھو (اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کو حلال وحرام نہ سمجھو) حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ کے رسول نے حرام قرار دیا ہے وہ بھی ان ہی چیزوں کی طرح حرام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے (ابو داؤد، دارمی، ابنِ ماجہ، مسند احمد) [1]

---

[1] عن المقدام بن معدی کرب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :ألا إني أوتيت الكتاب، ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه، وما وجدتم فيه من حرام فحرموه، ألا لا يحل لكم لحم الحمار الأهلي، ولا كل ذی ناب من السبع، ولا لقطة معاهد، إلا أن يستغني عنها صاحبها، ومن نزل بقوم فعليهم أن يقروه فإن لم يقروه فله أن يعقبهم بمثل قراه(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۶۰۴، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، واللفظ لهٗ، سنن ابنِ ماجه رقم الحديث ۱۲ ،سنن الدارمی، رقم الحديث ۶۰۶)

عن المقدام بن معدی کرب، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ألا هل عسى رجل يبلغه الحديث عني وهو متكء على أريكته، فيقول :بيننا وبينكم كتاب الله، فما وجدنا فيه حلالا استحللناه .وما وجدنا فيه حراما حرمناه، وإن ما حرم رسول الله كما حرم الله (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۶۶۴)

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه.

حدثنی الحسن بن جابر، قال :سمعت المقدام بن معدی کرب، يقول :حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر أشياء ، ثم قال " :يوشک أحدكم أن يكذبني وهو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کسی کو اس حال میں پاؤں (یعنی اس کا یہ حال ہو) کہ وہ اپنی شاندار نشست پر ٹیک لگا کر (تکبر کے انداز میں) بیٹھا ہو اور اس کو میری کوئی حدیث پہنچے، جس میں میں نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہو تو وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو بس اسی حکم کو مانیں گے جو ہم کو قرآن میں ملے گا (ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مسند احمد) [1]

اور ایک روایت میں اسی طرح کا واقعہ آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ اَلْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ اِمْرَأَۃً مِنْ بَنِیْ أَسَدٍ یُقَالُ لَھَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

متکء علی أریکته یحدث بحدیثی، فیقول :بیننا وبینکم کتاب الله، فما وجدنا فیه من حلال استحللناه، وما وجدنا فیه من حرام حرمناه، ألا وإن ما حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل ما حرم الله "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۹۴)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

[1] عن عبید الله بن أبی رافع، عن أبیه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :لا ألفین أحدکم متکئا علی أریکته یأتیه الأمر من أمری مما أمرت به أو نهیت عنه فیقول لا ندری ما وجدنا فی کتاب الله اتبعناه(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۶۰۵، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۶۳، سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۱۳، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۸۷۶)

قال الترمذی: هذا حدیث حسن وروی بعضهم هذا الحدیث عن سفیان، عن ابن المنکدر، عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا .وعن سالم أبی النضر، عن عبید الله بن أبی رافع، عن أبیه، عن النبی صلی الله علیه وسلم " .وکان ابن عیینة إذا روی هذا الحدیث علی الانفراد بین حدیث محمد بن المنکدر من حدیث سالم أبی النضر، وإذا جمعهما روی هکذا، وأبو رافع مولی النبی صلی الله علیه وسلم اسمه :أسلم "

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین.

أُمُّ يَعْقُوبَ، فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ: وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ، أَمَا قَرَأْتِ: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، قَالَتْ: فَإِنِّيْ أَرٰى أَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا (بخاری) [1]

ترجمہ: اللہ ان عورتوں پر لعنت فرماتا ہے، جو بدن کو گودتی ہیں (یعنی جسم کی کھال میں رنگ بھروا کر لکھائی کرتی ہیں) اور جو عورتیں جسم گودواتی ہیں اور چہرے کے بال اکھڑواتی ہیں حسن کے لئے دانتوں کو کشادہ کراتی ہیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنے والی ہیں، بنی اسد کی ایک عورت کو، جس کو امِ یعقوب کہا جاتا تھا، یہ خبر ملی تو وہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس) آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس اس طرح لعنت کی ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتابُ اللہ میں بھی ہے اس عورت نے کہا کہ میں نے قرآن کو پڑھ لیا ہے جو دولوحوں کے درمیان ہے (یعنی پورا قرآن پڑھا ہے) لیکن جو تم کہتے ہو وہ میں نے اس میں نہیں پایا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو (صحیح معنیٰ میں قرآن کو) پڑھتی تو ضرور اس میں (اس لعنت کا ذکر) پاتی، کیا تو نے (سورہ حشر کی) یہ آیت نہیں پڑھی کہ رسول جو کچھ تمہیں دے اس کو لے لو اور جس سے روکے، اس سے باز آ جاؤ، اس نے کہا

---

[1] رقم الحدیث ۴۸۸۶، کتاب تفسیر القرآن، باب وما آتاکم الرسول فخذوہ.

کہ جی ہاں! حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع فرمایا ہے، اس عورت نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ تمہارے اہلِ خانہ بھی ایسا کرتے ہیں، انہوں نے کہا جا کر دیکھ آ، چنانچہ وہ گئی اور دیکھا تو کچھ نہ پایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ (اہلیہ) ایسا کرتی تو میں اس کے ساتھ ہمبستر نہ ہوتا (بخاری)

لہٰذا یہ اعتراض کہ جو بات قرآن میں نہ ہو اگرچہ صحیح احادیث میں موجود ہو، اس پر عمل واجب نہیں، سخت خطرناک بات ہے، جس سے توبہ کرنی چاہئے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۲۲...... بعض لوگ اس موقع پر اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا متکبرین کا طریقہ اور شعار تھا، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا، لہٰذا یہ ممانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خاص وجہ سے تھی، اور اب یہ ممانعت نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس گناہ کو بیان کرتے وقت یہ تفصیل بھی خود ہی بیان فرما دیتے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی کوئی قید لگائے بغیر اس کا گناہ ہونا اور اس پر وعید کا تذکرہ فرمایا، اور کسی زمانے یا علاقے کی کوئی قید نہیں لگائی۔

لہٰذا اپنی طرف سے شریعت کے حکم میں ایسی تاویل کرنا مناسب طرزِ عمل نہیں۔

---

[1] وهذا الحديث صحيح ثابت لا مطعن فيه، لا من جهة النقل والرواية، ولا من جهة العقل والدراية. أما النقل والرواية فالحديث صحيح رواه الأئمة أبو داود، والترمذى، وابن ماجة، والدارمى فى سننهم. وأما العقل والدراية : فإن بناء الفعل للمجهول "أوتيت "يدل على أن الله تعالى أعطى لرسوله صلى الله عليه وسلم القرآن ومثله معه . فما هو المماثل للقرآن الذى تلقاه الرسول صلى الله عليه وسلم عن ربه؟ لا يمكن أن يكون هذا المماثل شيئاً غير السنة الشريفة؛ لأن الرسول صلى الله عليه وسلم جاء نا بهذين الأصلين معاً القرآن والسنة -ولم يأتنا بشىء غيرهما - علماً بأن الحديث القدسى مندرج فى السنة الشريفة . وقد دل على هذا الفهم القرآن الكريم، مما سبق ذكره من الآيات الكريمات الدالة على حجية السنة . ودل على ذلك الفهم أيضاً الأحاديث المتكاثرة التى تؤيد هذا المعنى (كتابات أعداء الإسلام ومناقشتها للشربينى،المبحث الثالث :أدلة حجية السنة النبوية المطهرة،المطلب الثالث :من أدلة حجية السنة، السنة النبوية نفسها)

مسئلہ نمبر ۲۳...... بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ ٹخنوں سے نیچا لباس کرنا اگر گناہ ہے، خواہ کبر وعجب کے طور پر ہو یا بغیر کبر وعجب کے ہو، تو اس میں دنیا بھر کے بے شمار لوگ مبتلا ہیں، اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس عمل میں جو لوگ مبتلا ہیں اس کی دلیل انہی کے ذمہ ہے، ان کے عمل کی دلیل ہمارے ذمہ نہیں، ہم نے تو اس عمل کا گناہ ہونا احادیث سے واضح کر دیا۔

دوسرے یہ ضروری نہیں کہ اگر کوئی مسلمان کوئی گناہ کرے تو وہ اس کو گناہ بھی نہ سمجھتا ہو، کتنے گناہ معاشرے میں ایسے پھیلے ہوئے ہیں جن کو لوگ گناہ سمجھ کر کرتے ہیں شریعت کا قاعدہ ہے کہ کسی گناہ کے عام ہو جانے سے وہ کام حلال اور جائز نہیں ہوا کرتا۔

اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ لوگ اس کو گناہ نہیں سمجھتے تو یاد رکھیے کہ کسی کے گناہ نہ سمجھنے سے ناجائز کام جائز نہیں ہو جایا کرتا، جس طرح کہ اس کے برعکس کسی جائز کام کو ناجائز سمجھنے سے وہ کام ناجائز نہیں ہو جایا کرتا، جیسا کہ بہت سے لوگ غیبت کو جائز کام کی طرح عادت بنا کر کرتے ہیں، حالانکہ اس کے باوجود غیبت گناہ اور ناجائز کام ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴...... بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہا کرتے ہیں کہ کیا سارا دین ٹخنوں سے اوپر شلوار وغیرہ کرنے میں ہی رکھا ہوا ہے کہ اس پر اتنا زور دیا جائے؛ آخر دین کے اور بھی تو احکام ہیں، ان پر عمل پیرا ہو کر بھی تو جنت کا مستحق ہوا جا سکتا ہے۔

یہ اعتراض بھی حقیقت پر مبنی نہیں، کیونکہ ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے میں اگرچہ پورا دین نہ ہو مگر دین میں تو اس کا حکم ہے، جیسا کہ دین کے دوسرے الگ الگ احکام کا بھی یہی درجہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک میں پورا دین نہ ہو، لیکن وہ سارے احکام تو دین ہی کے ہیں، اور شریعت کا ہر حکم دین کا حصہ ہے، جن کے مجموعے سے ہی دین وجود پاتا ہے، اگر دین کے ہر ہر حکم کے بارے میں یہی کہا جائے کہ کیا اس میں ہی سارا دین ہے تو پھر دین کن چیزوں کا نام ہوگا؟ اور جب احادیث میں اس گناہ میں مبتلا ہونے والے کے لیے وعید آ چکی ہے، تو

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دوسرے نیک اعمال کرے مگر اس گناہ سے نہ بچے تو اس کا عذاب سے بچنا مشکل ہے۔ پھر شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جو گناہ جتنی زیادہ مقدار میں ہو اس پر تنبیہ بھی اسی اعتبار سے ہونی چاہئے، خاص طور پر جو گناہ کہ کھلم کھلا اور عمومی انداز میں ہو، کیونکہ اس طرح کے گناہوں کے نتیجہ میں آنے والا وبال اور عذاب نعوذ باللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اس گناہ کا مسلمانوں میں عام ہونا اور کھلم کھلا اس کا ارتکاب کیا جانا، سب کو معلوم ہے، لہٰذا اس گناہ سے بچانے کا اہتمام کرنے اور اس پر زور دینے کی بھی زیادہ ضرورت ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵...... بعض لوگ اس گناہ کو اپنے لئے جائز کرنے کے لئے حیلہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہا کرتے ہیں کہ اصل چیز تو باطن کی درستگی ہے، باطن کی درستگی ہونی چاہئے اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا ظاہر کا عمل ہے، لہٰذا باطن درست ہونے کی صورت میں اس گناہ سے کوئی نقصان نہیں۔

مگر یہ حیلہ اللہ تعالیٰ کے سامنے چلنے والا نہیں۔ کیونکہ اولاً تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطن کی درستگی کا حکم ہے، اسی طرح سے ظاہر کی درستگی کا حکم بھی ہے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کو پورا کرنا ضروری ہے تو دوسرے حکم کو پورا کرنا کیوں ضروری نہیں؟

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کے عمل کو باطن کے فساد اور بگاڑ کی بھی علامت قرار دے دیا ہے، چنانچہ کئی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو تکبر کے قائم مقام قرار دیا ہے (وہ احادیث پہلے ذکر کی جاچکی ہیں) اور تکبر باطن کا بہت بڑا اور بُرا عمل ہے۔

لہٰذا اس گناہ کا تعلق صرف ظاہر سے ہی نہیں بلکہ باطن سے بھی ہے، اور اس گناہ میں مبتلا شخص کے باطن کو درست سمجھنا بھی غلط ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۶...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اونچی رکھنے میں مسلمانوں کی

طرف سے کافروں کو بدظنی ہوتی ہے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اتنے کنجوس اور بخیل ہیں کہ انہیں تین انچ کپڑا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی سوچ اسلام سے میل نہیں کھاتی، کیونکہ اسلام میں تو خود کافروں کی مخالفت کا پہلے سے حکم موجود ہے، اور شریعت کے کسی بھی حکم پر عمل کرنے کے لئے کافروں کو مطمئن کرنے کی شریعت نے ضرورت نہیں سمجھی، ورنہ تو غیر مسلموں کو اسلام کی بہت سی چیزوں پر اعتراض ہے، کیا ان کے اعتراض کی وجہ سے اسلام کے ان سب احکام کو چھوڑا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں، اور مسلمان کی اصل عزت وذلت کا دارومدار تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر چلنے اور نہ چلنے میں ہے، غیر مسلموں کی نظروں میں اپنی عزت وذلت کا متلاشی ہونا ایمان واسلام کا تقاضا نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۷...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنوں سے اوپر شلوار وغیرہ کرنے سے انسان کا حلیہ بگڑ جاتا ہے، اس لئے ہم اپنا حلیہ درست کرنے کے لئے شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکاتے ہیں۔

یہ سوچ بھی سراسر جہالت وحماقت پر مبنی ہے، کیونکہ اصل فطرت کے مطابق مَردوں کو ٹخنوں سے اوپر کپڑا کرنے میں ان کا حلیہ بگڑتا نہیں ہے بلکہ درست اور صحیح ہو جاتا ہے، کیونکہ اسلام کے جتنے بھی احکام ہیں وہ فطرت کے مطابق حقیقی حسن وجمال پر مبنی ہیں، البتہ اگر کسی کی فطرت میں سلامتی نہ رہے بلکہ اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس کو فطری وحقیقی حسن وجمال والی چیزیں غیر فطری اور بدنما محسوس ہونے لگتی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۸...... بعض لوگ اعتراضاً کہا کرتے ہیں کہ آج کل کیونکہ عورتوں نے اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر کرنا شروع کر دی ہے، اور مَرد حضرات کو عورتوں سے مخالفت اختیار کرنے کا حکم اور ان کی مشابہت کرنا منع ہے، لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ مَرد حضرات آج کے دور میں ٹخنوں سے نیچے شلوار پہنیں، تاکہ خواتین کی مخالفت ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں معاملہ برعکس ہے، وہ اس طرح سے کہ شریعت کی طرف سے

مَردوں کو تو اپنا لباس ٹخنوں سے اوپر کرنے کا حکم ہے، اور عورتوں کو یہ حکم نہیں ہے، بلکہ انہیں تو اپنے ٹخنوں کے پردہ کا حکم ہے، اب جو فریق بھی شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہوئے دوسرے فریق والے عمل کو اختیار کرے گا، اصل تشبہ یا مشابہت کا گناہ اس کو ہوگا، نہ یہ کہ اُس کے عمل کی وجہ سے دوسرے فریق کو اپنے متعلقہ حکم کی بجا آوری منع ہو جائے گی، لہٰذا خواتین اگر اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے لگی ہیں تو اس کی وجہ سے وہ خود گناہ گار ہیں، اور اس صورت میں بھی خواتین کو اس گناہ سے بچنے کا حکم ہے، اور مَردوں کے لئے شریعت کا ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے کا حکم اب بھی اپنی جگہ برقرار ہے۔

اور اگر خواتین اور مرد دونوں فریق شریعت کے اس حکم کو توڑتے ہیں جو ان میں سے ہر ایک پر عائد ہوا ہے، تو دونوں فریق گناہ گار ہیں، اور ایک کے گناہ گار ہونے سے دوسرے فریق کا گناہ سے بَری الذمہ ہونا لازم نہیں آتا۔

مسئلہ نمبر ۲۹...... بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت کی اصل وجہ اسراف اور فضول خرچی کا ہونا ہے، جو کہ کم آمدنی والوں کے لئے ہے، اور اگر کسی کو اللہ نے مالی وُسعت دی ہو، تو پھر اسے لمبا کپڑا پہننا منع نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّلاً تو فضول خرچی کی علت بیان کرتے ہوئے اس کا گناہ ہونا بیان نہیں فرمایا۔ لہٰذا اس گناہ کی علت اور اصل وجہ اسراف وفضول خرچی کو قرار دینا درست نہ ہوا۔

دوسرے فضول خرچی کا گناہ اس میں اب بھی شامل ہوسکتا ہے، اور فضول خرچی جس طرح غریبوں کے لیے ناجائز ہے، اسی طرح امیروں کے لیے بھی ناجائز ہے۔ فقط۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

محمد رضوان

۱۹/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۶ھ 09 / اپریل/ 2015ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

رائے گرامی

مولانا مفتی محمد امجد حسین صاحب زید مجدہٗ

(مفتی: ادارہ غفران، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم'' شیخنا المکرّم حضرت اقدس مفتی محمد رضوان صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ کا تحقیقی مقالہ ہے، اس موضوع پر آپ نے کئی سال پہلے رسالہ تالیف فرمایا تھا، جو گزشتہ سات آٹھ سالوں کے دوران دو دفعہ شائع ہو چکا ہے، جس میں آپ نے اس امر کو بنیاد بنایا تھا (جو عامۂ اہلِ علم کا معروف موقف ہے) کہ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، ازار لٹکانا خواہ کبر وعجب کی نیت سے ہو (جس کو احادیث الباب میں بطر، خیلاء، مخیلہ جیسے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے) یا بلا نیتِ کبر و بلا قصد عجب کے خالی الذہن ہو کر عدمِ اہتمام یا عدمِ مبالات کی وجہ سے ہو، بہر دو صورت ممنوع و گناہ ہے، پہلی صورت میں ممانعت شدید اور حرمت کے درجے کی ہے، اور دوسری صورت میں ممانعت وقباحت گو اس سے کم درجے کی ہو، لیکن پھر بھی کراہتِ تحریمی کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے، جو لازم الاجتناب اور واجب الترک ہے، اس باب میں اسی موقف کے آپ قائل تھے، اور وہ اہلِ علم جو کبر وعجب کے قصد ونیت کے بغیر اسبالِ ازار کو مکروہ تنزیہی وخلافِ اولیٰ قرار دیتے ہیں (نہ کہ مکروہ تحریمی) ان کا موقف بھی رسالہ میں ضمنی درجہ میں پیش کر دیا تھا، معاصر اہلِ علم میں سے بعض نے اس باب میں بغیر کبر وعجب کے اسبالِ ازار کے مکروہ تنزیہی وخلافِ اولیٰ ہونے کو ترجیح دے کر اس صورت میں حرمت یا کراہتِ تحریمیہ کا قول کرنے اور موقف رکھنے والے اہلِ علم کے موقف ودلائل پر مناقشہ کیا ہے، اس تناظر میں دوسرے بعض اہلِ علم کی طرف سے حضرت مفتی صاحب موصوف سے تحقیق کی درخواست کی گئی کہ بغیر کبر وعجب کے پائجامہ لٹکانے کی

صورت میں کراہتِ تنزیہی کے حکم کو جو اختیار کرنے والوں نے اختیار کیا ہے، اور کراہتِ تحریمی کا حکم لگانے والوں سے مناقشہ کیا ہے، تو اس کا تحقیقی غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحب موصوف نے زیرِ نظر مقالہ کی صورت میں یہ تحقیقی کام کیا، اور محض چند دنوں میں دو سو صفحات کے لگ بھگ یہ جامع تحقیقی مقالہ مرتب فرمایا، بحمداللہ، جس میں موضوع کے تمام قابلِ ذکر پہلوؤں اور گوشوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

سب سے پہلے متعدد طرق سے مروی اس باب کی تمام احادیث وروایات کو جرح وتعدیل کے جلو میں جمع کیا، یہ روایات تعداد میں چونسٹھ (۶۴) ہیں، حواشی میں ان احادیث کے روایتی ودرایتی مباحث بھی ذکر کیے، پھر فقہائے مذاہب، شارحینِ حدیث اور متقدم ومتاخر اساطین اہلِ علم کے اقوال وآراء، درایات وتنقیحات، مناقشات وتنبیہات کو امہات الکتب اور مختلف مراجع ومآخذ سے جمع ومنضبط کیا اور ان کا بالاستیعاب ترجمہ دیا، اس طرح اس مسئلہ کے متعلق بہت بڑی مقدار میں علمی، دینی، تنقیحی وتحقیقی مواد جو وسیع اسلامی لائبریری میں پھیلا ہوا ہے، یکجا جمع ہو گیا، اور کراہتِ تنزیہی کے قائلین کے تفصیلی دلائل وتصریحات بھی سامنے آ گئے۔

یہ بہت بڑی تحقیقی کاوش اور علمی خدمت ہے کہ مسئلہ کی دوسری صورت (بغیر خیلاء کے اسبالِ ازار) کے متعلق اہلِ علم کے دونوں موقف پورے سیاق وسباق اور وضاحت کے ساتھ یکجا ہو کر سامنے آ گئے، نہ یہ کہ کسی ایک موقف کو اپنا کر اس کے مستدلات استقصائاً ذکر کر کے دوسرے موقف کا ضمناً یا تردیداً تذکرہ کیا ہو۔

حاصل اس تمام بحث کا یہی ٹھہرتا ہے کہ پوری احتیاط اور سلامتی اسی میں ہے کہ بغیر خیلاء کے بھی پائجامہ/ازار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکایا جائے، لیکن خیلاء کے بغیر اسبالِ ازار کے متعلق بہت سے اساطینِ علم، حتی کہ بعض فقہائے مذاہب کا موقف بھی کراہتِ تنزیہی وخلافِ اولیٰ ہونے کا ہے، اس لئے اس صورت میں جو کراہتِ تحریمی کے قائل ہیں، وہ اپنے

موقف پر ضرور قائم رہیں، مگر جانبِ مخالف کے بارے میں پوری رعایت اور لچک رکھیں کہ اس صورت میں مبتلا بہ لوگوں پر اس طرح نکیر نہ کریں، جس طرح کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب پر کی جاتی ہے، نہ ان کی تفسیق کریں، کیونکہ اہلِ حق اور راسخین فی العلم، اولوالفضل کے اختلاف کی وجہ سے واضح ہوگیا کہ بلاقید خیلاء والی احادیث مأول ہیں، جس کی وجہ سے مسئلہ مجتہَد فیہ قرار پاتا ہے، اور مجتہَد فیہ مسائل میں جانبِ مخالف کی رعایت رکھنا خود اصولِ شرع کا مقتضیٰ ہے، ایسی صورت میں ایک جانب پر زیادہ شدت برتنا اور سب کو خواہی نہ خواہی اس کا پابند بنانے کی سعی کرنا بظاہر غلو فی الدین میں آتا ہے، جو شرعاً منہی عنہ ہے، اور کراہتِ تنزیہی کا مستفاد خلافِ اولیٰ ہونا ہے، جس کے متعلق ترغیب تو دی جاسکتی ہے، لیکن نکیر کا یہ موقع محل نہیں، اس لئے کراہتِ تنزیہی کے قائلین اور ان کے متبعین جب شعوری واعتقادی طور پر اسے منکر ہی نہیں سمجھتے، جس کا مسئلہ کے مجتہَد فیہ ہونے کی وجہ سے اپنے موقف کے پیشِ نظر ان کو حق حاصل ہے، تو جانبِ خلاف والے کس بنیاد پر ان پر نکیر یا تفسیق کریں گے؟ اس لئے جن لوگوں میں بحیثیتِ مجموعی تدین اور احکامِ شرع کی رعایت غالب نظر آتی ہے، ان سے حسنِ ظن رکھیں اور ان کے اسبالِ ازار کو بلانیتِ کبر وعجب والی صورت پر محمول کریں، اِلَّا یہ کہ کسی واضح قرینہ سے کبر وعجب کا مظنہ غالب ہو۔ ؏

برصراطِ مستقیم اے دل! کسے گمراہ نیست

محمد امجد حسین

۳۰/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۶ھ 20 / اپریل/ 2015ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹوپی کی شرعی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت
عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث
ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت
ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام
اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ
اور چند اہم متعلقہ مسائل

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان